

سید عرفان احمد

15-08-1992

فطرت اور صحت

قرآین فطرت کو بنیاد بنا کر خالص سائنٹفک استدلال کی روشنی میں
حکمت علاج اور حکمت دین و اخلاق کا حسین امتزاج

تصنیف و تالیف

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی

ترتیب و تدوین و نظر ثانی

سید اسعد گیلانی ایم۔ اے



الفیصل ناشران و تاجران کتب
غزنی سٹریٹ نزد کامیاب ڈاک خانہ لاہور
اردو بازار

ترتیب و تدوین۔ زیر اہتمام۔ اسلامی اکادمی۔ منصورہ۔ ملتان روڈ لاہور

نام کتاب:۔۔۔۔۔ قوانین فطرت اور انسانی صحت

مصنف:۔۔۔۔۔ حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی

ترتیب و تدوین:۔۔۔۔۔ سید اسعد گیلانی۔ ایم اے

پبلشر:۔۔۔۔۔ الفیصل ناشران۔ تاجران کتب

غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور

ضخامت:۔۔۔۔۔ ۲۲۲ صفحات

قیمت:۔۔۔۔۔ ۲۸ روپے

اللَّهُمَّ اذْهَبِ الْبَاسَ رَبِّ النَّاسِ
وَاشْفِهِ وَاَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ اِلَّا
شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا يَغَادِرُ سَفَاطًا

اے اللہ تکلیف دور فرما۔ اے لوگوں کے پروردگاہ، اے شفاء
عنایت کر، تو ہی شفا دینے والا ہے، تیری شفا کے سوا اور کہیں
شفا نہیں۔ ایسی شفا دے جو بیماری کو مٹا دے۔

شفا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے، طیب تدبیر کرتا ہے

ان طبیعوں کے نام

جو فیس کے لیے نہیں

بلکہ

صرف اور محض

بیمار کی صحت بجال کرنے کے لیے

خالص ہمدردی اور خدا ترسی کے جذبے کے تحت

بیماری کے خلاف

جدوجہد کرتے ہیں۔۔۔ اور

صحت کی بجائی کے لیے

دوا پر نہیں۔۔۔ بلکہ۔۔۔ خدا پر

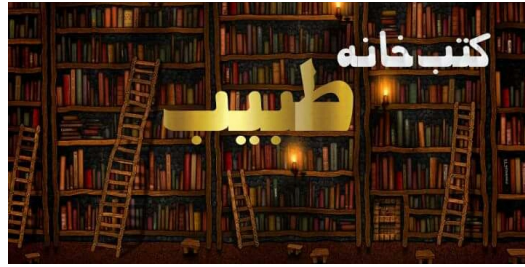
اور۔۔۔ رزق کے لیے

نسخہ پر نہیں۔۔۔ بلکہ۔۔۔ رب العالمین پر

بھروسہ رکھتے ہیں۔

ایک سو سالہ
بزرگ طبیب کے
۷۷ سالہ
طبی تجربات کا
خلاصہ

طبی پریکٹس ۱۹۰۱ء تا ۱۹۷۷ء



آب حیات سے زیادہ قیمتی تجربات کا گلدستہ

فہرست

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۹۵	۲۔ نبض ۱۔ نبض قومی	۱۱	اسوگیلانی حرف اول
۹۵	پرنائے حرکات اوصافی ۲۔ نبض ضعیف	۱۹	مصنوع کے حالات و مشاہدہ، اسوگیلانی
۹۵	۳۔ نبض سریع	۴۹	باب : اہت رائیہ
۹۶	۴۔ نبض بطل	۵۶	باب : فطرت
۹۶	۵۔ نبض صلب ممتد	۶۱	باب : طبیعت
۹۶	۶۔ نبض لین		سات امور طبیعہ
۹۶	۷۔ نبض متواتر	۶۲	۱۔ ارکان
۹۶	۸۔ نبض گرم	۶۴	۲۔ مزاج
۹۶	۹۔ نبض سرد	۷۱	۳۔ اخلاط
۹۶	۱۰۔ نبض متلی	۸۰	۴۔ ارواح
۹۶	۱۱۔ نبض خالی	۸۱	۵۔ احصا
۹۶	۳۔ نبض ۱۔ نبض عظیم	۸۲	۶۔ قومی
۹۶	۲۔ نبض صغیر	۸۵	۷۔ افعال تشخیص مرض
۹۸	۳۔ نبض فشاری		باب : بطریق علاج و تشخیص مرض
	۴۔ شخصی تجربات	۸۸	کا قانون
۱۰۰	۵۔ زبان کی شناخت کا قانون	۹۱	۱۔ نبض ۱۔ نبض طویل
۱۰۲	۶۔ مرکب بخاروں کی تشخیص و تقسیم کا قانون	۹۲	(پرنائے حرکات اصولی) ۲۔ نبض قصیر
	باب : لا علاج امراض کی پیدائش	۹۳	۳۔ نبض عریض
۱۰۶	اور علاج کا قانون	۹۵	۴۔ نبض ضعیف
۱۰۶	۱۔ لا علاج امراض اول قسم	۹۵	۵۔ نبض مشرق
۱۰۶	۲۔ لا علاج امراض دوم قسم	۹۵	۶۔ نبض منتخض

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۳۰	سال کے مہینوں کے موازنہ کا قانون	۱۱۱	۳۔ لاعلاج امراض سوئم قسم
۱۳۵	باب ۹: مرکب تپوں کی شناخت کا قانون	۱۱۳	باب ۱: تشخیص امراض و مادہ کے دیگر قوانین
۱۳۵	باب ۱۰: مفرد تپوں کی شناخت کا قانون	۱۱۳	اشعات شمسی
۱۳۵	باب ۱۱: تشخیص اور علاج کا قانون تپ مطبقہ	۱۱۶	تپوں کے حالات
۱۳۶	تپ سو فو خس	۱۱۸	معالج کی ذمہ داریاں
"	عجب خالص دائرہ	۱۲۰	تجربہ کار بننے کا مجرب نسخہ
۱۳۶	عجب لازم	۱۲۰	باب ۲: تشخیص مرض کے چھ بنیادی چارٹ
۱۳۸	محرقة مفردوی	۱۲۱	۱۔ بیماریاں اور دن رات کے اوقات کا قانون
۱۳۸	بلغی ناسبہ	۱۲۲	۲۔ بیماریاں اور نیا بخن مینے اور موسم کا قانون
۱۳۹	تپ لثقة	۱۲۳	۳۔ بیماریاں اور گرمی برسی کے اوقات کا قانون
۱۴۰	محرقة بلغی	۱۲۴	۴۔ بیماریاں اور ایام کے لحاظ سے اصولی اور میرہ کا چارٹ
۱۴۰	تپ ربع کا دائرہ	۱۲۵	۵۔ بیماریاں اور ان کی زیادتی کے اوقات کا قانون
۱۴۱	ربع لازمہ	۱۲۶	۶۔ اخلاط کا اجماع اور موسموں کے اثرات کا قانون
"	تپ مرکب	۱۲۷	باب ۳: دن کے اوقات اور
۱۴۲	باب ۱۱: مفردات برائے معدلات و منضجات کا قانون تاثيرات		
"	معدلات خون		
"	مفرد ادویہ معدلات کے اثرات و خصوصیات		
۱۴۵	منضجات صفرارہ		
۱۴۵	مفرد ادویہ منضجات صفرارہ کے اثرات		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	خصائص اور اخلاط میں مناسبت قانون	۱۲۶	منفجیات بلغم
۱۸۳	آگ اور صفرا	۱۲۶	مفرد اور میر منفجیات بلغم کے اثرات و خصوصیات
۱۸۴	مٹی اور سودا		
۱۸۵	باب ۱۹: طب کا عملی پہلو	۱۲۹	منفجیات سودا
۱۸۶	باب ۲۰: علاج بذریعہ پانی		مفرد اور میر منفجیات سودا کے اثرات و خصوصیات
۱۸۸	پانی کی اقسام	۱۵۰	منفجیات کے چند مزید پہلو
۱۸۸	شیر میں پانی کے نقصان و اوقات		باب ۱۲: اشعار کے ذائقے اور ان کی تاثیروں کا قانون ادویات
۱۸۹	شراب پانی کے امراض	۱۵۲	
۱۸۹	پانی صاف کرنے کا طریقہ	۱۵۳	ادویات مسہلہ
۱۹۰	نفع اخلاط بذریعہ پانی		باب ۱۳: نباتات کے اجزاء کی خاصیتوں کا قانون
۱۹۱	نفع خون و صفرا	۱۵۴	
۱۹۱	نفع بلغم و سودا		باب ۱۴: امراض کی مدت اور ان کے کھینے بڑھنے کا قانون
	باب ۲۱: علاج بلاد و ایافطری	۱۵۸	
۱۹۲	علاج کا قانون		ظاہری اسباب کے اثرات
۱۹۲	خشک امراض		باب ۱۵: بیماری میں تکلیف کا فطری قانون
۱۹۳	ترامراض	۱۹۱	
۱۹۳	مزید ہدایات	۱۹۳	طبیعت اور مرض میں فیصلہ کن جنگ بحران
	باب ۲۲: اجتماعیات و اخلاقیات	۱۹۶	تپ و ق کے علاج کے بارے میں چند مشورے
۱۹۵	علاج کیلئے سوزوں عورت کے انتخاب کا قانون	۱۹۶	باب ۱۶: طبیعت کی امداد کا قانون
۱۹۸	باب ۲۳: انسانی پیدائش کا قانون		باب ۱۷: منفع اور اس کے تیار کرنے کا قانون
۲۰۰	یہ دنیا	۱۹۹	اثر نفع کیا ہیں؟
۲۰۲	باب ۲۴: بچوں کی پرورش کا قانون	۱۸۱	تپ مرکب کا علاج
۲۰۳	بچے کی پرورش کے بنیادی اصول	۱۸۳	باب ۱۸: خلاصہ طب
	باب ۲۵: نفسِ امارہ پر قابو پانے		

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۲	بابت ۲۶؛ ولایت و کرامت	۲۰۹	کاتاقون

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۲۱۸	تپ محرکہ	۲۱۵	سفوف مسکن
۲۱۹	زیابیطس	۲۱۵	امیر قلب
۲۱۹	قلت طمت	۲۱۶	دیسس مرق ہاضم
۲۱۹	مشربہ ہاضم	۲۱۶	تریاق الصبیان
۲۲۰	دانت کادرد	۲۱۶	سفوف تبخیر
۲۲۰	ریاح البواسیر	۲۱۶	دائمی نزلہ
۲۲۰	فسخہ اطہراہ و اولاد زینہ	۲۱۶	موسمی نزلہ
۲۲۰	احتباس طمت	۲۱۶	باٹی کی دروین
۲۲۱	عمومی نزلہ	"	ضعف معدہ
۲۲۱	سفوف اصلاح معدہ	"	وجع المفاصل
۲۲۲	بچوں کے معدے کی تکالیف	۲۱۸	خسرہ پیتی اچھلنا
۲۲۲	زیادتی پیشاب	"	جنون
"	نوردر	"	یرقان
"	درد گردن	"	نفخ
۲۲۲	دانت کامنجن	"	سودہ ہاضم
		"	ہسرتا

خدا، اپنی مخلوق کے کا خود رازق اور مہر دار ہے۔ تم اپنے آپ کو مخلوق کہہ
کاؤ مہر دار نہ سمجھو



حرفِ اول

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی اپنے دور میں طب کے میدان میں اجتہادی صلاحیتوں کے مالک تھے۔ انہوں نے ۱۹۰۱ء سے ۱۹۷۷ء تک انسانی صحت کی بحالی کے لیے پیہم اور مسلسل کام کیا اور اپنی مکمل توجہ لیٹنوں کی جسمانی صحت بحال کرنے اور اخلاقی صحت سدھارنے پر مرکوز رکھی۔ وہ شہرت سے نفرت کرتے تھے۔ نمایاں ہونے کو بے حد ناپسند کرتے تھے۔ مجلس میں بھی بڑھ چڑھ کر بات کرنے کو ناپسند کرتے تھے اور ظاہر کو ترک کر کے باطن کو سنوارنے پر اپنی ساری کوششیں صرف کرتے تھے۔

جس علاقے میں انہوں نے اپنے طویل طبی مشن کو جاری رکھا وہ ایک دور افتادہ جدید سہولتوں سے محروم اور غربت و بے روزگاری کا شکار علاقہ تھا اور انہوں نے ان حالات کے اندر اپنے طبی مشن کو سمویا۔ اور ان حالات کی مطابقت میں اپنا سارا مشن ڈھال لیا تھا چنانچہ وہ سستی سے سستی ادویہ کی تلاش میں رہتے تھے۔ کم سے کم تعداد میں ادویہ استعمال کرنے کے قابل تھے بلکہ ہومیوپیتھی کی طرح ایک ہی دوا سے مرض کا علاج کرنا پسند کرتے تھے پھر ان کی کوشش ہوتی تھی کہ وہ چیز بھی ایسی ہو جو بالعموم ہر گھر میں پائی جائے تاکہ مریض اور اس کے تیمار داروں کو ہنگامی دواؤں کی تلاش میں سرگرداں نہ رہنا پڑے۔ اس لیے آہستہ آہستہ ان کی دوا میں گہرے دل میں روزمرہ کے استعمال کی چیزیں بنتی چلی گئی تھیں۔ یہی سبب ہے کہ انہوں نے کوئی قابل ذکر مطلب نہیں بنایا۔ بڑے بڑے نسخے مرتب نہیں کیے۔ تیار شدہ ادویہ رکھنے

کارواج نہیں ڈالا۔ دوا فروخت کرنے سے کوئی دلچسپی نہیں رکھی۔ وہ شفا تقسیم کرنے والے ایک ایسے چلتے پھرتے طبیب تھے جو اپنے تجربات کی روشنی میں غریب عوام کی گھریلو چیزوں سے بلا خرچ ان کا علاج کرنے کا بہترین تجربہ رکھتے تھے اور یہی تجربہ بڑھتے بڑھتے ان کا فن بن گیا تھا اور وہ اپنے اس فن کے خود ہی موجد تھے۔

لیکن ان تجربات کو وہ فطرت کے اصولوں کی روشنی میں نوٹ بھی کرتے رہے۔ انہوں نے دیکھا کہ طبیعت صرف مددگار ہوتا ہے ورنہ تمدد و طبیعت انسانی ہے۔ خدا کی قدرت نے انسان کی جسمانی ساخت کے اندر خود ایک معالج رکھا ہوا ہے جو جسم انسانی کو بیماری گنتے ہی اس کے علاج پر لگ جاتا ہے۔ طبیب کو بہرہ دینی طور پر اس باطنی معالج کی مدد کرنی ہوتی ہے۔ اگر وہ صحیح مدد پہنچائے تو فطرت انسانی خود علاج کر لیتی ہے اور اگر طبیب باہر سے اس باطنی معالج کی مزاحمت کرے تو بیماری پیچیدہ ہو جاتی ہے۔ انسانی فطرت یا اس کے باطنی معالج کو دبا کر کوئی علاج کرنے کی کوشش کرنے سے رد عمل اور بد اثرات کا ایسا سلسلہ شروع ہوتا ہے کہ سادہ اور بے نثر مرض سخت پیچیدہ مرض بن جاتا ہے اور ادویہ کے اثرات اور فطرت انسانی کا رد عمل باہمی مل کر بیماری کو عقدہ لائیکل بنا دیتے ہیں اور آج کل طب مغرب کی سب سے بڑی پیچیدگی ہے کہ وہ سخت اور تیز دوائیاں استعمال کرتے ہیں اور انسانی باطنی معالج کو مدد پہنچانے کی بجائے اس سے جنگ آزما ہوتے اور اسے دباتے ہیں جس کے نتیجے میں معمولی بٹائیفائیڈ اور ٹی بی بن جاتے ہیں۔

حکیم غلام رسول شاہ گیلانی کی طبی پریکٹس کالج لہاب یہ ہے کہ انہوں نے انسانی فطرت کو علاج میں ہمیشہ مددگار کے طور پر استعمال کیا اور کبھی اس سے جنگ آزما ہونے یا اسے دبانے کی کوشش نہیں کی۔

یہ کتاب ان کے انہیں تجربات کا خلاصہ ہے۔ انہوں نے یہ کتاب کچھ تصنیفی مقاصد کے لیے نہیں لکھی بلکہ وہ اپنے تجربات کو ایک ترتیب سے نوٹ کرتے رہے اور میں نے ان

تجربات اور نگارشات کو اس کتاب کی صورت میں ترتیب دینے کی کوشش کی ہے۔ وہ چونکہ اپنے علاقے میں معلم اخلاقی کی حیثیت سے بھی معروف تھے اور ان کا علاج بیک وقت طبی اور روحانی ہوتا تھا۔ اس لیے ان کی یادداشتوں میں حکمتِ علاج کے ساتھ ساتھ حکمتِ اخلاق کا بھی امتزاج ہے اور یہ ہمارے اسلاف کا خاص طریقہ ہے۔ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے طبِ نبوی کا وجود اس امر کا ثبوت ہے کہ انسانیت کا سب سے بڑا معلم اخلاقی معالجِ جسمِ انسانی بھی تھا اور حضورؐ نے متعدد بیماریوں کا علاج کیا۔ غرض جسمِ انسانی کا جو مادہ اور روح کا امتزاج ہے جسمانی اور روحانی دونوں امراض کے علاج کا ضرورت مند ہے اس لیے جسمانی علاج اور روحانی علاج کو علیحدہ علیحدہ نہیں کیا جاسکتا۔

ہمارے اسلاف میں علمِ دین کے ساتھ علمِ طب اس لیے سکھایا جاتا تھا کہ علمِ دین باطن کا علاج کرے اور علمِ طب ظاہر کا علاج کرے اور یہ دونوں علاج انسان کی ضرورت ہیں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ گرامی قدرِ حکیم صاحب کی یہ کتاب ان کے ملفوظات اور باطنی مشاہدات کا مجموعہ بھی ہے اور ان کے طبی تجربات و اجتمادات کا ذخیرہ بھی۔ ہر شخص اس کا مطالعہ کر کے ان دونوں چیزوں سے مستفید ہوگا۔ انہوں نے مجالین کو جو نصیحتیں کی ہیں وہ بھی اس جدید دور میں جہاں علاج اور اخلاق کا رشتہ بہت کمزور ہو گیا ہے بہت مفید ہیں۔ فی الحقیقت یہ کتاب اپنے اصولوں، تجربات اور سائنٹیفک استدلال کے ساتھ ساتھ اخلاقی نصاب کے لحاظ سے اس قابل ہے کہ طبی تعلیم گاہوں کے نصاب میں شامل کی جائے اور طب کے طلباء کو طبی اور اخلاقی زندگی کے ان پہلوؤں سے بھی روشناس کرایا جائے جن کا تجربہ اور شاہدہ محترم حکیم صاحب نے کیا ہے۔ ہم انتہائی مسرت کے ساتھ اس کتاب کو ایک منفرد کتاب سمجھتے ہوئے اہل ذوق کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

سید اسعد گیلانی

طمان روڈ لاہور

۱۰ اپریل ۱۹۸۸ء

مصنف کے حالات و مشاہدات

سید غلام رسول شاہ اخلاقی لحاظ سے ایک عظیم الشان انسان تھے اور طبی لحاظ سے ایک ماہر فن طبیب تھے جو کبیر کے نقیر نہیں بلکہ اپنے علم اور تجربے کی روشنی میں نئی سائیں نکالنے اور تراشنے کی دافر صلاحیت سے بہرہ ور تھے۔ انہوں نے اپنے محدود دائرہ تعارف میں ایک عظیم الشان اور ایک خدا ترس مصلح اور معلم کی حیثیت سے کام کیا۔

اہل قلم بالعموم بڑے بڑے مشہور لوگوں کو ہی اپنا موضوع نگارش بناتے ہیں اور پڑھنے والے بھی بڑے اور مشہور لوگوں، جنہیں ”مشاہیر“ کہا جاتا ہے، کی زندگیوں اور کارناموں کو ہی اپنے سے مشعل راہ سمجھتے اور قابل مطالعہ گردانتے ہیں، حالانکہ انسانی اخلاق و کردار کے نمونے معاشرے کی ہر سطح پر پائے جاتے ہیں، بالخصوص وہ لوگ جو گناہ پرہ کر خدمتِ خلق کا کام کرتے ہیں۔ وہ تو ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کا نمونہ اخلاص و ایثار کا سنہری باب ہوتا ہے۔ ایسے نمونے جس قدر معاشرے میں بڑھتے جائیں، معاشرہ ان بنیادی اخلاقیات سے متصف ہوتا چلا جاتا ہے۔ جو معاشرے کی پائیدار اخلاقی بنیادیں ہوتی ہیں۔

گناہ لوگوں میں اسلامی اخلاقیات کے نمونے بھی سامنے لانے کی ضرورت ہوتی ہے اور مہارت فن کے نمونے بھی۔ حقیقت یہ ہے کہ ان نمونوں سے معاشرے کی حقیقی تصویر سامنے

انہی حالات و مشاہدات سید اسعد گیلانی نے مرتب کیے ہیں۔

آتی ہے، ورنہ مشاہیر تو اسی لیے مشاہیر بنتے ہیں کہ ان کی زندگی کے بعض پہلو حیرت انگیز طور پر نمایاں اور درخشاں ہوتے ہیں۔ اس لیے میں نے یہ ضرورت محسوس کی کہ ایک ایسی ہستی کا تعارف بھی پیش کیا جائے جس کی زندگی خدمتِ خلق کا درخشاں نمونہ تھی۔ وہ اپنے ماحول میں درخشاں ستارے کی مانند تھے اور ان کی وفات پر ہزاروں لوگ سوگوار تھے، لیکن وہ ملی اور ملکی افق پر دکھائی نہیں دے رہے تھے۔ کائنات کے نظام میں ایسے ستارے بھی ہیں جو بظاہر درخشاں اور چمکتے ستاروں سے بھی زیادہ بڑے اور درخشاں ہیں، لیکن مسافت کی دوری کے سبب ان کی روشنی ہم تک نہیں پہنچ پاتی۔ اسی طرح ہمارے ہاں ایسے افراد بھی ہوتے ہیں جن کا کردار اسلامی اخلاقیات کے ترازو میں پورا اترتا ہے۔ اپنے فن کی مہارت میں وہ بے مثال صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں لیکن وہ ہم سے دور اور نامعلوم ہونے کے باعث مشہور نہیں ہوتے۔ سید غلام رسول شاہ گیلانی بھی ایسے ہی لوگوں میں سے تھے۔

جس گھر میں انہوں نے آنکھ کھولی وہ بلاشبہ سارے علاقے میں علم و اخلاق کا گہوارہ تھا، لیکن ان کے والد ماجد جو بہت بڑے عالم دین، طبیب اور خادمِ حق تھے، ان کو چودہ سال کی عمر میں ہی چھوڑ کر انتقال کر گئے۔ جب سید غلام رسول شاہ گیلانی نے ہوش سنبھالا تو ضلع گجرات کے اس علاقے میں دس دس میل کے فاصلے تک کوئی قابل ذکر حد تک تعلیم یافتہ نہ تھا۔ اور نہ کوئی معالج تھا۔

انہوں نے اپنے والد ماجد سے چودہ سال کی عمر تک جو کچھ سیکھا تھا، اس کی مدد سے اپنے گاؤں میں ایک مدرسہ قائم کیا جس میں دینی تعلیم اور جدید پرائمری تعلیم کا اہتمام کیا گیا تھا۔ انہوں نے خود ہی ایک مدرسہ تعمیر کیا، خود ہی ایک نصاب مرتب کیا اور خود ہی مدرس بن کر اس تعلیم گاہ کا آغاز کر دیا۔ اس مدرسہ کے کھلتے ہی چاروں طرف سے طلباء اس درس گاہ میں آنے لگے اور انہوں نے ناظرہ قرآن، ابتدائی دینیات، ابتدائی نوشت و خواندہ

ابتدائی ریاضیات اور عمرانیات کی تعلیم دینی شروع کر دی۔ جن ابتدائی طلبانے ان سے تعلیم حاصل کی وہ اچھے تعلیم یافتہ لوگوں میں بھی بہتر صلاحیت اور معلومات کا اظہار کر سکتے تھے۔ پھر محکمہ تعلیم کے بار بار اصرار کے بعد وہ مدرسہ منظور ہو گیا اور اب وہ پھلتے پھولتے ایک اچھے ہائی سکول کی صورت میں علاقے بھر میں اپنا کام کر رہا ہے۔ اس میں ایک لائبریری موجود ہے اور وہ علاقہ متمدن دنیا سے اتنی دور ہے کہ عام حالات میں اس علاقے میں کسی ہائی سکول کے قیام کا سوال بھی پیدا نہ ہوتا، اگر سید غلام رسول شاہ گیبانی نے وہ مدرسہ اپنے ذاتی وسائل کے ساتھ محنت و مشقت کے بل پر قائم کر کے اسے لوئر مل تک نہ پہنچا دیا ہوتا۔

آج بھی اس سکول کی عمارت پر "سکول عمارت حضرت سید غلام رسول شاہ" کا کتبہ لگا ہوا ہے پھر انہوں نے مدرسہ کے ذریعے عوام میں عقائد کی جہالت، جاہلانہ رسوم و رواج اور توحید رسالت اور آخرت کے بارے میں غلط عقائد کی اصلاح کا کام بندرت سچ کیا اور برسوں کی محنت کے بعد اس علاقے میں اسلام کی بنیادی تعلیمات نے اس طرح فروغ پایا کہ فرقہ بندی کے جذبات اور مسلمانوں کی باہمی مذہبی کشمکش کا خاتمہ ہو گیا۔ آج اس علاقے میں جب کہ سید غلام رسول شاہ کو فوت ہوئے چند برس گزر گئے ہیں، عقائد و خیالات بالکل صحیح اور قرآن و سنت کی ہدایات کے عین مطابق پائے جاتے ہیں اور مذہبی منافرت جو اس دور کا بہت بڑا فتنہ ہے ان کے علاقے میں نہیں ہے۔

ان کی تنگ و دو کا تیسرا بڑا میدان اُن کی طبی خدمات ہیں۔ وہ اپنے علاقے میں غریب عوام کے لیے مفت اور سستی طبی امداد کا بہت بڑا ادارہ تھے۔ انہوں نے ساری عمر اس ریسرچ میں گزاری کہ عوام کے لیے مفت یا سستی طبی امداد کے لیے طب اسلامی کو کس طرح استعمال کیا جائے۔ وہ سستے علاج کے علمبردار تھے۔ جو علاج عام اطباء سینکڑوں میں کرتے تھے وہی علاج سید غلام رسول شاہ کوڑیوں میں کرتے تھے۔ ان کے نصف سے زائد مریض ان سے

مفت ادویہ حاصل کرتے تھے۔ انہوں نے طب کو ذریعہ معاش نہیں بنایا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ طب ذریعہ معاش نہیں بلکہ ذریعہ خدمت ہے۔ وہ ہمیشہ ایسے نسخے تلاش کرتے اور ایجاد کرنے کی فکر میں رہتے تھے جو ان اشیاء پر مشتمل ہوں جو ہر گھر میں استعمال کے لیے بالعموم پائی جاتی ہیں۔ چنانچہ وہ نمک، مرچ، ہلدی، لہسن، پیاز، لیموں اور پانی جیسی چیزوں سے بڑی بڑی بیماریوں کا علاج بتایا کرتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے لوگ غریب ہیں، انہیں منگے منگے نسخوں کے بوجھ تلے نہیں کھلنا چاہیے اور ہمارے لوگ ناخواندہ ہیں، انہیں لمبے لمبے نسخوں کے چکر میں نہیں ڈالنا چاہیے۔

ان کا مذہبی ذوق کھرا توحیدی تھا، لیکن وہ تصوف سے بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ وہ کہا کرتے تھے کہ تصوف دراصل احسان کے درجے تک پہنچنے کا نام ہے۔ وہ مسلمان حکمرانوں سے ہمیشہ بدگمان اور نالاں رہتے تھے اور غصے سے بالعموم ان کا نام لینا بھی گوارا نہیں کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے دنیا دار حکمران وہ لوگ ہیں جنہوں نے رسول اکرم کی امت کو تباہ و برباد اور ذلیل و رسوا کر دیا ہے۔ یہ لوگ خدا کو کیا جواب دیں گے؟ وہ اکثر کہا کرتے تھے۔ ان کے آئیڈیل بس خلفائے راشدین تھے۔ بادشاہت سے انہیں سخت نفرت بلکہ چڑتھی۔

بڑے بڑے بزرگان دین سے وہ بڑی عقیدت رکھتے تھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی سے انہیں محبت تھی لیکن دور حاضر میں ان کی سب سے زیادہ عقیدت و محبت سید مودودی سے تھی۔ وہ اپنے گاؤں میں نیک لوگوں کے حلقہ کے سرپرست تھے۔ دیندار لوگوں کے اجتماعات اور کاموں میں وہ ہمیشہ دلچسپی لیتے۔ البتہ سید مودودی کے حالات میں وہ خصوصاً دلچسپی لیتے وہ کہا کرتے "دور حاضر نے بس یہی ایک مجاہد مولوی پیدا کیا ہے جو رسول اکرم کے نقش قدم پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ بادشاہوں کے درباروں سے بے نیاز ہے اور صحابہ کرام کی تصویر ہے۔"

ان کے سب سے چھوٹے بیٹے نے میرے نام اپنے ایک مفضل اور طویل

خط میں والد صاحب کے حالات کی تصویر پیش کرتے ہوئے لکھا،
 ”آپ کی فہمائش پر آج ایک ایسے مردِ درویش کے کچھ حالات زندگی
 بیان کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جس کی کتابِ زندگی کا ایک ایک ورق
 توکل علی اللہ اور مجاہدے سے عبارت ہے۔ یہ مردِ مومن میرے والدِ مرحوم
 ہیں میری زندگی کا بیشتر حصہ انہی کی خدمت میں گزرا ہے۔ ان کے شب و روز
 میرے سامنے تھے، اس لیے مجھ سے زیادہ ان کے حالات سے کوئی باخبر
 نہیں ہے۔

ان کے اذکار اور مجاہدات کو رات دن میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے
 ضعف اور کمزوری کے باوجود وہ ایک عام جوان آدمی سے زیادہ عبادت اور
 ریاضت کرتے تھے، بلکہ یوں کہنا زیادہ مناسب ہے کہ وہ ہر وقت ذکر میں
 مشغول رہتے تھے۔ والد صاحب بچپن ہی میں شفقتِ پدیری سے محروم ہو گئے
 تھے۔ دامادِ جانِ مرحوم و مغفور بڑے عالمِ فاضل اور صاحبِ عمل انسان تھے۔ مسجد
 میں اپنی کوششوں سے انہوں نے درس قائم کر رکھا تھا۔ طالب علموں کو پڑھانے
 کے بعد تصنیف و تالیف میں مصروف ہو جاتے تھے۔ بڑے پائے کے طلب
 تھے۔ دور و نزدیک سے مریدین بھی آتے رہتے تھے۔ چونکہ زیادہ وقت مسجد
 میں ہی گزارتے، اس لیے مسجد والے شاہ جی مشور تھے۔ انہی کی تعلیم و تربیت
 کا نتیجہ تھا کہ والد صاحب ۷۷ سال کی عمر میں ہی نماز کے پابند ہو گئے تھے۔
 جب گاؤں کے پنچے باہر کھیل کود رہے ہوتے تو وہ مسجد میں تلاوتِ قرآن

اے حکیم سید مرتضیٰ حسن گیلانی ان کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں جو انکے خاندانِ فخر میں اب بھی مطلب
 کر رہے ہیں۔ اور اچھے صلح گجرات میں مرحوم کے جانشین ہیں۔

میں مصروف ہوتے، والد صاحب فرمایا کرتے تھے کہ بچپن میں میں نے ایک خواب دیکھا کہ ایک بہت ہی وجیہہ اور خوش شکل انسان مسجد میں تشریف لائے والد صاحب نے ہمیں درس دینا چھوڑ دیا اور بڑے عجز سے اٹھ کر اُن سے ملے۔ پھر والد صاحب نے مجھے اٹھا کر اُن کی گود میں بٹھا دیا اور فرمایا "یہ حضور نبی کریمؐ ہیں" میری خوشی اور حیرت کی حد نہ رہی حضورؐ نے شفقت سے میرے سر پر ہاتھ بھیرا۔ کچھ عرصہ بعد ہی والد صاحب یتیم ہو گئے۔ زیادہ سے زیادہ عمر ۱۴ سال ہوگی۔ بچپن کا دور بے فکری کا دور ہوتا ہے لیکن یہاں تو بچپن ہی میں مصائبِ زمانہ نے گھیر لیا یتیمی میں کئی بار فاقوں تک ذوبت پہنچی بچپن کا ایک واقعہ سناتے وقت ہمیشہ اُن کا گلا بھرتا اور چہرہ متغیر ہو جاتا تھا فرماتے، ایک دن والدہ نے کہا "بیٹا آج تو کھانے کو گھر میں کچھ بھی نہیں ہے میں بے حد پریشان ہوا کہ کیا کروں، کدھر جاؤں، کس سے مانگوں؟ کسی سے کچھ مانگنے کا تصور کر کے رنگ بدل بدل جاتا۔ اس پریشانی میں گھر سے نکل کر مسجد میں چلا گیا۔ دنو کیا، دو نفل پڑھے اور وہیں مسجد میں لیٹ گیا۔ ابھی تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ ایک شخص نے آکر کہا، شاہ صاحب میرے ذمے آپ کے چار روپے ہیں، وہ دیتے آیا ہوں۔ میں نے چار روپے لے لیے شخص مذکور کو اس سے قبل میں نے دیکھا تھا اور نہ ساری زندگی بعد میں دیکھا۔ پیسے تو مجھے مل گئے، اب گندم کس سے خریدوں؟ بہر حال مسجد سے نکل کھڑا ہوا پیچھے سے ایک آدمی نے آواز دی کہ شاہ صاحب مجھے چار روپے کی سخت مزدت ہے۔ اگر آپ کے پاس ہوں تو مجھے دے دیں، میں عام بھاؤ سے بھی دو سیر زیادہ گندم آپ کو دوں گا۔ اس زمانے میں ایک روپے کی ۲۰ سیر گندم آتی تھی۔ والد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے چار روپے اُسے دے دیے

اودوہ گندم گھر چھوڑ گیا۔ یہ عجیب و غریب واقعہ میرے قلب و ذہن کو جھنجھوڑ کر رکھ گیا اور اس سب سے بے مثال درس میرے نفس کو ملا۔ اس طرح نفس کی ایسی تربیت ہو گئی کہ ایک در کے علاوہ مجھ پر تمام دوسرے در بند ہو گئے۔ میرے لیے یہ در ہمیشہ کے لیے محدود مرکز بن گیا۔

والد صاحب زبردست موجد تھے۔ ایسا توحید پرست اور منزکل انسان میری نظر سے آج تک نہیں گزرا۔ پورا علاقہ شاہد ہے کہ ساری زندگی انہوں نے کسی معاملہ میں کسی شخص سے نمد و مانگی نہ سوال کیا۔ ایک دن میں نے والد صاحب سے عرض کیا کہ میں نے اپنے آپ کو آپ کی خدمت کے لیے وقف کر رکھا ہے، لیکن بڑے افسوس کی بات ہے کہ آپ نے اپنی کسی حاجت کا مجھ سے کبھی ذکر تک نہیں کیا۔ میں تو آپ کا بیٹا ہوں اور آپ کا مجھ پر بڑا حق ہے۔ فرمانے لگے، میں تم سے بے حد خوش ہوں۔ تم نیک نیت اور نیک طبیعت ہو، لیکن کیا تم دوسرے بندوں کی طرح ایک بندہ نہیں ہو جوتی آج تک میری حاجتیں پوری کرتی آئی ہے، کیا اُسے چھوڑ دوں اور تمہیں حاجت روا سمجھ لوں، کیا یہ میرے لیے جائز ہے، مجھے اللہ کو چھوڑ کر کسی بندے سے مانگتے ہوئے شرم آتی ہے۔ سب سے بڑا حاجت روا میری تمام ضرورتوں سے خود واقف ہے۔ میں ان کا جواب سُن کر پانی پانی ہو گیا۔ اپنے نفس پر نظر گئی تو گمن آئی۔ جب وہ اپنے آپ کو تنہا پاتے تو چپکے چپکے گریہ و زاری شروع کر دیتے۔ جو بہنی انہیں تنہائی میں آتی وہ اپنے رب کو رو کر مناتے رہتے۔ ان کی باتیں دلوں پر اثر کرنے والی ہوتیں۔ وہ اپنے رب کے ایک تابع فرمان بندے تھے۔ رات کو نوافل سے فارغ ہو کر جو بہنی بیٹھتے ان پر گریہ کی کیفیت طاری ہو جاتی کئی بار رات کو آنکھ کھلتی تو وہ اپنے اسی مشغلے میں مشغول رہتے۔ گریہ زاری

ان کا پسندیدہ مشغلہ تھا۔ کئی بار اس معاملہ پر میری ان سے بات ہوئی۔ بس صرف اتنا فرماتے، تم اس لطف سے بے خبر ہو، ایک دفعہ میں نے والد محترم سے پوچھا کہ مانا کہ دادا جان مرحوم بڑے درویش صفت عالم تھے لیکن آپ کو ان کی صحبت کم نصیب ہوئی۔ پھر آپ میں اس قدر توحید کی پختگی اور توکل علی اللہ کی طرح پیدا ہوا۔ فرمانے لگے، یہ قدرت کا انعام ہے۔ جب بھی میں نے خلوص نیت سے اللہ سے کچھ مانگا تو مجھے وہ مل گیا۔ توحید اور تقویٰ خود بخود پختہ ہوتا چلا گیا۔ اگر کوئی شخص مکمل طور پر اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے حوالے کر دے تو اللہ تعالیٰ خود ہی اس کی تمام ضروریات کو اپنے ذمے لے لیتا ہے۔ مجھے پوری زندگی کسی سے کچھ بھی مانگنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کسی دوسرے سے کچھ مانگنا تو کجا، میں نے اپنی اولاد سے بھی کچھ نہیں مانگا۔ بلاشبہ ہم ان کی پوری اولاد اس بات کے شاہد ہیں۔ پھر اسی گفتگو میں وہ جذباتی ہو گئے۔ فرمانے لگے، کوئی اپنے آپ کو اس کے سپرد کر کے تو دیکھے۔ میں دعویٰ سے کہتا ہوں کہ ایک بار جس کو اس کے دربار سے مانگنے کا سلیقہ آ گیا پھر وہ وہیں کا ہو کر رہ گیا۔ تجربہ شاہد ہے کہ آج تک کوئی گڈڑی نشین بادشاہ کے دربار میں نہیں گیا بلکہ بادشاہ ہی گڈڑی نشینوں کے پاس چل کر آتے ہیں پھر فرمایا، میں اپنے نفس پر اللہ کی ہر بانی سے غالب رہا، لیکن پھر بھی اصلاح نفس کی خواہش ہمیشہ موجود رہی۔ چنانچہ ایک مولوی صاحب نے فرمایا، مری میں ایک صاحب بڑے کامل ولی ہیں۔ ان سے آپ ضرور ملیں۔ میں نے سکول سے رخصت لی اور وہاں چلا گیا۔ یہ ان دنوں کا واقعہ ہے جن دنوں میں نے اپنا قائم کردہ سکول سرکاری تحویل میں دے دیا تھا۔ مولوی صاحب نے مجھے ان کا پورا پورا پتہ سمجھا دیا تھا۔ وہ شہر سے کافی ہسٹ کر ایک جھونپڑے میں مقیم تھے

وہاں پہنچ کر دیکھا تو جھونپڑا خالی پڑا ہے۔ وہیں بیٹھ گیا کہ کسی کام سے نکلے ہوں گے، ابھی واپس آجائیں گے میں تقریباً ظہر کے وقت پہنچا تھا۔ شام تک انتظار کرتا رہا۔ نماز مغرب کے بعد جنگل بیابان میں بیٹھے بیٹھے اکیلے دل میں گھبراہٹ پیدا ہوئی تو اٹھ کر دو رکعت نفل پڑھے اور دعا کی کہ الہی میری اس میں ذاتی اور دنیاوی غرض تو نہیں ہے محض تیرے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعلق پیدا کرنے کی غرض سے سفر کیا تھا۔ اب مصیبت میں مبتلا ہو رہا ہوں۔ ابھی میں دعا مانگ ہی رہا تھا کہ وہ صاحب تشریف لے آئے۔ میں بتائے گئے جیسے انہیں پہچان گیا۔ عین سیک کے بعد میں نے کہا "میں آپ سے ملنے کے لیے بڑی دیر سے انتظار کر رہا ہوں" مسکرائے اور کہنے لگے "کھانے میں کیا پسند کریں گے؟" میں نے کہا "ہرچہ پیش آمد خوش آمد"، آپ کو جو میسر ہو کھالوں گا انہوں نے آواز دی۔ ایک لڑکا آیا۔ اُسے روٹی اور قہیمہ لانے کے لیے کہا گیا روٹی اور قہیمہ آگیا۔

کھانا کھانے کے بعد وہ لڑکا برتن لے کر چلا گیا، پھر وہ دکھائی نہیں دیا۔ نہ قریب کوئی ہوٹل تھا۔ کوٹھڑی میں صرف ایک مصلیٰ پڑا تھا۔ عشا کی نماز کے بعد وہ بھی لیٹ گئے اور میں بھی لیٹ گیا۔ نہ انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ آپ کس طرح آئے ہیں، نہ میں نے ہی بتایا۔ صبح تہجد کے لیے وہ بھی اُٹھے میں بھی اٹھا۔ وہ چونکہ پہلے کے اٹھے ہوئے تھے، اس لیے تہجد سے فارغ ہو کر باہر نکل گئے۔ میں صبح کی نماز کے بعد پھر ان کا انتظار کرنے لگا۔ عجیب شخص ہے بتا کر بھی نہیں گیا۔ کچھ ان پر غصہ آیا کچھ اپنے آپ پر کہ رات کو ہی آنے کا مقصد بیان کر دیا ہوتا۔ وہ شخص گفتگو سے بے حد پرہیز کرتا تھا۔ جو بات پوچھی بتادی۔ پھر خاموش۔ اللہ کا نام لے کر اٹھا اور تلاش شروع

کردی۔ دوپہر کو گندم کے ایک کھیت میں انہیں کھڑا دیکھا۔ پاس پہنچ کر میں نے
 کہا کہ آپ نے عجیب کام کیا کہ آپ بتا کر ہی نہیں آئے، وہ خاموش ہے البتہ
 جیب سے ایک کاغذ نکال کر قرآن پاک کی اس پر ایک آیت لکھی اور کاغذ
 میری طرف بڑھا دیا اور کہنے لگے، ۱۲ دن کا وظیفہ ہے۔ جب وظیفہ مکمل
 ہو جائے، اس کے بعد نرم ریت پر انگشت شہادت سے یہ آیت پڑھتے
 ہوئے دائرہ کھینچیں اور پھر ریت کو کریدیں، آپ کو سونے کا ایک پونڈ مل
 جائے گا۔ جتنی بار آپ یہ عمل کریں گے ہر بار آپ کو ایک پونڈ مل جائے گا
 لیکن ضرورت سے زیادہ عمل نہ کریں۔ میں نے اُن بزرگ سے کہا، جناب
 میں آپ کے پاس دولت لینے نہیں آیا۔ اللہ تبارک و تعالیٰ مجھے رزق
 دے رہا ہے اور اللہ کے فضل سے میں حکیم بھی ہوں اور معلم بھی۔ میں تو اصلاح
 نفس کی غرض سے حاضر ہوا تھا۔

مجھے بڑے نور سے دیکھا اور فرمانے لگے، زندگی میں آپ پہلے شخص ملے
 ہیں جنہوں نے دولت کو ٹھکرا کر نفس کی اصلاح کی خواہش ظاہر کی ہے، ورنہ
 میرے پاس تو لوگ دنیا کی حاجتیں لے کر ہی آتے ہیں۔ شاہ صاحب مجھے
 بہت افسوس ہے، میں وظیفہ تو آپ کو ہر طرح کا دے سکتا ہوں، لیکن کسی
 کی اصلاح کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔ اللہ آپ کی مدد فرمائے۔

چنانچہ میں واپسی کے لیے تیار ہو گیا۔ وہ مجھ سے بے حد متاثر تھے۔ میرے
 پیچھے پیچھے چل دیے۔ میں نے کہا، میرے ساتھ چلیے۔ کہنے لگے، نہیں، آپ
 سید ہیں، میں آپ کے پیچھے ہی چلوں گا۔ راستہ میں کئی بار انہوں نے
 مجھ کو کیا کہ ایک دن مجھے اور مہمان نوازی کا موقع دیں، لیکن چونکہ میں دوہی
 دن کی چھٹی لے کر گیا تھا، اس لیے واپس چلا آیا۔ بس پر سوار کرانے سے

پہلے بغل گیر ہوئے اور بار بار تاسف کیا کہ زندگی میں ایک ہی بندہ خدا کا ملنا تھا اور وہ بھی جدا ہو کر جا رہا ہے۔ پنڈی تک کا کرایہ زبردستی دے دیا اور کہا کہ کچھ تو خدمت کا موقع دیجیے۔

میں نے والد صاحب کو ایک بار نہیں، سینکڑوں بار دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! مجھے صرف تیری خوشنودی درکار ہے۔ دنیا اور آخرت میں تیرا قرب اور عزت چاہتا ہوں۔ دولت دنیا کی گندگی ہے، مجھے اس گندگی سے بچانا۔ ایسا نہ ہو کہ یہ مجھے تیری یاد سے غافل کر دے اور میں پستیوں میں ڈوب جاؤں۔ مجھے دولت نہیں تیرا قرب مطلوب ہے۔ لاہور سے میں نے ٹیپ منگوائی کہ نماز سے فارغ ہو کر جب لیٹ جاتے ہیں چونکہ وہ افراد خانہ سے علیحدہ رہنا کرے میں لیٹتے تھے۔ اس لیے بستر پر لیٹتے ہی گریہ زاری شروع کر دیتے تھے اور بے حد پیاری پیاری باتیں اس انداز سے کرتے جیسے سامنے بیٹھا کوئی سن رہا ہے۔ خدا گواہ ہے، میں نے یہ باتیں ٹیپ کرنے کی ہزار بار کوشش کی، لیکن بے پاؤں جونہی ٹیپ ادا کرتا وہ خاموش ہو جاتے، حالانکہ آخری عمر میں وہ کافی اونچا سنتے تھے خدا جانے وہ کیوں چُپ ہو جاتے؟ انتظار کے بعد جب ٹیپ بند کر کے بستر پر آ کر لیٹ جاتا تو وہ دوبارہ باتیں شروع کر دیتے۔ چنانچہ انتہائی کوشش کے باوجود میں ناکام ہی رہا اور ان کی وہ پیاری پیاری باتیں ٹیپ نہ کر سکا۔

مجھے آج بھی بے حد دکھ ہے کہ کاش! میں ان کی گفتگو ان کے اللہ پاک کے ساتھ ٹیپ کرنے میں کامیاب ہو جاتا۔ مجھے وہ واقعہ زندگی میں کبھی نہیں بھولے گا جن دنوں والد صاحب مجھے طب پڑھا رہے تھے۔ پاس کے گاؤں کا ایک آدمی آیا۔ والد صاحب چونکہ نحیف اور کمزور ہو چکے تھے اس لیے

باہر کسی بیمار کو دیکھنے نہیں جایا کرتے تھے۔ اس شخص نے آکر بڑی منت سماجت کی کہ شاہ صاحب میری بیوی بیمار ہے کئی جگہ سے علاج کرا چکا ہوں بہتال میں بھی کافی عرصہ رہی۔ لیکن ذرا فائدہ نہیں ہوا۔ اب تو وہ چارپائی سے بھی نہیں اٹھ سکتی۔ میں سواری کا بندوبست کر دیتا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر مرینہ کو دیکھ لیں والد صاحب ضعیف اور کمزور ہونے کے باوجود مرینہ کو دیکھنے کے لیے جاتے کو تیار ہو گئے۔ وہ بے حد رحم دل انسان تھے۔ مرینہ کو دیکھا اور ایک نسخہ تجویز کیا۔ چند روز کے استعمال سے وہ اچھی بھلی ہو گئی اور چلتے پھرنے لگ گئی تو وہ شخص بڑی خوشی خوشی والد صاحب کے پاس آیا۔ بڑے تپاک سے ملا اور پھر کچھ روپے نکال کر والد صاحب کے ہاتھ پر رکھ دیے اور ساتھ ہی کہا کہ شاہ صاحب جب میں آپ کے پاس آیا تھا، اس وقت میں مرینہ کی زندگی سے مایوس تھا۔ آپ کے علاج سے اسے صحت ہو گئی ہے۔ یہ کچھ نذرانہ ہے، آپ اسے قبول کر لیں۔ والد صاحب متواتر اپنا ہاتھ اس سے کھینچ رہے تھے، لیکن وہ کچھ خدمت کرنے پر بند تھا۔ والد صاحب متواتر کہے جا رہے تھے کہ دفع کرو، انہیں مجھ سے دور رکھو، مجھے ان کی ضرورت نہیں۔ اللہ نے اسے صحت دی ہے، میرا اس میں کیا کمال ہے۔ یہی پیسے تم کسی مسکین کو دے دو، مجھے اللہ نے بہت کچھ دے رکھا ہے میں حیران ہو کر یہ تماشا دیکھ رہا تھا کہ دیکھو، کچھ لوگ تو اسی دولت کو حاصل کرنے کے لیے اپنی جان کی بازی لگانے کو بھی تیار ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ اس کی طرف نگاہ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے۔

مجھے اکثر فرمایا کرتے، اس علاقے کے لوگ غریب ہیں، ان کے ساتھ نرمی سے پیش آنا۔ انہیں شکایت کا موقع نہ دینا۔ اگر اللہ کو خوش رکھنا چاہتے ہو

تو اس کے بندوں کے ساتھ حین سلوک سے پیش آؤ، اللہ تم سے راضی ہے گا
فرمایا، سب پیشوں سے افضل اور باعزت پیشہ طبیب کا ہے، لیکن افسوس
اب یہ پیشہ ڈاکوؤں اور چوروں کے ہاتھ آچکا ہے، طبیب کو رحم دل ہونا
چاہیے، سنگدل نہیں۔ طبیب کو مطب نہیں بنانا چاہیے ورنہ وہ حکیم کی بجائے
دوا فروش بن کر رہ جائے گا یا طب کی روح اس سے نکل جائے گی۔ اب
میں خود مطب چلا رہا ہوں تو احساس ہوتا ہے کہ ان کی بات بڑی بنیادی
بات ہے۔ جب میں نے طبیب کی حیثیت سے مطب بنالیا تو وہ بالکل بے فکر
ہو کر یاد الہی میں مشغول ہو گئے۔ ان کا کوئی ملنے والا اگر نہیں جھک کر ملتا یا ہاتھ
چومنے کی کوشش کرتا تو اس کی سختی آجاتی۔ اسے پورا لیکچر توجید پر دیتے اور
کہتے کہ اللہ کے سوا کسی دوسرے کے سامنے مت جھکو، ہم بندوں کے لیے
صرف اللہ کے سامنے جھکنا واجب ہے۔ بڑی تیزی سے لوگ مشرک ہوتے
جا رہے ہیں۔ سورۃ اخلاص پر عمل کی وجہ سے ان میں توجید راسخ ہو چکی تھی۔
جوانی سے لے کر جب تک اللہ نے انہیں توفیق دی، قیام الیل کیا اور
دور کعبت میں ۵ ہزار مرتبہ سورۃ اخلاص پڑھی۔ اللہ نے ان کا سیمہ روشن
کر دیا تھا وہ صرف جسمانی ہی نہیں بلکہ روحانی طبیب بھی تھے، لیکن اس بات
کا علم بہت کم لوگوں کو تھا۔ وہ شہرت سے نفرت کرتے تھے بلکہ درویش
صفت انسان تھے۔ مجھے ان کی صحبت سے بے حد فائدہ پہنچا۔ میں نے آج
تک توجید میں آنا پختہ اور متوکل انسان نہیں دیکھا۔ جسمانی بناؤ سنگھارا اور
شان و شوکت کے وہ قائل نہیں تھے۔ انہیں سادگی اور فقر پسند تھا۔
والد صاحب فرمایا کرتے تھے، اندر کے انسان کو سنوارو، ظاہر
انسان (بدن) تو کپڑوں کا مال ہے، اسے سنوارنے میں کیوں لگے ہوئے ہو؟

جو ظاہری جسم کے سنوارنے میں لگا رہا، اُس نے اپنا باطنی جسم بگاڑ لیا اور جس نے اپنا باطنی جسم سنوار لیا، اُسے ظاہری جسم سنوارنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ میں نے ایک دن پوچھا آپ اس قدر گریہ کیوں کرتے ہیں؟ فرمانے لگے، جس طرح ظاہری جسم کو غسل دیا جاتا ہے اسی طرح روح کو بھی غسل دیا جاتا ہے۔ جسم کو تو پانی سے غسل دے کر صاف کر لیتے ہیں، لیکن روح کا غسل وہ انسانوں میں جو خوفِ الہی اور محبتِ الہی میں بہائے جاتے ہیں۔ اس طرح چند نفلوں میں وہ بڑے گر کی بات بتا دیتے تھے۔ ایک دن ظہر کی نماز کے لیے اٹھے بے حد خوش خوش دکھائی دے رہے تھے چہرے پر بخیر معمولی مسکراہٹ تھی میں نے پوچھا، کیا بات ہے، آپ بے حد خوش نظر آ رہے ہیں؟ پوچھنے پر اُن کا گلہ بھرا آیا اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے ہاں خوش ہوں بے حد خوش۔ ابھی ابھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خواب میں ملے ہیں۔ حضورؐ بے حد خوش تھے۔ مجھ سے خوب نفل گیر ہو رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ میں تم سے بہت خوش ہوں۔ انہوں نے اپنی ہفتہ وار نفل نمازوں کو مندرجہ ذیل طریقہ پر تقسیم کر رکھا تھا۔ ہر نفل نماز کے فائدے بھی ساتھ ہی درج تھے۔ یہ نفل نمازیں انہوں نے مختلف حدیثوں سے جمع کی تھیں۔ میں من و عن انہیں یہاں نقل کر رہا ہوں۔

بروز جمعہ: سورج بلند ہونے پر ۲ رکعت ضحیٰ پڑھنا، فائدہ: ۲۰۰ گناہ معاف اور دو سو نیکیاں عطا۔ اگر چار رکعت پڑھے تو ۴۰۰ گناہ معاف اور ۴۰۰ نیکیاں عطا۔ اس طرح وہ بارہ رکعت پڑھتے تھے۔

عشاء کی نماز سے فارغ ہو کر دو رکعت پڑھے۔ بعد فاتحہ ۱۰ بار سورۃ اخلاص اور مؤذنین ایک ایک بار دونوں۔ فائدہ: شب قدر کی رات کی

عبادت کا ثواب ملے گا۔

ظہر اور عصر کے مابین ۲ رکعت۔ رکعت اول میں بعد فاتحہ آیت الکرسی
سورۃ فلق اور دوسری رکعت میں اخلاص اور فلق۔ سلام پھیرنے کے بعد لا حول
فائدہ: مرنے سے قبل دیدارِ الہی سے مشرف ہوگا اور اپنی جگہ بہشت میں دیکھ
لے گا۔

اللہ کے فضل سے وہ فوت ہونے سے قبل دیدارِ الہی سے مشرف
ہو چکے تھے اور جنت میں مقام بھی دیکھ چکے تھے۔

وہ بے حد رحم دل انسان تھے۔ جو حاجت مندا آتا اس کی ضرورت حاجت
پوری کرنے کی کوشش کرتے۔ اپنے بچپن کے دو واقعات مجھے کبھی نہ بھولیں
گے۔ ایک روز ایک شخص آپ کے پاس آیا اور کہنے لگا، شاہ صاحب مٹھے
پینے کی عادت ہے۔ لیکن میرے پاس تھہ نہیں ہے، نہ ہی تھہ خریدنے
کی طاقت ہے۔ والد صاحب کے پاس جو تھہ پڑا تھا وہی اٹھا کر دے دیا
کہ لے جاؤ۔

اسی طرح ایک دن اپنے صحن میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک شخص آیا
جس کے بدن پر جو قمیص تھی وہ اس قدر بوسیدہ اور پھٹی ہوئی تھی کہ اسے
قمیص کہنا بھی اس کے ساتھ زیادتی تھی۔ اس شخص نے سوال کیا کہ اگر کوئی قمیص
آپ کے پاس ہو تو مجھے دے دیں۔ میرے کپڑے پھٹ گئے ہیں اور سردی
گنتی ہے۔ والد صاحب نے اسی وقت اپنی قمیص اور جرسی اتاری اور اسے
دے دی اور خود کھیس اوڑھ کر بیٹھ گئے۔ پھر اسی حالت میں اندر آ کر میری
والدہ سے پوچھا کہ کوئی قمیص ہو تو مجھے پہننے کے لیے دے دو۔ والدہ
نے پوچھا کہ جو قمیص آپ نے پہن رکھی تھی وہ کدھر گئی۔ فرمانے لگے، ایک

مکین آیا تھا اُسے دے دی۔ والدہ نے کہا، آپ کی تو قمیص ہی ایک تھی،
 دوسری قمیص بنوانے کے تو آپ مخالف ہیں۔ بہر حال وقتی طور پر ایک قمیص
 میا کر دی اور چند روز کے اندر اندر ایک دوسری قمیص سلوا دی۔ یہ تھے
 والد صاحب جو مزاج کے غنی، اخلاق کے منکسر المزاج، عبادات میں مشقت
 کرنے والے، مگر بااد اور مساکین کے ساتھی تھے۔“

مرحوم سید غلام رسول شاہ کے صاحبزادے سید مرتضیٰ حسن کے خط سے آپ کے
 سامنے جس شخصیت کی تصویر آتی ہے ایسی شخصیتیں مسلم معاشرے کو بے شمار درکار ہیں، لیکن
 بے حد ناپید ہیں۔

اب میں آپ کے سامنے خود مرحوم کی ایک تحریر پیش کرتا ہوں جو انہوں نے اپنے
 فن، نظریہ فن اور اپنے تصور حیات کے بارے میں خود پیش کی ہے۔ یہ تحریر ان کی ذات کے
 بارے میں تحریر ہے جو ان کی یادداشتوں میں سے اخذ کی گئی ہے، اور قیمت یہ ہے کہ
 مرحوم نے اپنے طبی تصورات اور طریق علاج کے بارے میں جو تصورات پیش کیے ہیں وہ ہمارے
 معالجین کے لیے قابل غور ہیں۔ یہ باتیں ان کے عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔ وہ فرماتے
 ہیں:

”میں نے اس مدی کے پہلے سال سے ہی اپنی طبی زندگی کا آغاز
 کیا تھا اور اب تک علم طب سے میرا تعلق علم دین کے بعد سب سے زیادہ
 ہے۔ میرے نزدیک دو ہی علوم علم کھلانے کے مستحق ہیں۔ ایک انسان کی
 روح کی صحت کا علم جسے علم دین کہتے ہیں اور دوسرا اس کے جسم کی صحت
 کا علم جسے علم طب کہا جاتا ہے۔ میں نے اپنی ساری عمر انہیں دونوں علوم
 کی تحصیل اور مشق میں گزاری ہے اور اب جبکہ میری عمر پچانوے سال سے
 بھی تجاوز کر گئی ہے اور علم طب میری رگ رگ میں تجربہ بن کر سمایا ہوا ہے

میں نے اپنا حاصل مطالعہ اور عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ اس یادداشت میں بیان کر دیا ہے تاکہ خلق خدا اس سے استفادہ کر سکے۔

بیماریوں میں تپ سب سے زیادہ، سب سے پیچیدہ اور طبیعوں کے لئے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ میں نے ان کی تشخيص و علاج کا جو قانون سوچا اور کورسٹیکل کے ساتھ سمجھا ہے وہ میرا خود ساختہ ہے اور بار بار میرے تجربے میں آیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جو قوانین علاج میں نے بیان کیے ہیں کسی کتاب سے حاصل نہیں کیے گئے ہیں، بلکہ یہ محض اللہ کا فضل، میری اپنی ذہنی کاوش اور عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔

”میں کوئی دکاندار نہیں ہوں، صرف ایک طبیب ہوں۔ بیمار کے مدد کرنے پر اس کے گھر جا کر اور شب و روز اس کی نگرانی کر کے اس کی ہر حرکت اور ہر کیفیت پر نظر رکھتے ہوئے علاج کرتا رہا ہوں۔ میں نے بیماریوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گھٹتے بڑھتے، قدم بہ قدم چمچھے ہٹتے اور بیمار پر سخت حملہ کرتے دیکھا ہے۔ میں نے عمر بھر مریضوں کا علاج کسی جلب منفعت کے بغیر کیا ہے۔ میں نے عمر بھر اپنی زبان سے کسی انسان سے ایک پیسہ بھی طلب نہیں کیا ہے۔ بس انسانی ہمدردی کے جذبے اور خیر خواہی کی نیت سے ہی عمر بھر علاج کرتا رہا ہوں۔ مریض کا علاج عبادت ہے پیشہ نہیں ہے۔“

”میں نے عمر بھر کسی مریض سے فیس طلب نہیں کی اور اپنے پورے دور طبابت میں کسی ایک مریض کی طرف سے بھی ناکام واپس نہیں آیا ہر جگہ ہر علاج میں کامیاب رہا اور اس کامیابی کو میں اللہ کا احسان اور اس کا فضل سمجھتا ہوں۔ آج تک کوئی بیمار میرے زیر علاج بہتے ہوئے فوت نہیں ہوا“

میرا طریق علاج یہ ہے کہ میں سب سے پہلے مرض کو بڑھنے سے روک دیتا ہوں، اور مرض کو روکنے کا فوری قانون یہ ہے کہ مریض کے نظام انہضام کو فوراً درست کر دیا جائے، اسے قبض نہ رہنے دی جائے اور مریض کو تین دن لانے کی کوشش کی جائے اور حتیٰ الوسع اس کی بھوک کو بحال اور درست کر دیا جائے۔

”میرے نزدیک چند اصول ہیں جن کے اہتمام سے انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور ہر فن میں جو اس نے اختیار کیا ہے تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔“

۱۔ سب سے پہلے انسان کو محنتی ہونا چاہیے یعنی محنت ہی انسان کو تکمیل کا راستہ دکھاتی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان ہر کام جسے اپنے ذمے لے اسے ذوق و شوق، محنت اور توجہ اور کوشش سے کرے ذہن میں ہر وقت اس کا خیال رکھے۔ کسی کام کو جو شرعاً جائز ہو اپنے لیے حقیر نہ سمجھے تاکہ اسے اس کام سے دلچسپی پیدا ہو جائے اور وہ اطمینان اور دلچسپی سے اپنا کام کر سکے۔ پھر اپنی محنت کا نتیجہ اور اس کا حاصل وہ اپنے اللہ کے سپرد کر دے۔

۲۔ دوسری چیز قربانی ہے۔ انسان جس مقصد کے لیے قربانی دے سکتا ہے وہ چیز ضرور اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ قربانی کا مطلب یہ ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لیے خدا سے یسویٰ کے ساتھ دعا کرنا اور پھر اپنی سب سے عزیز چیز اس کے حضور میں فدا کر دینا مثلاً کسی بُری عادت کو جو فطرتِ ثانیہ بن چکی ہو، غذا کی خاطر چھوڑ دینا یا اپنے نفس کے ذمہ کسی ایسے شرعی کام کی ڈیوٹی لگانا جس کا وہ عمر بھر تارک رہا ہو، یا کسی برائی

سے تو یہ کر لینا یہی قربانی ہے اس سے انسان کے نفسِ امارہ پر جبر کا سخت
بوجھ پڑتا ہے اور اس کا شیطان مغلوب ہو جاتا ہے۔

”تیسری چیز سخاوت کا رویہ اختیار کرنا ہے۔ حضرت ابراہیمؑ بڑے
سخی تھے۔ مہمانوں کے بغیر کبھی کھانا نہ کھاتے تھے۔ اس کے نتیجے میں وہ خدا کے
خلیل بن گئے اور ہمارے حضورؐ کا عمر بھر کا اُسوہ بھی یہی ہے کہ اپنے پاس
کچھ نہ رکھو اور دائیں بائیں اللہ کے بندوں پر خرچ کرتے رہو۔“

”تو میرے بھائی اگر تم دنیا میں معزز بن کر رہنا چاہو تو خلقِ خدا کی
بھلائی کرو، مسکینوں کی امداد کرو اور عاجز کارویہ اختیار کرو، لوگوں سے اجتناب اور
گریز نہ کرو، ان میں گھل مل کر رہو، ان کے دکھ سکھ میں کام آنے کی کوشش کرو
اور ان کے مقابلے میں کبھی بڑائی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ لوگ خود بخود مانوس ہو کر
تم سے محبت اور تمہارا احترام کرنے لگیں گے۔ اگر تم طبیبِ حاذق بننا چاہو تو
علاجِ محض بیمار کی صحت کی نیت سے کرو اور اس کے دلی خیر خواہ بن کر اس
کی طرف متوجہ ہو جاؤ، فیس کا لالچ دل سے نکال دو۔ پس اسی سے تمہاری
تشخیص میں خلوص اور تمہاری دوا میں شفا کی کیفیت کا اضافہ ہو جائے گا۔ یاد
رکھو کہ انسان کی روزی نسخہ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔“

”چوتھی چیز ہر نیک اور بھلے کام پر مداومت کا رویہ ہے۔ تم
جس شخص سے بھی معاملہ کرو اور جس سے کلام کرو ہمیشہ دلجمعی، یکسوئی، ذہنی انہماک
اور قلبی اطمینان کے ساتھ کرو۔ دل سے آمدنی کی کمی کا احساس نکال دو۔ خدا
اسی کام میں برکت دے گا اور اسے تمہارے لیے کافی بلکہ زیادہ کر دے گا
درحقیقت دوام ہی کام کو مکمل کرتا ہے اور جس کام کو تکمیل سے پہلے چھوڑ دیا جائے
وہ سارا کام ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر عمر کا کافی حصہ عبادت اور نیکیوں میں صرف

3

4

کیا جلے اور آخر عمر میں پہنچ کر نیکی چھوڑ دی جائے تو پھر سابقہ سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے، کیونکہ پرہیزگاری اور خدا ترسی کی تکمیل کی مدت تارہائش دنیا ہے اور موت پر ہی اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہی تو فلسفہ ہے۔ پس دوام ہی کام کا اصل الاصول ہے۔

5۔ ”پانچویں چیز تکبر سے مکمل اجتناب ہے۔ تکبر بدترین گناہ ہے۔ مخلوق خدا کو اپنے سے کم رتبہ کبھی نہ سمجھو۔ کسی حلال چیز کا حرام ہونا اس کے نفس پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ اللہ کے حکم پر مبنی ہے۔ اللہ کے حکم کے آگے سر جھکانے سے نفس امارہ مغلوب ہوتا ہے اور اسے مغلوب کرنے کے لیے ہی حلال و حرام اور معرفت و منکر کی حدود کیسیتی گئی ہیں تاکہ بندے کے گلے میں غلامی کا پٹہ اور اطاعت کی ٹکیل پڑی رہے۔ یہی ہمارا امتحان ہے اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں۔ بلا دلیل، بلا حجت تسلیم کرنا ہی طرز بندگی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام بھی شرعاً ناجائز نہیں ہے جائز کام کمینہ کام نہیں ہے۔ یہ صرف دنیا کی آباد کاری کے لیے ہے کہ مختلف لوگوں کو مختلف کاموں پر ان کی صلاحیتوں کے مطابق خدا نے لگا دیا ہے اس لیے کسی کے نام میں نہ اعزاز ہے اور نہ ذلت ہے۔ اعزاز اور ذلت انسان کے اپنے طرز عمل میں ہوتے ہیں۔“

6۔ ”چھٹی چیز یہ ہے کہ دشمنی کرنے والے کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کا مخالفانہ مقابلہ نہ کیا جائے۔ تم جس راستے کو دلیل سے صحیح سمجھتے ہو اس پر مضبوطی سے ڈٹے رہو۔ یہ تو سب سے پہلا اصول ہے کہ ہر راستی کے مقابل ابلیس اور اس کی ذریت ضرور موجود ہوگی۔ اس کے مکر سے بچنا نکلنا نہایت ضروری ہے، لیکن اس کے ڈر یا دھوکے سے راستی کو چھوڑ بیٹھنا

سخت درپے کی نادانی، کوتاہی اور خسارے کی بات ہے۔ لوگوں کے مقابلے کے لیے کسی طور بھی تیار نہ ہو شیطان کے سوا انسانوں کا مقابلہ صرف غرور کا منظر اور تکبر کا حصہ ہے، البتہ بھلائی اور سچائی کی ممانعت ضروری ہے اور جب مقابلہ کرنے والا صلح کرے یا ہار جائے تو پھر تمہیں بھی بلا دریغ اور بلا تاخیر اس سے صلح کر لینی چاہیے۔ مستقل دشمنی باطل کے سوا کسی سے بھی نہ ممکن ہے نہ مناسب ہے اور نہ جائز ہے۔

7

”ساتویں چیز یہ ہے کہ انسان شہوت رانی سے پرہیز کرے۔ انسان کی جسمانی اور روحانی ترقی میں جس قدر یہ کام خارج ہے آنا کوئی دوسرا کام خارج نہیں ہے۔ جو شخص شہوت پر حاوی اور قابو یافتہ ہے وہ دنیا میں اگر بادشاہ بننا چاہے یا دین میں قطب بننا چاہے یا اسلام میں مجاہد بننا چاہے تو اسے کچھ دیر نہیں لگتی۔ یہ بہت بڑی قربانی ہے۔ جو شخص اس کے تسلط سے بچ جائے تمام دنیا اس کی تابع فرمان ہو سکتی ہے۔ حضور نے جن دو چیزوں کے غلط استعمال سے بچنے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری لینے والے کے لیے جنت کی ضمانت دی تھی۔ ان میں ایک زبان تھی تو دوسری یہی شہوت تھی۔ جو شخص شہوت پر قابو پالے درحقیقت وہ شیر پر بھی سواری کر سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابلیس شیر سے کم خوفناک نہیں ہے۔“

8

”آٹھویں چیز خیالات کی پاکیزگی ہے۔ خیالات کی پاکیزگی یہ ہے کہ انسان کا ذہن صاف ستھرے پاکیزہ صحت مندی کی اور بھلائی کے حامل افکار کا حامل ہو۔ اس میں گندے جذبات، حسد، بغض، چغلی، غیبت، افتراء، ہم عصری، لالچ، تکبر، مقابلہ معیار زندگی کی دوڑ اور دوسروں کے مقابلے میں اپنی بڑائی جتانے کے خیالات نہ پرورش پاتے رہیں۔ انسان کا دل و دماغ

خیالات کے کاردانوں کی گزرگاہ ہے۔ یہ گزرگاہ نیکی اور بھلائی کی ہونی چاہیے نہ کہ شرارت اور بد نفسی کی۔ اس کے لیے انسان کو پاکیزہ کتابوں کا مطالعہ، صالحین کی صحبت کا اہتمام، قرآن و سنت سے متواتر تعلق اور خدا کے سامنے جوابدہی کا زندہ احساس اپنے اندر تازہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ پاکیزہ خیالات رکھنے والے دل و دماغ کی روح بہت کم بیمار ہوتی ہے اور اس کا جسم بھی بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ بیماریوں کے بُرے جراثیم جس طرح جسم میں داخل ہو کر فساد پیدا کرتے ہیں۔ اسی طرح بد نفسی، ناخدا تری اور بد خلقی کے بُرے جراثیم بھی روح میں داخل ہو کر اسے بیمار اور مفلوج کر دیتے ہیں اور بیمار روح کا جسم توانا نہیں رہ سکتا، اس لیے پاکیزہ خیالات کا خصوصی اہتمام بہت ضروری ہے۔ اس کے بغیر جسمانی بیماری پر کنٹرول دشوار ہو جاتا ہے۔

9

”یاد رکھیے! ترقی چالیس سال کی عمر تک ہی کی جاسکتی ہے۔ اس کے بعد اسی ترقی کی بنیاد پر انسان اپنی عمارت کی بنیاد رکھ سکتا ہے۔ اگر انسان ترقی کے بعد نکاح کرے تو پھر وہ کچھ عروج بھی دیکھ سکتا ہے۔ میں اس سے بڑی قربانی اور اس سے زیادہ مفید کسی کام کو نہیں سمجھتا کہ انسان اپنے جذبات پر قابو پالے۔“

10

”اس بات کو بھی کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ بعض ایسی صفاتِ فاضلہ ہیں جن پر عمل کرنے سے انسان اعلیٰ قسم کا انسان بن جاتا ہے اور اعلیٰ قسم کا انسان ہی قربِ الہی حاصل کر سکتا ہے۔ ان میں سب سے پہلی انسانی صفت خاموشی اور کم گوئی ہے۔ اس سے عقل بڑھتی ہے نیکی کی رغبت بڑھتی ہے۔ عوام کے دلوں میں انسان کا رعب بڑھتا ہے، اس کی

محبت بڑھتی ہے اور انسان لوگوں میں معزز اور باوقار ہو جاتا ہے۔ دوسری صفت دیانت داری اور خدا ترسی ہے۔ اس سے انسان میں حوصلہ بڑھتا ہے، بے فکری بڑھتی ہے، جرات و بہادری بڑھتی ہے اور غم و آلام سے انسان نجات پالیتا ہے۔ عوام کے دلوں میں ایسے شخص کی عزت اور بزرگی بڑھ جاتی ہے۔ تیسری صفت بے طمع اور متوکل ہونا ہے۔ اس سے مہر و شکر اور قناعت بڑھتی ہے۔ انسان برسے برسے بڑے حالات میں بہتر سے بہتر عمل کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور عوام کے دلوں میں ایسے انسان کا اعتماد و اتقنا د بڑھ جاتا ہے۔

” ————— میں نے اپنی زندگی میں عمل و اخلاق اور طب و علاج کے بے شمار تجربے کیے ہیں۔ جن اعمال و تجربات کو بنی نوع انسان کے لیے مفید سمجھا ہے ان کو اپنے سینے میں دفن کر کے قبر تک لے جانے کی بجائے اپنے بھائیوں تک پہنچانا بھی میں نے اپنا فرض سمجھا ہے اس لیے ان تجربات کو مکھ دیا ہے۔ لیکن حاشا و کلا کہ مجھے کسی شہرت کی طلب ہو، مقصود صرف یہ ہے کہ خدا کے بندوں کو نفع حاصل ہو۔ —————“

” ————— میں سمجھتا ہوں کہ علاج قوانین فطرت کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے، ان سے لڑ کر نہیں ہو سکتا۔ ان کو جاننے اور سمجھنے اور ان کا بنایا ہوا رخ اختیار کرنے سے ہی علاج ممکن ہے۔ علاج پیمنٹ فسفون اور مجربات کا نام نہیں ہے جو سینیا سیوں کو بیسیوں سال بیٹھنے سے ملتے ہیں اور جن کے گھنے اور لگانے سے قلعی چاندی بن جاتی ہے اور تانا سونا بن جاتا ہے۔ یہ بے معنی اور لغو باتیں ہیں۔ درحقیقت چاندی اور سونا انسانی تجربات سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔ انسانی تجربات نے ایک سفید دھات کا

نام چاندی رکھ کر اسے قیمتی قرار دے دیا ہے اور ایک زرد و سوات کا نام
 سونا رکھ کر اسے نہایت ہی قیمتی بنا دیا ہے، اس لیے اصل قدر و قیمت
 کی چیز انسانی تجربات ہیں۔ انسانی تجربات بھی غاروں میں حاصل نہیں ہوتے
 بلکہ انسانوں کے اندر رہتے ان کے دکھ سکھ سہنے، ان سے ملنے برتنے
 ان کی مشکلات میں کام آنے، ان کی فطرت کے منشا کے خلاف کارروائیوں
 کا مشاہدہ کرنے اور ان کے نقصانات دیکھنے اور فطرت کے اصولوں کے
 مطابق عمل کر کے انہیں صحت سے ہم کنار کرنے سے ہی حاصل ہوتے ہیں،
 اس لیے علم طب غاروں اور سنیا سیوں اور صدری تجربات کا علم نہیں ہے
 یہ انسانوں کے انسانی معاشرے اور معاملات و تجربات کا علم ہے۔

”عمر بھر میں نے انسانی صحت کے بارے میں تو انہیں فطرت کے
 عمل کا جو کچھ مشاہدہ کیا ہے اسے بلا کم و کاست بیان کر دیا ہے۔ اگر گہرائی
 سے مطالعہ کیا جائے تو یہ علم نہایت آسان ہے، لیکن اگر سرسری طور پر دیکھا
 جائے تو ظاہر ہے کہ انسان ہی کائنات کی سب سے قیمتی شے ہے اور
 اس کی صحت سے بے دریغ کھیلنا بہت بڑا گناہ ہے۔

ازیں نقیشت کو با یار ماند
 کہ ہستی را نمی بینم بقائے
 مگر صاحب دے روز سے بر جہت
 کند در حق این مسکین دعائے

یہ ہیں ان کے خیالات اور انہی خیالات کے مطابق ان کا عمل تھا۔ میں نے ان سے
 زیادہ کوئی شخص اپنے خیالات کے مطابق اور اپنے نظریات کے سانچے میں ڈھلا ہوا

انسان کہیں نہیں دیکھا حقیقت یہ ہے کہ عالم باعمل یا عمل با علم ان کے اندر رواں دواں دکھائی دیتا ہے۔

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی تیرھویں صدی ہجری کے آخری عشرے میں ۱۸۶۶ء کے لگ بھگ ضلع گجرات کے ایک گاؤں آچھ میں ایک اعلیٰ پائے کے دینی اور علمی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ یہ گھرانہ گیلانی سادات سے تعلق رکھتا ہے جن کا سلسلہ نسب سید عبدالقادر جیلانیؒ سے ہوتا ہوا حضرت امام حسنؑ اور حضرت علیؑ پر جا کر خاندان نبوت سے مل جاتا ہے، اس لیے اس گھرانے کا مزاج دعوتی اور تبلیغی ہے۔ یہ قادری خاندان بھی کہلاتا ہے۔ ان کے والد سید غلام نبی شاہ گیلانی قادری بیک وقت خطیب، علما کے دینی رہنما اور ایک مختصر سی درس گاہ کے بانی اور مہتمم بھی تھے۔ وہ بخاری شریف کے حافظ، قرآن کے بہترین متعلم و مدرس اور دینی اور طبی علوم کا خزانہ تھے۔ قدیم دینی کتب پر انہیں عبور حاصل تھا اور علما کے میں مرجع خلأقی تھے۔ ان کا بیشتر وقت مسجد ہی میں گزارتا تھا جو خود ان کے اہتمام میں تعمیر کی گئی تھی۔ وہ بے غرض اور بے لوث خادمِ خلق تھے جو حیثیت اور مرتبہ ان کو علما کے میں حاصل تھا۔ پھر وہ مرتبہ ان کے بعد ان کے گھرانے بھر کو حاصل ہو گیا اور ان کی اولاد میں ویسے ہی متواتر اب تک چلا آتا ہے۔

حکیم صاحب مرحوم اپنے والد کے سب سے چھوٹے پوتے تھے اور اپنے دس بہن بھائیوں میں چھوٹے اور لاڈلے تھے۔ جب وہ خود بھی ابھی چودہ سال کے ہی تھے کہ ان کے والد سید غلام نبی شاہ گیلانی کا انتقال ہو گیا۔ باقی بہن بھائی شادی کے بعد اپنے اپنے علیحدہ گھروں میں آباد ہو گئے تھے لیکن حکیم صاحب مرحوم اپنے آبائی گھر میں ہی اپنی والدہ کے ساتھ رہے یہاں تک کہ ان کی والدہ کا انتقال تب ہوا جب وہ خود صاحبِ اولاد ہو چکے تھے۔ حکیم صاحب کا قول تھا کہ ان کو ان کی والدہ کی خصوصی دعا کی برکت حاصل تھی اور یہ دعا کا اثر ہے کہ انہیں تماشش معاش یا دوسرے کسی کام کے سلسلے میں بھی گھر

سے باہر پردیس میں حیران دہشتان نہیں ہونا پڑا چنانچہ آخر دم تک وہ اپنے آبائی مکان میں ہی رہتے رہے اور ان کا مطلب آج بھی وہیں ہے جسے ان کے لڑکے حکیم سید مرتضیٰ حسن گیلانی چلا رہے ہیں۔

سادات کا یہ گھرانہ ان کے والد کے ایام جوانی میں ہجرت کر کے جالندھر کے ضلع سے یہاں آیا تھا ویسے تو ہجرت سادات کے مقدر میں درج ہے اور یہ ان کے لیے کوئی انوکھی بات بھی نہیں ہے۔ چنانچہ حکیم صاحب کے بیشتر صاحبزادے بھی گاؤں سے ہجرت کر کے شہروں میں جا کر آباد ہو گئے۔ بس صرف ان کی طرح ان کا چھوٹا لڑکا حکیم سید مرتضیٰ حسن گیلانی ہی اپنے والد محترم کے حکم سے ان کے ساتھ طبی پریکٹس میں ان کا معاون و مددگار رہا اور اب بھی پریکٹس کرتا ہے۔

شہر گجرات سے بھمبر روڈ پر ایک قصبہ کوٹہ ارب علی خان ہے۔ اس قصبے سے مشرق کی جانب ایک خشک پہاڑی برساتی نالہ بھنڈر عبور کر کے تین میل کے فاصلے پر ایک اونچے ٹیلے پر وہ گاؤں اچھ واقع ہے جس میں حکیم صاحب مرحوم قیام پذیر تھے اور یہیں ان کا گھرانہ آباد ہے جہاں اب مقامی بس بھی چلی جاتی ہے اور تانگے بھی جلتے ہیں، لیکن بالعموم لوگ پیدل ہی سفر کرتے ہیں۔ یہ علاقہ فوجی بھرتی کے لیے بہت زرخیز ہے۔ آزاد کشمیر کی سرحد اس گاؤں سے چند میل کے فاصلے پر ہے۔ بھمبر آزاد کشمیر کا مشہور قصبہ ہے۔ وہاں سے صرف ۱۰ میل کے فاصلے پر ہے اور اعلان شریف چند میل کے فاصلے پر ہے۔ اس طرح اس علاقے کو دفاعی اہمیت بھی حاصل ہے۔ چھب جوڑیاں کے دفاع کے لیے اس علاقے ہی سے دفاعی راستہ گزرتا ہے جس پر جنگ کے دنوں میں فوجی نقل و حرکت ہوتی ہے لیکن یہ سارے راستے کچے ہیں اور حکومت نے ان راستوں کو پختہ کرنے کی طرف آج تک توجہ نہیں دی ہے۔

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی اپنے والد محترم سے طبی اور دینی کتابیں پڑھ ہی

سب سے تھے اور چند اہم کتابیں ابھی باقی تھیں کہ ان کے والد محترم کا انتقال ہو گیا۔ ان کا ارشاد ہے کہ ایک ضروری کتاب کے چند اہم اسباق باقی تھے جو ان کے والد صاحب نے ان کو وفات کے بعد خواب میں آکر پڑھائے۔ باقی باتیں اور علوم کی تکمیل انہوں نے بعد میں از خود کی۔

والد صاحب کی وفات کے بعد انہیں بہت جلد ۱۴ سال کی عمر میں ہی اپنی آزاد معاش کا خود بوجھ اٹھانا پڑا۔ اس کے لیے انہیں آغاز جوانی میں اس علاقے کے رواج کے مطابق پولیس اور فوج میں بھی چند سال لگانے پڑے۔ ابتدائی مشکلات پر قابو پانے کے بعد وہ ملازمت چھوڑ کر اپنے آبائی کام کی طرف کیسے ہو گئے۔ چونکہ ان کا گھرانہ دین دار تھا پورا گھر بلو ماحول بھی بے حد مذہبی اور پرہیزگار تھا، اس لیے دینداری ان کی گھٹی میں ہی پڑی تھی۔ ان کی والدہ نماز روزہ صدقہ خیرات تلاوت قرآن اور دیگر دینی فرائض و واجبات کی بے حد پابند خاتون تھیں اور مذہب کی طرف میلان فطرت کا جزو بن گیا تھا، البتہ مذہب کا مطالعہ انہوں نے ذہنی آزادی اور دلیل و برہان کے ساتھ کیا اور عمر بھر اندھی تقلید مذہب اور طب دونوں میں ان کا شیوہ نہیں رہا۔ وہ اپنے مطالعہ اور ذہنی اور قلبی رجحان کے مطابق فیصلے کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ ان کی ساری تعلیم گھر بلو تھی جو عربی فارسی کے دینی اور طبی علوم پر مشتمل تھی، اس لیے اردو کی عبارت آرائی سے انہیں زیادہ شغف نہیں تھا۔ اس بیان کا کتاب کو نظر ثانی کر لیا گیا ہے۔ اور اس کی زبان کو جدید بنا لیا گیا ہے

ان کے بچپن اور آغاز جوانی میں ان کے سارے علاقے میں دس دس میل تک مکمل ناخواندگی تھی۔ فوج میں بھرتی کے لیے یہاں سے جو ان جاتے تھے، لیکن حکیم صاحب نے طب کو کبھی کمائی کا ذریعہ نہیں بلکہ ہمیشہ خدمتِ خلق کا ذریعہ بنایا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ مدد رازق یہ نسخہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ رازق ہے اور رزق انسان کا موت کی طرح تعاقب کرتا ہے

اس لیے نسخہ اور علاج چھپانے کی چیز نہیں بلکہ خلق خدا کے درمیان پھیلانے کی چیز ہے۔ وہ خود کسی سے دوا کے پیسے مانگتے تھے جس کا جو جی چاہے دے جائے۔ ان کی زندگی کا عنوان عمر بھر قناعت رہا جو ان کا اور صفا بچھونا اور روز کا معمول تھا۔ وہ اپنی اولاد سے بھی کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ اپنے مریضوں سے بھی کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ اپنے مریدوں سے بھی کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ سادہ دل، سادہ منش، سادہ لباس اور سادگی پسند بزرگ تھے۔ ایک دو جوڑے سے زیادہ کپڑے نہیں رکھتے تھے۔ وہ گھر میں اپنا علیحدہ کوئی بکس نہیں رکھتے تھے۔ وہ کھانا کھانے وقت کسی سے پانی نہیں مانگتے تھے کبھی ضرورت پڑ بھی جائے تو یوں کہہ دیتے تھے کہ پانی کہاں رکھا ہے یا پانی کھانے کے ساتھ رکھنا چاہیے لیکن وہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ مانگنے کے لیے ایک ہی ہستی ہے اور وہ ذات الہی ہے۔ اس کے سوا کسی سے مانگنا یہ اس کی صفت رزاقی میں شرک ہے۔ وہ ہمیشہ ہر شے کی کامیابی صرف خدا سے طلب کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے اگر موچی سے جو تاملی مرمت کرانا ہے تو اس کے لیے بھی اللہ کی طرف رجوع کرو پھر موچی کے پاس جاؤ کیا معلوم اس کام میں بھی کیا رکاوٹ پیش آجائے۔

وہ ہمیشہ سستے سے سستا علاج کرنے کے قائل رہے۔ وہ چند دوائیوں سے علاج کرتے تھے جو کم قیمت ہوں بنیادی طور پر وہ غریبوں کے طبیب تھے۔ طب نبوی بہت پسند تھی۔ چونکہ وہ غریبوں کی طبیب ہے۔ انہوں نے زندگی بھر صحت کے بارے میں فطرت کے قوانین کا مطالعہ کیا اور اسی مطالعہ کو اپنے انداز میں تحریر کر دیا۔ ان کا یہ مجموعہ درحقیقت طب و اخلاق کا مجموعہ ہے۔

عادات و اخلاق میں حکیم صاحب انتہائی شفیق بزرگ تھے غصہ، تکبر، بڑائی، شیخی ایسی کوئی چیز ان میں نہیں تھی۔ ہر وقت تلاوت قرآن اور تسبیح و تہلیل ان کا مشغلہ تھا قناعت توکل، سخاوت اور سادگی میں ان کا بلند مقام تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کسی نے خدا کے کسی

ولی اور دوست کو دیکھنا ہو تو وہ ان کو دیکھ سکتا تھا۔ ان کو دیکھ کر خدا کی یاد آتی تھی۔

ان کی صحت ۹۵ سال کی عمر تک بھی بہت اچھی رہی۔ عمر بھرا نہیں کوئی عارضہ لاحق نہیں ہوا۔ نزلہ، زکام، کھانسی جیسے عوارض سے وہ مکمل محفوظ رہے۔ ان کا اصول تھا کہ پانی کم سے کم پیتے تھے۔ کھانے کے بعد پانی سے سختی سے اجتناب کرتے تھے اور جب پیتے تھے تو گھونٹ گھونٹ کر کے پیتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ بیشتر امراض زیادہ اور بار بار پانی پینے کے سبب سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انہیں توکل جیسی عظیم نعمت سے نوازا تھا اور یہ وہ دولت ہے جو انسان کو خدا کے سوا کسی دوسرے کا محتاج نہیں ہونے دیتی۔ حکیم صاحب اپنے دور میں اسلاف کی قابل احترام تصویر تھے اور ان کے دم سے علم دین اور علم طب دونوں کے چمن میں بہا تھی۔ ان کی موت علامتے بھر میں خدمتِ خلق کا زوال بن گئی۔

ان کے طبی اور اخلاقی نظریات میں سے نمونے کے طور پر ”بچے کی پرورش کے اصول“ اور ”نفس امارہ پر قابو پانے کا قانون“ اختصار کے ساتھ پیش کرتے ہیں۔

بچے کی پرورش کے بنیادی اصول بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:

۱۔ بچہ کی پرورش کا پہلا اصول یہ ہے کہ ماں اپنے بچے کو اپنا دودھ پلانے والے یا گائے بھینس کا نہ پلانے۔ بچہ کو ایک علیحدہ چھوٹی چارپائی پر لٹا کر والدہ کی حفاظت میں دے دیا جائے۔ جب بچے کو بھوک لگے گی تو ماں کا دودھ بھی جوش کرے گا۔ بس اس وقت ماں بیٹھ کر دودھ پلانے۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کبھی لیٹ کر دودھ نہ پلانے۔ جب تک دودھ جوش نہ کرے یعنی بچہ کو بھوک نہ لگے ہرگز دودھ نہ پلانے۔ کبھی بچہ کو اپنے پہلو میں نہ سلائے کہ بخارات آدمی کے ذہریلے ہوتے ہیں۔

۲۔ جب تک دانت نہ نکلیں دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ دے۔ اگر چہ

والدہ کا دودھ کم ہی کیوں نہ ہو اگر دودھ بہت کم ہو تو اس کا علاج کیا جائے
 اگر علاج سے بھی دودھ کی کمی پوری نہ ہو تو پھر گائے کا دودھ بہتر ہے جس میں
 برابر کا پانی ملا کر جوش دیا گیا ہو اور تھوڑا میٹھا بھی ملا ہوا ہو کسی حالت میں بچہ
 کو گود میں بار بار نہ لیں اور بار بار نہ کھلائیں اور نہ ایسے پھوسے بچہ کی نظر ہی پیار
 کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ بچہ کو لیٹے لیٹے خود ہی ہاتھ پاؤں مارنے دیں
 اس کی فطری درزش میں ہرگز دخل اندازی نہ کریں جو فطرت اس سے کرواتی
 ہے ورنہ بچہ کو رونے کی عادت پڑ جائے گی اور یہ رونے کی عادت بچہ کو
 بزدل اور ہر بد عادت کا گوارہ بنا دے گی بچہ کو ہمیشہ پیٹ کے بل لٹایا کریں
 اس سے اس کا ہضم قوی ہوگا اور قبض نہیں ہوگی اور اس کی ریڑھ کی ہڈی جو ستون
 بدن ہے مضبوط ہو کر دماغ اور اعصاب بھی قوی ہو جائیں گے اور اس طرح
 بچہ سال کے اندر ہی چلنے لگ جاتا ہے۔ اس کے اندرونی اعضا قوی ہو
 جاتے ہیں۔ وہ بیمار نہیں ہوتا اور اگر رونے کا عادی ہو گیا تو بھی اس کا رونا
 ختم ہو جاتا ہے اور پھر تمام عمر کمزور نہیں ہوتا کیونکہ ستون بدن مضبوط ہو جاتا
 ہے۔ اب نہ اس کا دماغ کمزور ہوگا اور نہ دیگر امراض ہوں گے اور اگر پشت
 کے بل لٹا دیا جائے تو تمام فائدے مذکورہ بالا معدوم ہو جاتے ہیں۔ یاد
 رکھیے کہ تمام بیماریاں اور کمزوری اعضا اور بڑے خصائل والدہ کی گود سے
 نکلتے ہیں اور زیادہ لاڈ پیار سے ہی پیدا ہوتے ہیں۔ تہذیب، سلیقہ
 اور ہدایت صرف رعب اور خوف سے ہی آسکتی ہے، اس لیے بچوں پر
 باپ کا رعب ہونا چاہیے اور باپ کو بچوں کو اٹھانا کھلانا اور لاڈ پیار
 اور والدہ کی سہی شفقت نہ کرنا چاہیے ورنہ باپ کا رعب جاتا رہے گا اور
 آگے چل کر بچہ نافرمان اور بد عادت ہو جائے گا اور پھر اس کا کوئی

ظاہری پیار

فطری درزش

رونے کی عادت

پیٹ کے بل

ہاشمہ قوی

دماغ قوی

عادات اور
والدہ کی گود

علاج نہ ہوگا۔

۳۔ والدہ کے لیے لازم ہے کہ وہ پچھلے کو روزانہ غسل دے اور کپڑے بدلے اور اسے ضرورت کے مطابق صاف ستھرا رکھے۔ ضرورت کے مطابق تھوڑی دیر بعد پاخانہ پیشاب کرا کر لٹا دیا کرے۔ صرف تین چار دن کی کوشش سے ہی بچہ زمین پر پیشاب کرنے کا عادی ہو جائے گا اور حاجت کے وقت وہ خود نٹھے پھلائے گا اور ہاتھ پیر مارے گا جس سے والدہ کو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ بچے کو حاجت ہے۔ بچے کو وہ حاجت سے فراغت کے بعد پھر بستر پر لٹا دے، گود میں ہرگز نہ لے۔

حاجت کے وقت

۴۔ جب بچہ زمین پر گھسٹنے لگے تو پھر اس سے صرف زبانی پیار کیا جائے۔ جب اس کے دانت نکل آئیں اور وہ بیٹھنے لگ جائے تو روٹی کھاتے وقت والدہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے تاکہ وہ روٹی کھانے کا نمونہ دیکھے مگر اس سے یہ نہ کہا جائے کہ کھا۔ رفتہ رفتہ جب وہ خود ہی ہاتھ بڑھانا شروع کرے تو روٹی کا ٹکڑا پکڑا دیا جائے اور جب وہ کھانے لگے تو اسے اپنے ساتھ کھلایا جائے مگر اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ کھلائیے۔ البتہ بہت چھوٹے چھوٹے لقمے بنا کر اس کے پاس رکھ دیں کیونکہ والدہ کو اس کی بھوک کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خود کھائے گا تو سیر ہو کر خود ہی چھوڑ دے گا۔ نیز شروع پرورش سے ہی اسے سویرے جاگنے یعنی چار بجے جاگنے کا عادی بنا دیا جائے تاکہ اس کا دماغ طاقت ور اور دانشمند بن جائے۔

۵۔ یاد رکھیں کہ رات کو روٹی کے بعد کبھی پانی نہ پیا جائے اور نہ پچھلے کو پلائیے اس سے نزلہ پیدا ہوتا ہے اور بچوں کی آنکھیں پانی پینے پلانے سے ہی دہنی شروع ہو جاتی ہیں۔ ان فطری قوانین پر عمل کرنے سے بچہ خود بخود دو سالہ

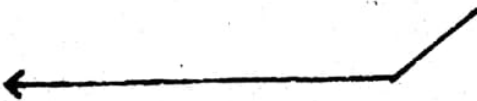
کھانے کے بعد
پانی
نقصان

ہونے پر دودھ چھوڑ دے گا۔ البتہ جب ابھی دو سال میں سے بھی تین ماہ باقی ہوں تو رات کو دودھ دینا بند کر دیا جائے اور صبح اور تین بجے شام کا وقت مقرر کر دیا جائے۔ چند روز بعد صرف صبح رہنے دیا جائے۔ پھر کچھ دن اس کی یہ عادت بھی جاتی رہے گی۔ یہی طریقہ بچوں کی پرورش کا ہے۔ اس پر جوں جوں عمل کیا جائے گا اور تجربات ہوں گے بچوں میں جو جو عادات نیکی، فرماں برداری، سلیقہ، سعادت مندی، خدمت شعاری اور شرافت پیدا کرنا مطلوب ہوگا وہی عادات ہم پیدا کر سکیں گے اور وہ پیدا ہو جائیں گی۔

بچے کی پرورش کے بعد ان کا "نفس امارہ" پر قابو پانے کا قانون "دیکھیے کہ وہ کیسا بیان کرتے ہیں:

"_____ انسان کے جسم کو اس کی روح سے الگ کر کے نہیں رکھا جاسکتا۔ نفس امارہ روح کا دشمن ہے۔ نفس امارہ یا شیطان جس نے انسان کی روحانیت کو سلب کرنے کے لیے اس کے دل پر پتھر مارا ہوا ہے۔ اس کی پیدائش کے چار عنصر ہیں۔ روح کی صحت جسم کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے اس لیے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان عناصر کا چارٹ اور علاج درج ذیل ہے۔

یہ چارٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں :-



نفس امارہ پر قابو پانے والے عناصر کا چارٹ

۱	۲	۳	۴	۵
نفس امارہ یا شیطان کے اثرات	من جو بات سے متاثر ہوتا ہے، اکثر کسی چیز سے	انسان کو کیا نقصان ہوتا ہے	استفنا زیادہ کرنا، نماز میں لمبا	روحانیت کو کیا فائدہ علاج میں ہوتا ہے
بکبر یعنی اپنے آپ کو بڑا سمجھنا	دنیا کی زنا زبہ رسومات عورتوں کی معرفت قبضہ کرتا ہے	دنیا کی نظروں میں ذلیل اور بے عزت اور غرورت	قیام اور کلک نہ تجہید	روحانیت ترقی کر کے ملاقات ہوتی ہے
غصہ	مذہب سے بڑھتا ہے۔ اس میں بھی عورت کا دخل ہے	عقل سے دوری اور مختلف جرائم کا ارتکاب	ظالمی اور دل میں کلک نہ تجہید	عقل سلیم اور خوش فہمی
غیر شرعی رنج	مذہب سے بڑھتا ہے۔ اس میں بھی عورت کا دخل ہے	جرائم کا ارتکاب	آیت کریمہ	فردنی اور اللہ کے سامنے بجز
طمع، حسد، دہرا	لوگوں کی کمائی پر نظر رکھنا	دروغ گوئی اور ہر شخص سے مرعوب رہنا	تسلل کرنا اور مسبر کی عادت	رزق میں اور ہر کام میں برکت
یعنی خواہشات نفسانی	منفعت خورد بننا	منفعت خورد رہنا	ایٹانا، اپنی کمائی پر تکمیر کرنا	اور عزت بڑھتی ہے
شہوت	راگ اور عشقیہ ناول	جنوری، اردو، کورس یاہ	روز بے کثرت سے رکھنا، عورتوں کی تکمیل سے بیزیر کرنا اور سوال دور کرنا	روحانی غمخیزی اور اللہ سے تعلق
عورتوں سے اختلاف	تماشا و سینما سے	کوڈ فریب کرتا ہے	روز بے کثرت سے رکھنا، عورتوں کی تکمیل سے بیزیر کرنا اور سوال دور کرنا	اور اسخ الاعتقادی

خالق، مالک بادشاہ کائنات خدا تعالیٰ کے احکام کا اتباع مخلوق کا فرض اور حق ہے۔ جو خواہشات احکام الہی کے اتباع سے بغاوت پیدا کرتی ہیں وہ انہیں کا نام شیطان ہے جس کو مجسم کر کے ابلیس کی صورت میں پیش کر دیا گیا ہے۔

”_____ نفسِ امارہ ایک غیر تربیت یافتہ گھوڑے کی طرح ہے۔ اگر اس کے منہ میں لگام شریعت دے کر اس پر مضبوط سواری کی جائے تو یہ عرشِ معلیٰ پر لے جاتا ہے اور اگر اس پر قابو نہ پایا جائے تو وہ دوزخ میں لے جاتا ہے۔ آدمی کی پیدائش کا یہی راز ہے۔ نفسِ امارہ درست شدہ کا نام ہی نفسِ مطمئنہ ہے، جو نورِ محض ہے۔ یہی تابع شدہ وہ براق ہے جس نے جناب سرور کائنات کو معراج کرایا تھا۔ اس کی شکل کسی عارف نے نہایت صحیح بنائی ہے۔ بجز اوپر کو چڑھنا اس کا خاصہ ہے، تیزی غصہ کا خاصا ہے، چار پایوں کا جسم طمع کی علامت ہے، چہرہ سینہ خوبصورت عورت کا شہوت کی علامت ہے مگر شاہ سوار کے نیچے تابع اور سلا، ہو چکا ہے۔ اسی لیے جبریل وہاں نہ پہنچ سکا جہاں وہ لے کر چلا گیا اور معراج کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ جو شخص ان خصائلِ اربعہ میں مشغول ہو کر ان کا تابع ہو وہ دونوں جہانوں میں ذلیل اور بے عزت و رسوا ہو گیا۔ جس شخص نے ان کا مقابلہ کر کے ان کو اپنا تابع بنایا اور شریعت کے ماتحت ان سے خوب کام لیا وہ نورِ علیٰ نور ہو گیا۔ جو شخص مقابلہ چھوڑ کر بھاگ کر تارک دنیا ہو گیا۔ وہ اپنے آپ کو تو بچا لے گیا مگر بہادری کا تمغہ اور عالی مرتبہ سے محروم رہا۔“

_____ دلی کے لیے کشف و کرامات لازمی نہیں ہیں۔ ولایت تو یہ ہے کہ نفسِ امارہ پر خدائی اصولوں کے ماتحت ضبطِ نفس کے ذریعے قابو پایا جائے

نفسِ مطمئنہ

اور ان سے خدائی احکام کی تابع فرمانی کا کام لیا جائے تاکہ ان میں برائی کی طاقت نیکی سے بدل جائے اور انسان مقرب بارگاہ الہی ہو جائے۔ خدا کی قربت سے ہی انسان کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ یہی قانون قدرت پر حاوی ہونا ہے اور اسی سے انسان تقدیر یزداں

بن جاتا ہے

حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی مرحوم کے حالات اور خیالات سے آپ نے اندازہ لگا لیا کہ ایسے افراد ملت مسلمہ میں بہت کم دکھائی دیتے ہیں۔ دنیا میں اچھے ہوئے حیران پریشان لوگوں کا ہجوم ہمیں ہر طرف دکھائی دیتا ہے۔

لیکن ایسے گناہ لوگ ہی اُمتِ محمدیؐ کا کھن اور جوہر ہیں جو فروغِ اسلام اور خدمتِ خلق کو اپنی زندگی کا مشن بناتے ہیں۔ مرحوم حکیم صاحب کی زندگی میں ہمارے دور کے لوگوں کے لیے بہت عمدہ نمونہ اور سبق پایا جاتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ حکیم صاحب مرحوم کی زندگی ایسی درختاں اور سبق آموز زندگی ہے کہ اس کے بارے میں ایک جامع کتاب مرتب کرنے کی ضرورت ہے جو آنے والی نسلوں اور خصوصاً طبیب حضرات کے لیے روشنی کا مینا ثابت ہو سکتی ہے۔

میں نے ان سے بہت کچھ سیکھا اس لیے کہ وہ میرے والد بزرگوار تھے اور میں نے ان کی مانند خداترس اور نیک نفس انسان بہت کم پائے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کی کتاب طبابت پیشہ حضرات کے لیے نمونہ اخلاق اور معاون اور رہنما فن ثابت ہو۔



کارخانہ قدرت میں غور و فکر کرنا بھی عبادت ہے

باب ۱

ابتدائیہ

میں نے اس صدی کے پہلے سال سے ہی اپنی طبی زندگی کا آغاز کیا تھا اور اب تک علم طب سے میرا تعلق علم دین کے بعد سب سے زیادہ ہے میرے نزدیک دو ہی علوم علم کلام کے مستحق ہیں۔ انسان کی روح کی صحت کا علم، جسے علم دین کہتے ہیں اور اس کے جسم کی صحت کا علم جسے علم طب کہا جاتا ہے۔ میں نے اپنی ساری عمر انہیں دونوں علوم کی تحصیل اور مشق میں گزاری ہے اور اب جب کہ میری عمر پچانوے سال سے بھی تجاوز کر گئی ہے اور علم طب میری رگ رگ میں تجربہ بن کر سمایا ہوا ہے میں نے اپنا حاصل مطالعہ اور عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ اس کتاب میں بیان کر دیا ہے تاکہ خلق خدا اس سے استفادہ کر سکے۔

بیماریوں میں تپ سب سے زیادہ، سب سے پیچیدہ اور طبیبوں کے لیے سب سے زیادہ پریشانی کا باعث بنتے ہیں۔ میں نے ان کی تشخیص و علاج پر اس کتاب کے میں ذرا زیادہ تفصیل سے بات کی ہے۔ ان کی تشخیص و علاج کا جو قانون میں نے دلیل کے ساتھ بیان کیا ہے وہ میرا خود ساختہ ہے اور بار بار میرے تجربے میں آیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی جو قوانین علاج میں نے بیان کیے ہیں یہ کسی کتاب سے حاصل نہیں کیے گئے ہیں بلکہ یہ محض اللہ کا فضل، میری اپنی ذہنی کاوش اور میرے عمر بھر کے تجربات کا نچوڑ ہیں۔

میں کوئی دوکاندار نہیں ہوں۔ صرف ایک طبیب ہوں۔ بیمار کے مدعو کرنے پر اس

کے گھر جا کر اور شب و روز اس کو اپنی نگرانی میں رکھ کر، اس کی ہر حرکت اور ہر کیفیت پر نظر رکھتے ہوئے علاج کرتا رہا ہوں۔ میں نے بیماریوں کو اپنی آنکھوں کے سامنے گھٹتے بڑھتے قدم بہ قدم پیچھے ہٹتے اور بیمار پر سخت حملہ کرتے دیکھا ہے۔ میں نے عمر بھر فریضوں کا علاج کسی جلب منفعت کے لیے نہیں کیا ہے میں نے عمر بھر اپنی زبان سے کسی انسان سے ایک پیسہ بھی طلب نہیں کیا ہے۔ بس انسانی ہمدردی کے جذبے اور خیر خواہی کی نیت سے ہی عمر بھر علاج کرتا رہا ہوں۔

میں نے عمر بھر کسی مریض سے فیس طلب نہیں کی اور اپنے پورے ددیر طبابت میں کسی ایک مریض کی طرف سے بھی ناکام واپس نہیں آیا۔ ہر جگہ ہر علاج میں میں کامیاب رہا اور اس کامیابی کو میں اللہ کا احسان اور اس کا فضل سمجھتا ہوں۔ آج تک کوئی بیمار میرے زیر علاج رہتے ہوئے مرا نہیں ہے۔ میرا طریق علاج یہ ہے کہ میں سب سے پہلے مریض کو بڑھنے سے روک دیتا ہوں اور مریض کو روکنے کا فوری قانون یہ ہے کہ مریض کے ہضم کو فوراً درست کر دیا جائے۔ اسے قبض نہ رہنے دی جائے اور مریض کو نیند لانے کی کوشش کی جائے۔ اور حتی الوسع اس کی بھوک کو بھی درست کر دیا جائے۔

میرے نزدیک چند اصول ہیں جن کے اہتمام سے انسان دنیا میں ترقی کر سکتا ہے اور ہر فن میں جو اس نے اختیار کیا ہے تکمیل تک پہنچ سکتا ہے۔

۱۔ سب سے پہلی چیز انسان کا معنی ہونا ہے یعنی محنت ہی انسان کو تکمیل کا راستہ دکھاتی ہے، اس کا طریقہ یہ ہے کہ انسان ہر کام جسے اپنے ذمے لے اسے ذوق و شوق محنت، توجہ اور کوشش سے کرے۔ ذہن میں ہر وقت اس کا خیال رکھے۔ کسی کام کو جو شرعاً جائز ہو اپنے لیے حیر نہ سمجھے تاکہ اسے اس کام سے دلچسپی پیدا ہو جائے اور

اور وہ اطمینان اور دلچسپی سے اپنا کام کر سکے۔ پھر اپنی محنت کا نتیجہ اور اس کا حاصل وہ اپنے اللہ کے سپرد کر دے۔

۲۔ دوسری چیز قربانی ہے۔ انسان جس مقصد کے لیے قربانی دے سکتا ہے وہ چیز ضرور اسے حاصل ہو جاتی ہے۔ قربانی کا مطلب یہ ہے کہ کسی مقصد کے حصول کے لیے خدا سے کیسوی کے ساتھ دعا کرنا اور پھر اپنی سب سے عزیز چیز اس کے حضور میں فدا کر دینا ہے مثلاً کسی بُری عادت کو جو فطرتِ ثانیہ بن چکی ہو خدا کی خاطر چھوڑ دینا یا اپنے نفس کے ذمے کسی ایسے شرعی کام کی ڈیوٹی لگانا جس کا وہ عمر بھر تارک رہا ہو۔ یا کسی برائی سے توبہ کر لینا۔ یہی قربانی ہے، اس سے انسان کے نفس امارہ پر جبر کا سخت بوجھ پڑتا ہے اور اس کا شیطان مغلوب ہو جاتا ہے۔

۳۔ تیسری چیز سخاوت کا رویہ اختیار کرنا ہے حضرت ابراہیم بڑے سخی تھے یہمانوں کے بغیر کبھی کھانا نہ کھاتے تھے اس کے نتیجے میں وہ خدا کے خلیل بن گئے اور ہمارے حضور کی زبانِ مبارک سے بھی اللہ تعالیٰ نے یہی کہلوا یا کہ

قُلْ بَلْ مَلَأَ بَاطِنًا

تو میرے بھائی اگر تم دنیا میں معزز بن کر رہنا چاہو تو خلقِ خدا کی بھلائی کرو۔ مسکینوں کی امداد کرو اور عجز کا رویہ اختیار کرو۔ لوگوں سے اجتناب اور گریز نہ کرو۔ ان میں گھل مل کر رہو۔ ان کے دکھ سکھ میں کام آنے کی کوشش کرو اور ان کے مقابلے میں کبھی برائی کا رویہ اختیار نہ کرو۔ لوگ خود بخود مانوس ہو کر تم سے محبت اور تمہارا احترام کرنے لگیں گے۔ اگر تم طبیبِ حاذق بننا چاہو تو علاجِ محض بیمار کی صحت کی بنیت سے کرو اور اس کے دلی خیر خواہ بن کر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ فیس کا لالچ دل سے نکال دو۔ بس اسی سے

تمہاری شخصیت میں خلوص اور تمہاری دوامیت کا اضافہ ہو جائے گا۔ یاد رکھو کہ انسان کی روزی نسخہ میں نہیں بلکہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

۴۔ چوتھی چیز ہر نیک اور بھلے کام پر مداومت کا رویہ ہے۔ تم جس شخص سے بھی معاملہ کرو اور جس سے کلام کرو ہمیشہ دلجمعی کیسوٹی۔ ذہنی انہماک اور قلبی اطمینان کے ساتھ کرو۔ دل سے آمدنی کی کمی کا احساس نکال دو۔ خدا اسی کام میں برکت دے گا اور اسے تمہارے لیے کافی بلکہ زیادہ کر دے گا۔ درحقیقت دوام ہی کام کو تکمیل کرتا ہے اور جس کام کو تکمیل سے پہلے چھوڑ دیا جائے وہ سارا کام ضائع ہو جاتا ہے۔ اگر عمر کا کافی حصہ عبادت اور نیکیوں میں صرف کیا جائے اور آخر عمر میں پہنچ کر نیکی چھوڑ دی جائے تو پھر سابقہ سب کچھ ضائع ہو جاتا ہے کیونکہ پرہیزگاری اور خدا ترسی کی تکمیل کی مدت تار بالیش دنیائے اور موت پر ہی اس کی تکمیل ہوتی ہے۔ یہی توبہ کا فلسفہ ہے پس دوام ہی کام کا اصل الاصول ہے۔

۵۔ پانچویں چیز تکبر سے مکمل اجتناب ہے۔ تکبر بدترین گناہ ہے۔ مخلوق خدا کو اپنے سے کم رتبہ سمجھی نہ سمجھو کسی چیز کا حلال حرام ہونا اس کے نقص پر دلالت نہیں کرتا بلکہ یہ حکم الہی پر مبنی ہے۔ اللہ کے حکم کے آگے سر جھکانے سے نفس امارہ مغلوب ہوتا ہے اور اسے مغلوب کرنے کے لیے ہی حلال و حرام اور معروف و منکر کی حدود کی پیمائی گئی ہیں تاکہ بندے کے گلے میں غلامی کا پٹہ اور اطاعت کی تکمیل پڑی رہے۔ یہی ہمارا امتحان ہے اور ہمارا کام یہ ہے کہ ہم اللہ کے ہر حکم کے سامنے صرف سر تسلیم خم کر دیں۔ بلا دلیل، بلا حجت بلا جرح اور بلا چون و چرا تسلیم کرنا ہی طرز بندگی ہے۔ اس کے علاوہ کوئی کام بھی جو شرعاً ناجائز نہیں ہے وہ کمینہ کام نہیں ہے۔ یہ صرف دنیا کی آباد کاری کے لیے

ہے کہ مختلف لوگوں کو مختلف کاموں پر ان کی صلاحیتوں کے مطابق عدل سے لگا دیا ہے اس لیے کسی کام میں ناعزاز ہے اور ذلت ہے۔ اعزاز اور ذلت انسان کے اپنے طرز عمل میں ہوتے ہیں۔

۶۔ چھٹی چیز یہ ہے کہ دشمنی کرنے والے کو اپنا دشمن سمجھ کر اس کا مخالفانہ مقابلہ نہ کیا جائے بس تم جس راستے کو دلیل سے صحیح سمجھتے ہو اس پر مضبوطی سے ڈٹے رہو۔ یہ تو سب سے پہلا اصول ہے کہ ہر راستی کے مقابل ابلیس اور اس کی ذریت ضرور موجود ہوگی۔ اس کے مکر سے بچ نکلنا نہایت ضروری ہے لیکن اس کے ڈر یا دھوکے سے راستی کو چھوڑ بیٹھنا سخت درجے کی نادانی، کوتاہی اور خسارے کی بات ہے۔ لوگوں کے مقابلے کے لیے کسی طور بھی تیار نہ ہو شیطان کے سوا انسانوں کا مقابلہ صرف غرور کا منظر اور تکبر کا حصہ ہے البتہ جھلائی اور سچائی کی مدافعت ضروری ہے اور جب مقابلہ کرنے والا صلح کرے یا ہار جائے تو پھر تمہیں بھی بلا دریغ اور بلا تاخیر اس سے صلح کر لینی چاہیے۔ مستقل دشمنی باطل کے سوا کسی سے بھی نہ ممکن ہے نہ مناسب ہے اور نہ جائز ہے۔

۷۔ ساتویں چیز یہ ہے کہ انسان شہوت رانی سے پرہیز کرے۔ انسان کی جسمانی اور روحانی ترقی میں جس قدر یہ کام خارج ہے اتنا کوئی دوسرا کام خارج نہیں ہے۔ جو شخص شہوت پر حاوی اور قابو یافتہ ہے وہ دنیا میں اگر بادشاہ بنا چاہے یا دین میں قطب بنا چاہے یا اسلام میں مجاہد بنا چاہے تو اسے کچھ دیر نہیں ملتی۔ یہ بہت بڑی قربانی ہے جو شخص اس کے تسلط سے بچ جائے تمام دنیا اس کی تابعدار ہو سکتی ہے۔ حضور نے جن دو چیزوں کے غلط استعمال سے بچنے اور ان کی حفاظت کی ذمہ داری لینے والے کے لیے جنت کی ضمانت دی تھی ان میں ایک زبان تھی تو دوسری یہی شہوت تھی۔ جو شخص شہوت پر

قالب پالے درحقیقت وہ شیر پر بھی سواری کر سکتا ہے اور ظاہر ہے کہ ابلیس شیر سے کم خوفناک جانور نہیں ہے۔

۸۔ اٹھویں چیز خیالات کی پاکیزگی ہے۔ خیالات کی پاکیزگی یہ ہے کہ انسان کا ذہن صاف ستھرے پاکیزہ صحت مند نیکی اور بھلائی کے حامل افکار کا حامل ہو۔ اس میں گندے جذبات، حسد، بغض، جھگی، غیبت، فتنہ ہم عصری، لالچ، تکبر، مقابلہ، معیار زندگی کی دوڑ اور دوسروں کے مقابلے میں اپنی بڑائی بنانے کے خیالات نہ پرورش پاتے رہیں۔ انسان کا دل و دماغ خیالات کے کاروانوں کی گزرگاہ ہے۔ یہ گزرگاہ نیکی اور بھلائی کی ہونی چاہیے نہ کہ شرارت اور بد نفسی کی۔ اس کے لیے انسان کو پاکیزہ کتابوں کا مطالعہ، صالحین کی صحبت کا اہتمام، قرآن و سنت سے متواتر تعلق اور خدا کے سامنے جوابدہی کا زندہ احساس اپنے اندر تازہ رکھنا بہت ضروری ہے۔ پاکیزہ خیالات رکھنے والے دل و دماغ کی روح بہت کم بیمار ہوتی ہے اور اس کا جسم بھی بہت سی بیماریوں سے محفوظ رہتا ہے۔ بیماریوں کے بڑے جراثیم جس طرح جسم میں داخل ہو کر فساد پیدا کرتے ہیں اسی طرح بد نفسی، ناخدا ترکی اور بد خلقی کے بڑے جراثیم بھی روح میں داخل ہو کر اسے بیمار اور مضمحل کر دیتے ہیں۔ اور بیمار روح کا جسم توانا نہیں رہ سکتا اس لیے پاکیزہ خیالات کا خصوصی اہتمام بہت ضروری ہے اس کے بغیر جسمانی بیماری پر کنٹرول دشوار ہو جاتا ہے۔

یا دیکھئے کہ ترقی چالیس سال کی عمر تک ہی کی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد اسی ترقی کی بنیاد پر انسان اپنی عمارت کی بنیاد رکھ سکتا ہے اگر انسان ترقی کے بعد نکاح کرے تو پھر وہ کچھ عروج بھی دیکھ سکتا ہے۔ میں اس سے بڑھی قرآنی اور اس سے زیادہ مفید کسی کام کو نہیں سمجھتا۔ دل کا انسان ایسے جذبہ پر قابو پالے۔

اس بات کو بھی کبھی فراموش نہ کرنا چاہیے کہ بعض ایسی صفاتِ فاضلہ ہیں جنہیں پرورش کرنے سے انسان اعلیٰ قسم کا انسان بن جاتا ہے اور اعلیٰ قسم کا انسان ہی قربِ الہی حاصل کر سکتا ہے۔ ان میں سب سے پہلی انسانی صفت خاموشی اور کم گوئی ہے۔ اس سے عقل بڑھتی ہے۔ نیکی کی رغبت بڑھتی ہے۔ عوام کے دلوں میں انسان کا رعب بڑھتا ہے اس کی محبت بڑھتی ہے اور انسان لوگوں میں معزز اور باوقار ہو جاتا ہے۔ دوسری صفت دیانتداری اور خدا ترسی ہے اس سے انسان میں حوصلہ بڑھتا ہے بے فکری بڑھتی ہے۔ جرات و بہادری بڑھتی ہے اور غم و آلام سے انسان نجات پالیتا ہے۔ عوام کے دلوں میں ایسے شخص کی عزت اور بزرگی بڑھ جاتی ہے۔ تیسری صفت بے طمع اور متوکل ہونا ہے اس سے مبر و شکر اور قناعت بڑھتی ہے انسان بُرے سے بُرے حالات میں بہتر سے بہتر طرز عمل کا مظاہرہ کر سکتا ہے اور عوام کے دلوں میں ایسے انسان کا اعتماد و اعتقاد بڑھ جاتا ہے۔

میں نے اپنی زندگی میں عمل و اخلاق اور طب و علاج کے بے شمار تجربے کیے ہیں جن اعمال و تجربات کو بنی نوع انسان کے لیے مفید سمجھا ہے ان کو اپنے سینے میں دفن کر کے قبر تک لے جالے کی بجائے اپنے مجائروں تک پہنچانا بھی میں نے اپنا فرض سمجھا ہے اس لیے یہ کتاب مرتب کی ہے لیکن حاشا وکلا کہ مجھے کسی شہرت کی طلب ہو۔ مقصود صرف یہ ہے کہ خدا کے بندوں کو نفع حاصل ہو۔

میں سمجھتا ہوں کہ علاجِ قرائینِ نظریات کی مدد سے ہی ہو سکتا ہے ان سے رطاکر نہیں ہو سکتا۔ ان کو جانتے سمجھنے اور ان کا بنایا ہوا رخ اختیار کرنے سے ہی علاج ممکن ہے۔ علاجِ مجربات اور پیٹنٹ نسخوں کا نام نہیں ہے جو سینا سیول کو بیسویں سال

غاروں میں بیٹھنے سے ملتے ہیں اور جن کے گھسنے اور گلگانے سے قلعی چاندی بن جاتی ہے اور تانبہ سونا بن جاتا ہے۔ یہ بے معنی باتیں ہیں۔ درحقیقت چاندی اور سونا انسانی تجربات سے زیادہ قیمتی نہیں ہیں۔ انسانی تجربات نے ایک سفید دھات کا نام چاندی رکھ کر اسے قیمتی قرار دے دیا ہے اور ایک زرد دھات کا نام سونا رکھ کر اسے نہایت ہی قیمتی بنا دیا ہے۔ اس لیے اصل قدر و قیمت کی چیز انسانی تجربات ہیں۔ انسانی تجربات بھی غاروں میں حاصل نہیں ہوتے بلکہ انسانوں کے اندر رہنے۔ ان کے دکھ سکھ میں شریک ہونے۔ ان سے ملنے برتنے۔ ان کی مشکلات میں کام آنے۔ ان کی فطرت کے منشاء کے خلاف کاروائیوں کا مشاہدہ کرنے اور ان کے نقصانات دیکھنے اور فطرت کے اصولوں کے مطابق عمل کر کے انہیں صحت سے ہمکنار کرنے سے ہی حاصل ہوتے ہیں۔ اس لیے علم طب غاروں اور سنیا سیروں اور صدی تجربات کا علم نہیں ہے یہ انسانوں انسانی معاشرے اور معاملات و تجربات کا علم ہے۔

اس کتاب میں انسانی صحت کے بارے میں تو انہیں فطرت کے عمل کا میں نے جو کچھ مشاہدہ کیا ہے اسے بلا کم و کاست آپ کے سامنے رکھ دیا ہے۔ آپ اس کا گہرائی سے مطالعہ کریں گے تو اس علم کو نہایت آسان پائیں گے لیکن اگر سرسری طور پر دیکھیں گے تو ظاہر ہے کہ انسان ہی کائنات کی سب سے قیمتی شے ہے اور اس کی صحت کے ساتھ بے دریغ کھیلنا بہت بڑا گناہ ہے۔

ازیں نقیشت کز ما یاد ماند
کہ ہستی را نمی بینم بقائے
مگر صاحبہ لے روز سے بہ رحمت
کند در حق ایں مسکین دعائے

شکر نعمت حصول نعمت کا بہترین ذریعہ ہے

باب ۲

فطرت

فطرت ان خصال کا نام ہے جو قدرت نے کسی نوع کے خمیر میں متضمن کر دیے ہیں اس لیے ان کے سیکھنے سکھانے کی ضرورت نہیں ہوتی جیسے ایک مرغی انڈے دینے کے لیے جبکہ تلاش کرتی ہے اور سانڈوں کو سیتی ہے اور عین موقعہ پر ان کو پھاڑ کر بچے نکالتی اور ان کو دانہ چگنا سکھاتی ہے اس کو کسی نے پرورش کا یہ طریقہ سکھایا نہیں ہے بس جو کام خود بخود ذہن میں پیدا ہوتے ہیں اور انسان اپنے آپ ان کو جانتا ہے وہ سب فطرتی ہیں۔ قدرت نے جو جو کام زندگی رکھنے والے جانداروں کے خمیر میں ودیعت کر دیے ہیں خواہ کسی وجود میں وہ کم ہوں یا زیادہ وہ سب فطری امور ہیں جس کی فطرت میں کوئی رجحان زیادہ ہوتا ہے وہ بچپن سے ہی اس قسم کے کاموں میں رغبت زیادہ رکھتا ہے اور پھر انہیں کاموں میں زیادہ ترقی کرتا ہے۔ قدرت نے ہر نوع کو جس کام کے لیے پیدا کیا ہے وہ کام اس کی فطرت میں ودیعت کیا ہوا ہے۔

اس کائنات کو انسان کی خدمت کے لیے پیدا کیا گیا ہے اور خود انسان کو اشرف المخلوقات کا لقب دے کر یہاں پیدا کیا ہے اس کے بعد کہا گیا ہے کہ ہم نے انسان کو اپنی عبادت کے لیے ہی پیدا کیا ہے لہذا انسان کی فطرت میں ہی عبودیت کا سرچشمہ موجود ہے۔

فرمایا گیا ہے کہ انسان کو ہم نے زمین کی آبادی کے لیے اپنا خلیفہ یعنی نائب بنا کر بھیجا ہے اس لیے انسان کا فرض ہے کہ وہ اپنے مالک کے احکام زمین پر جاری کرے اس لیے

کہ وہ نائب ہے خود مالک نہیں ہے اگر وہ خدا کی بجائے اپنے احکام زمین پر چلائے تو گویا زمین کا وہ خود مالک ہے۔ ظاہر ہے یہ ایک خدائی دعویٰ ہے جو سرکشی اور بغاوت ہے۔ سب احکام الہی فطرتی ہیں مثلاً کسی محبت والے بزرگ شخص کے آنے پر طبیعت خود بخود تعظیم کے لیے کھڑا ہونے پر مجبور کرتی ہے کیا یہ ویسا ہی پیام نہیں جو نماز میں کیا جاتا ہے یہ مقام محبت ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا سے زیادہ کسی سے محبت کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ پھر کسی بزرگ صاحب حکم شخص کو جھک کر سلام کیا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا سے بڑا زور آور کوئی نہیں ہے جس کے سامنے جھکا جائے۔ اسی طرح جس کی بزرگی کا اعتراف ہو اور دل اسے قابل تعظیم ماننا ہو اس کے سامنے دو زانو ہو کر بیٹھنے کی دلی خواہش ہوتی ہے۔ نماز میں یہی صورت التحیات کی ہے گویا احکام خدا اور رسولؐ سب کے سب فطرتی ہیں۔ خدا کے احکام یہ ہیں کہ اس لیے ان فطرتی کاموں کا صحیح طریقہ بھی ہمیں بتا دیا ہے اور پھر انہیں اپنے لیے مخصوص کر لیا ہے کیونکہ تمام انسان باہمی مساوی درجہ رکھتے ہیں اور عبادت تو صرف اپنے سے اشرف کی ہی کی جاسکتی ہے اور ہم سے اشرف صرف خدا ہے جو ہمارا خالق ہے۔ مخلوق کے لیے خالق سے بڑھ کر ہونا ممکن ہی نہیں ہے اور اس کے قانون کے ذریعے ہی ہم باہمی حقیقی مساوات قائم کر سکتے ہیں اور اس کی ہدایات کے مطابق ہی ہم ہر لحاظ سے اور اپنے ہر برتاؤ میں عدل و انصاف اور نیک نیتی پر قائم رہ سکتے ہیں۔ انسان قانون کسی شخص کو نیک چلن نہیں بنا سکتے۔ کیونکہ صحبت اور پرورش کی وجہ سے اخلاق و اعمال میں اور باہمی شکرا نہ برتاؤ اور رسم و رواج میں پڑ کر انسان اعمال تبیحہ کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ہر کام کا اجر ملنا ایک غیر متزلزل قانون ہے اس کے لیے ایک وقت جزا بھی مقرر ہے اسی کا نام قیامت ہے۔

کوئی کام بلا نتیجہ نہیں ہو سکتا جب کہ خالق نے دنیا میں ہر شخص کو جذبہ روحانیت اپنے احکام و ہدایات دے کر روانہ کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے بعد امتحان کی بھی

ضرورت ہے کہ اس نے روحانیت میں کیا اضافہ کیا یا اس سے کتنا انحراف کیا۔ جب تک جسم کو فنا کر کے جو اعمال کا آلہ ہے روحانیت کو مجسم نہ کیا جائے۔ امتحان ہونا ممکن نہیں ہے اسی کا نام موت ہے ورنہ موت مکمل فنا کا نام نہیں ہے بلکہ انسانی وجود سے منتقل ہو کر اعلیٰ وجود میں چلے جانے کا نام موت ہے۔

دنیا کی ہر خوشی انسان میں تکبر اور خدا سے بے خوفی پیدا کرتی ہے اور دنیا کا ہر غم انسان میں سستی اور غفلت پیدا کرتا ہے اس سے ان کیفیتوں کی حالت میں کسی برائی کے کرنے میں اسے شرم نہیں آتی بلکہ رفتہ رفتہ وہ اس قدر بے باک ہو جاتا ہے کہ برائی کرنا اس کے لیے معمولی کام بن جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ خوشی اور غم دونوں جذبوں کو نمان سمجھا جائے یہ دائمی نہیں ہیں خوشی کی حالت میں اس کے بعد آنے والے غم کا منتظر ہو جانے سے خوشی کا بُرا اثر نہ ہوگا اور غم کے وقت خوشی کی آنے والی گھڑی کا انتظار کرنے سے غم کا بُرا اثر نہ ہوگا۔ ان دونوں حالتوں میں انسان یہ حالات صادر کرنے والے ماک پر بھروسہ رکھے جس کے قبضہ میں یہ دونوں حالتیں ہیں۔ ہمارے قبضہ میں تو کوئی چیز بھی نہیں ہے یہ بھی امتحان کا ہی پرچہ ہے خوشی اور غم۔

اللہ تعالیٰ کو اولاد آدم بہت عزیز ہے۔ جن چیزوں کے سوا انسان کا گزارہ نہیں ہو سکتا ان کو وہ اپنے اختیار سے خود شب و روز انسان کو براہ راست پہنچاتا ہے جیسے ہوا اور روشنی اور سورج البتہ جن چیزوں کی ضرورت کچھ وقفہ سے ان کے حصول کے لیے کچھ محنت بھی کرنی پڑتی ہے جیسے پانی اور خوراک لیکن جن چیزوں کی ضرورت بہت کم ہے مثلاً ادویات ان میں بھی ہیں مراتب ہیں اور جن چیزوں کی ضرورت بہت ہی کم ہے ان کے بغیر کام چل سکتا ہے، وہ بالکل تالیب ہیں اسی طرح جس شخص کا وجود انسانوں کے لیے مفید ہے اس کی مدد سے عمر بڑھا کر دی جاتی ہے اور جن کا وجود لوگوں کے لیے باعث تکلیف ہو وہ برباد کر دیتے جاتے ہیں،

چاہے بادشاہ ہوں اس لیے حکیم کے لیے ضروری ہے کہ وہ بلا کسی طمع کے محض انسانی
 ہمدردی کے خیال سے علاج کرے اور دوائیں وہ تجویز کرے جن کو ہر امیر و غریب خرید
 سکے ان میں سے بھی مسکینوں کو مفت دوا دے دیا کرے کہ انسان بیماری میں ہمدردی
 اور امداد کا مستحق ہوتا ہے۔



ادب بترین کمال اور خیرات افضل ترین عبادت ہے

طبیعت

طبیعت کی مثال ایک بے جان مشین کی سی ہے جو کسی دوسرے کی طاقت سے کام تو کرتی ہے لیکن نفع یا نقصان کا شعور نہیں رکھتی۔ قدرت نے جس انداز اور معیار پر اسے متعین کر دیا ہے وہ وہی کام کرتی اور اسی قدر کرتی ہے۔ وہ جسم کی حفاظت کی ذمہ دار ہے اگر کسی بیرونی صدمہ کا خطرہ ہو تو فوراً اپنے ہاتھ پاؤں آگے کر دیتی ہے اور اگر اندرونی خطرہ مرض کا ہو تو مقابلہ کے لیے فوراً تیار ہو جاتی ہے۔ اس کی کمی یا کمزوری کی خارج سے مناسب امداد کرنے کا نام ہی علاج ہے۔

مثلاً اگر طبیعت تپ کے ذریعے نفعی کر رہی ہے تو تم بھی نفعی ہی کرو جو شانہ یا خیسانہ کے ذریعے اور اگر وہ دستوں کے ذریعے سے سدہ نکال رہی ہے تو تم جلاب دو تا کہ سدہ نکل جائے اور اگر طبیعت تعدیل کر رہی ہے تو تم بھی تعدیل کرو غرض وہی کام کرو جو طبیعت کر رہی ہے اسی کا نام امداد طبع یا علاج ہے۔

قدرت نے جسم کی پرورش کے لیے یہ قانون طبیعت کو سکھا دیا ہے کہ وہ جسم میں کوئی غلانہ ہونے سے اس لیے یہ جسم میں خلا پیدا ہونے نہیں دیتی جہاں خرچ زیادہ ہوتا ہے وہاں تمام جسم سے مواد لاکر وہ خرچ پورا کرتی ہے۔ اسی قانون کے ماتحت امراض میں فصد کیا جاتا ہے۔ مگر اس کو یہ شعور نہیں ہے کہ یہ خرچ مجھے بقا کی طرف لے جا رہا ہے یا فنا کی جانب۔ گویا طبیعت بقا کا ہی اوزار نہیں بلکہ کبھی فنا کا آلہ بھی بن جاتی ہے مثلاً فصد میں اگر خون بند نہ کیا جائے تو طبیعت تمام جسم کا خون اسی

ہستے نکال دیتی ہے۔ خلا ہونے کے خوف سے۔ اگر اسے شعور ہوتا تو وہ ایسا نہ کرتی۔
حقیقت میں ہر چھوٹا بڑا قبضہ قدرت کے ہاتھ میں ہمسایے نے کام لینے کے لیے کچھ
اختیار دیے ہوئے ہیں جن کا انجام کسی کو معلوم نہیں جو قانون ایک جسم پر وارد ہیں وہی
قانون تمام کائنات زمینی پر وارد ہیں۔

علم طب میں طبیعت ان سات امورِ طبیعہ کا نام ہے۔

۱۔ ارکان۔ ۲۔ مزاج۔ ۳۔ اخلاط۔ ۴۔ ارواح۔ ۵۔ اعضا۔ ۶۔ قوی۔ ۷۔ افعال۔

گویا اس مٹین کے سات پرزے ہیں جس سے یہ مرکب ہے اگر یہ سب پرزے
بیکار ہو جائیں تو کام تمام ہو جاتا ہے اگر ان امور میں سے کسی ایک میں نقص ہو جائے تو
اس کا نام بیماری ہے اور صحت زائلہ کو درست پر لانے والے قوانین کا نام ہی طب ہے
جس کا موضوع بدن انسانی ہے۔

امورِ طبیعہ میں جو کچھ آگے بیان کیا جائے گا ان پر پورا عمل کرنے سے بیماری کا
احتمال نہیں رہتا لیکن اگر بیمار ہو بھی جائے تو دوا کی ضرورت نہیں ہوتی چند روز کے بعد
طبیعت خود بخود بیماری کو دور کر دیتی ہے طبیعت کو حتی الوسع علاج کا عادی نہ کرنا چاہیے
اسے صرف عمل کرنے دینا چاہیے۔ جو دوا دن کو دی جاتی ہے، اس کا مکمل فائدہ رات کو
ہوتا ہے کیونکہ نیند میں تمام اعضا رست پڑ جاتے ہیں اور طبیعت کا رجوع معدہ میں
ہضم کے لیے اندر کی طرف ہوتا ہے وہ مرض کا مقابلہ نہیں کرتی یہی وجہ ہے کہ رات
کو دوا نہیں دی جاتی۔ اس لیے کہ طبیعت نضح کر رہی ہوتی ہے۔

اب ساتوں امورِ طبیعہ کی ترتیب وار تشریح کی جاتی ہے۔

(۱) ارکان

اسلامی طب کی رو سے ارکان چار ہیں۔

۱۔ آگ۔ ۲۔ ہوا۔ ۳۔ پانی۔ ۴۔ زمین

اگرچہ یہ ایک دوسرے سے پیدا بھی ہوتے ہیں اور باہمی ملے جلے رہتے ہیں مگر اصطلاح اطباء میں یہ سب مفرد ہیں اول تو اس لیے کہ ان میں سے ہر ایک ایک ایک ہماری نظر سے گزرتا ہے نیز مفرد کی تعریف جو کی گئی ہے اس کی رو سے یہ نسبت ان میں سے ہر ایک پر صادق آتی ہے مفرد کی تعریف یہ ہے کہ کسی جز کا نام کل پر بھی ویسے ہی صادق آئے مثلاً ٹھوڑی سی آگ کا نام بھی آگ ہے اور بہت زیادہ کا نام بھی آگ ہی ہے۔ پانی کا قطرہ بھی پانی ہے اور سمندر بھی پانی ہی ہے۔ ٹھوڑی سی ہوا بھی ہوا ہے اور بہت زیادہ ہوا بھی ہوا ہی ہے۔ ایک قطعہ بھی زمین ہی ہے اور پورا کرہ ارض بھی زمین ہی ہے۔ لہذا یہ سب مفرد ہیں جیسے جسم میں ہڈی مفرد ہے چھوٹی بھی ہڈی ہے اور بڑی بھی ہڈی ہے۔ اگرچہ وہ متفرق اور مختلف مواد سے بنتی ہے۔

ارکان کی تاثیر معلوم کرنا خواص پر منحصر ہے۔

گرمی کی خاصیت احساس پیش اور اد پر کو چڑھنا ہے۔ سردی کی خاصیت ذرا سرد اور نیچے کی طرف گرنا ہے۔ رطوبت کی خاصیت ذرا شکل تبدیل کر لینا ہے اور خشکی کی خاصیت اپنی شکل کو تھوڑا اور اس پر قائم رہنا ہے۔ لہذا آگ گرم خشک ہے کیونکہ وہ اپنی صغیری شکل کو نہیں چھوڑتی اور ہوا گرم تر ہے کیونکہ اوپر خلا میں چلتی ہے نیچے نہیں گرتی اور اپنی شکل یک دم تبدیل کر لیتی ہے۔ پانی سرد تر ہے۔ نیچے کو گرتا ہے اور فوری شکل تبدیل کر لیتا ہے۔ زمین سرد خشک ہے نیچے کو گرتی ہے اور شکل تبدیل نہیں کرتی۔

گرمی اور سردی کو مزاج کہتے ہیں اور تری و خشکی کو کیفیت کہا جاتا ہے اور وجودی اندازہ کو کسیت کہتے ہیں۔ جو امراض ارکان کی کیفیت کی کمی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں ان کو سؤ مزاج سادہ کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ کوئی مادہ نہیں ہوتا۔ اس لیے نہ تو نفع کیا

جاتا ہے اور نہ ہی تنقیہ۔ صرف معدلات سے ہی علاج کیا جاتا ہے یہ عسر العلاج امراض ہوتی ہیں اور عناصر اربعہ میں سے جس عنصر میں رطوبت یا یہوست غریبہ پیدا ہو جائے۔ عام آبادی میں اسی قسم کی بیماری بہ شکل دیا پیدا ہوتی ہے۔ جسم انسانی میں یہ اخلاط بصورت عناصر ہیں۔ اگر مرض ہو تو مریض کی چار پائی کی پائنتی کو ایک فٹ اونچی کر دیا جائے تاکہ گرم بخارات اپنی خاصیت کے مطابق پاؤں کے راستے باہر نکل جائیں اور اعضاء رُسیہ روی بخارات سے محفوظ رہیں اور اگر مرض سرد ہے تو مریض کی چار پائی کو سر ہانے کی طرف سے چار اونچ بوقت نسیج ادنچا کر دو تاکہ سرد مادے اپنی خاصیت کے مطابق نیچے پاؤں کی طرف اتر جائیں اور اعضاء رُسیہ محفوظ رہیں اور طاقت میں کمی نہ ہونے سے دو جلد فائدہ کر سکے

بمحاظ مقدار ہوا باقی تینوں ارکان سے بہت زیادہ ہے۔

ارکان کا استعمال:

ارکان حمل کے پہلے دن سے زندگی کے آخری دن تک جسم کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔ آگ سے مراد اشعات شمسیہ ہیں یہ اشعات اور ہوا دونوں غیر اختیار ہی ہیں چونکہ ان دونوں رکنوں کی پرورش کی جسم کو زیادہ ضرورت ہے اور صحت کا دار و مدار انہی دونوں پر ہے۔ لہذا قدرت نے ان دونوں کو اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہوا ہے تاکہ پرورش میں کمی نہ آنے پائے۔

ہمارا فرض ہے کہ قدرت کے اس انعام سے فائدہ اٹھانے کی خود بھی کوشش کریں اور صبح پو پھٹنے کے وقت اٹھ کر آبادی کی مشرق کی جانب ایک دو فرلانگ پر کوئی زوردار کام دس بجے تک جاری رکھیں تاکہ صبح کی صاف ہوا اور اشعات شمسیہ جو ابھی

انجرات زمینی سے صاف ہیں جسم خوب جذب کرنے۔ اس کے بعد سائے میں یا گھر میں آرام کریں یہ موسم گرما کا وظیفہ ہے۔ اگر موسم سرما ہو تو کسی دیوار کی اوٹ میں جہاں اشعات کا انعکاس ہو وہاں کام کریں جب سردی کم ہو جائے تو پھر باقی وقت میں موسم گرما کا سا عمل کریں۔

دوسرے دور کن پانی اور زمین ہمارے اختیار میں ہیں چونکہ امراض جسمانی میں پانی کا حصہ زیادہ ہے اس لیے یہ ہمارے اختیار میں ہے تاکہ ہم مناسب پرہیز کر سکیں اور اعتدال سے کام لیں جیسا کہ اشعات اور ہوا کا استعمال معتدل بیان کیا گیا ہے پانی گرم و سرد سے بھی پرہیز ضروری ہے پانی کا اعتدال کنویں کی تنہ میں ہوتا ہے اسی اعتدال پر استعمال کریں۔ اگر چہ آگ سے کرنا پڑے اور پینے کے لیے ایک ایک دو دو گھونٹ پانی سانس لے لے کر پیئیں ایک ہی سانس میں سلسل نہ پیئیں۔ سلسل پینے سے زیادہ پیا جاتا ہے اعتدال نہیں رہتا جو بیماری پیدا کرتا ہے۔ دو دو گھونٹ سے پاس جلدی نائل ہو جاتی ہے زیادتی نہیں ہوتی۔

بعد خوراک تین گھنٹے تک پانی نہ پیو اگر چہ پاس صادق ہو خوراک سے پہلے یا درمیان میں سیر ہو کر پانی پیو اور بعد خوراک شب سورج نکلنے تک پانی نہ پیو نزلہ اور دوار پیدا کرتا ہے۔ پانی کی زیادتی سے ہی شکم میں ہر قسم کے کیڑے یعنی مرض دیدان پیدا ہوتی ہے اور ریگن یعنی عرق النساء اور تمام درد رکی خواہ بازو ہو یا سینہ وغیرہ بلکہ وجع المفاصل تک کثرت پانی کی پیداوار ہیں۔ پانی کے غیر محتاط زیادہ استعمال سے موتیا بند ہو جاتا ہے اور دانت اور کان تک بے کار ہو جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب نزلہ پیدا ہو تو اسی وقت سر کے بل ٹانگیں سیدھی اوپر کو کر کے کسی دیوار کے سہارے ۵ منٹ تک کھڑے ہوں اور یہ مشق روزانہ کریں۔ کم از کم ہفتہ بھر تک انشاء اللہ آخری دم تک سب مرضیں دور رہیں گی نہ موتیا ہو گا نہ دانت اور کان بیکار

موتیا دانت کان نزلہ کا علاج

جاتا ہے اور نہ ہی تنقیہ۔ صرف معدلات سے ہی علاج کیا جاتا ہے یہ عسرالعلاج امراض ہوتی ہیں اور عناصر اربعہ میں سے جس عنصر میں رطوبت یا یہوست غریبہ پیدا ہو جائے۔ عام آبادی میں اسی قسم کی بیماری بہ شکل و با پیدا ہوتی ہے۔ جسم انسانی میں یہ اخلاط بصورت عناصر ہیں۔ اگر مرض ہو تو مریض کی چارپائی کی پائنتی کو ایک فٹ اونچی کر دیا جائے تاکہ گرم بخارات اپنی خاصیت کے مطابق پاؤں کے راستے باہر نکل جائیں اور اعضاء رُئیسہ رومی بخارات سے محفوظ رہیں اور اگر مرض سرد ہے تو مریض کی چارپائی کو سرہانے کی طرف سے چار اونچ بوقت نسیج ادنچا کر دو تاکہ سرد مادے اپنی خاصیت کے مطابق نیچے پاؤں کی طرف اتر جائیں اور اعضاء رُئیسہ محفوظ رہیں اور طاقت میں کمی نہ ہونے سے دو جلد نائدہ کر سکے بلحاظ مقدار ہوا باقی تینوں ارکان سے بہت زیادہ ہے۔

ارکان کا استعمال:

ارکان حمل کے پہلے دن سے زندگی کے آخری دن تک جسم کی پرورش کرتے رہتے ہیں۔ آگ سے مراد اشعات شمسیہ ہیں یہ اشعات اور ہوا دونوں غیر اختیار ہی ہیں چونکہ ان دونوں رکنوں کی پرورش کی جسم کو زیادہ ضرورت ہے اور صحت کا دار و مدار انہی دونوں پر ہے۔ لہذا قدرت نے ان دونوں کو اپنے قبضہ قدرت میں رکھا ہوا ہے تاکہ پرورش میں کمی نہ آنے پائے۔

ہمارا فرض ہے کہ قدرت کے اس انعام سے فائدہ اٹھانے کی خود بھی کوشش کریں اور صبح پو پھٹنے کے وقت اٹھ کر آبادی کی مشرق کی جانب ایک دو فرلانگ پر کوئی زوردار کام دس بجے تک جاری رکھیں تاکہ صبح کی صاف ہوا اور اشعات شمسیہ جو ابھی

انجرات زمینی سے صاف ہیں جسم خوب جذب کرنے۔ اس کے بعد سائے میں یا گھر میں آرام کریں یہ موسم گرما کا وظیفہ ہے۔ اگر موسم سرما ہو تو کسی دیوار کی اوٹ میں جہاں اشعات کا انعکاس ہو وہاں کام کریں جب سردی کم ہو جائے تو پھر باقی وقت میں موسم گرما کا سا عمل کریں۔

دوسرے دور کن پانی اور زمین ہمارے اختیار ہی ہیں چونکہ امراض جسمانی میں پانی کا حصہ زیادہ ہے اس لیے یہ ہمارے اختیار میں ہے تاکہ ہم مناسب پرہیز کر سکیں اور اعتدال سے کام لیں جیسا کہ اشعات اور ہوا کا استعمال معتدل بیان کیا گیا ہے پانی گرم دوسرے بھی پرہیز ضروری ہے پانی کا اعتدال کنویں کی تنہ میں ہوتا ہے اسی اعتدال پر استعمال کریں۔ اگر چہ آگ سے کرنا پڑے اور پینے کے لیے ایک ایک دو دو گھونٹ پانی سانس لے لے کر پیئیں ایک ہی سانس میں سلسل نہ پیئیں سلسل پینے سے زیادہ پیا جاتا ہے اعتدال نہیں رہتا جو بیماری پیدا کرتا ہے۔ دو دو گھونٹ سے پاس جلد ہی زائل ہو جاتی ہے زیادتی نہیں ہوتی۔

بعد خوراک تین گھنٹے تک پانی نہ پیو اگر چہ پاس صادق ہو خوراک سے پہلے یا درمیان میں سیر ہو کر پانی پیو اور بعد خوراک شب سورج نکلنے تک پانی نہ پیو نزلہ اور دوار پیدا کرتا ہے۔ پانی کی زیادتی سے ہی شکم میں ہر قسم کے کیڑے یعنی مرض دیدان پیدا ہوتی ہے اور ریگن یعنی عرق النساء اور تمام درد رگی خواہ بازو ہو یا سینہ وغیرہ بلکہ وجع المفاصل تک کثرت پانی کی پیداوار ہیں۔ پانی کے غیر مختاظ زیادہ استعمال سے موتیا بند ہو جاتا ہے اور دانت اور کان تک بے کار ہو جاتے ہیں اس کا علاج یہ ہے کہ جب نزلہ پیدا ہو تو اسی وقت سر کے بل ٹانگیں سیدھی اوپر کو کر کے کسی دیوار کے سہارے ۵ منٹ تک کھڑے ہوں اور یہ مشق روزانہ کریں۔ کم از کم ہفتہ بھر تک انشاء اللہ آخری دم تک سب مرضیں دور رہیں گی نہ موتیا ہو گا نہ دانت اور کان بیکار

بیماریوں سے بچنے کا علاج موتیا، دانت، کان نزلہ کا علاج

ہوں گے بدن کے سب قولے دانتوں کے محتاج ہیں جب تک دانت مضبوط ہیں قولے بھی مضبوط رہیں گے جب دانت ختم ہوئے تو سب قولے بھی مضمحل ہو جائیں گے۔

مشق

اگر طبیعت میں نزلہ زیادہ ہو تو جب نزلہ پیدا ہو تو یہی مشق کرو چند بار کی مشق سے ہی نزلہ مستقل طور پر دور ہو جائے گا اگر یہ مشق نہ کر سکو تو پھر چار پانی کی پائنتی کو ایک فٹ اونچا کر کے اوں پر چت لیٹ جاؤ یعنی پشت کے بل لیٹ جاؤ اور مناسب یہ ہے کہ نصف گھنٹہ تک لیٹے رہو۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن یہ عمل جاری رکھو اس مشق سے نزلہ دور ہو جائے گا دیگر متعدد امراض بھی دور ہوں گی البتہ پانی کا اعتدال بہر لحاظ سے کرو تو سر سے پاؤں تک انشاء اللہ کوئی درد پیدا نہ ہوگا اگر پانی پینا اعتدال سے بھی کم کرو گے تو باقی فائدے تو بحال رہیں گے مگر پانی کی کمی پوری کرنے کے لیے طبیعت معدہ میں رطوبت پیدا کر کے کی پوری کرے گی اور رات کو منہ سے پانی گرنے یعنی رال بہنا شروع ہو جائے گا۔ بہر حال ہر معاملے میں اعتدال ہی ضروری ہے اگر کسی بے احتیاطی سے آنکھ میں موتیا اترنا شروع ہو جائے اور چاند ایک کی بجائے کئی چاندوں کی قطار نظر آئے تو سر کے بل کھڑا ہونے کی مشق سے رک جائے گا۔ اگر غفلت کی گئی اور موتیا پختہ ہو گیا تو پھر دعا سے علاج کرو صحت ہو جائے گی۔ البتہ یہ یاد رہے کہ آپریشن شدہ عضو کا کوئی علاج نہیں ہوتا۔ آنکھ کے موتیا کا علاج ممکن ہے اس کا نسخہ درج ہے۔

نسخہ موتیا بند :

هو الشافعی

سرمہ تیلہ سیاہ۔ نو ماہی در تخم نیل ماشوختہ۔ تینوں ادویہ کا سرمہ بنا کر صبح شام استعمال کرنا کم از کم ایک ماہ موتیا ختم کسی درجہ میں ہو شفا ہوگی۔ بشرطیکہ آنکھ آپریشن شدہ نہ ہو بعد آپریشن کوئی علاج کارگر نہیں ہے۔

اس کے بعد زمین کا اعتدال یہ ہے کہ موسم سرما میں زمین پر سونا چاہیے تاکہ زمینی بخارات اپنی اصل حالت پر سرد ہونے سے پہلے ہی جسم میں جذب ہو جائیں اور موسم گرما میں کسی بلند مقام مثلاً چارپائی پر سونا چاہیے تاکہ اشعات سے گرم شدہ بخارات جسم تک پہنچنے سے پہلے معتدل ہو کر جذب ہوں اگر شام کو سیر کے لیے جانا ہو تو آبادی کے جنوب کی طرف جانا چاہیے مغرب کی طرف جانا بصارت اور صحت دونوں کے لیے نقصان دہ ہے۔

(۲) مزاج

قدرت کا قانون ہے کہ پہلے ہر چیز کو زمین سے پیدا کیا جاتا ہے اور پھر اس کے بعد سے بیج سے پیدا کیا جاتا ہے۔ آیہ اِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ نُّوَابِ ثَوَابِثٍ وَ نَطْفَةٍ عِلْمَاءِ مُتَقَدِّمِينَ کا قول ہے کہ جب کوئی مادہ کوئی حیوانی صورت اختیار کرنے کے قابل ہو جاتا ہے تو قدرت اس کو روح عطا کر دیتی ہے جس کا یہ طریقہ مقرر ہے کہ سورج کی گرمی جب زمین کو تقریباً تین ماہ تک سخت گرم کرتی ہے تو شب دروز گرم رہنے سے سورج کی گرمی اور زمین کے مادوں کا امتزاج ہو جاتا ہے پھر بارش ہوتے ہی لاکھ دو لاکھ قسم کے کیڑے اور مینڈک وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اور اس کے بعد وہ جوڑا جوڑا ہو جاتے ہیں اور باقی تمام سال باوجود بارش کے کوئی کیڑا پیدا نہیں ہوتا کیونکہ گرمی نہیں ہوتی ثابت ہوا کہ جو زمینی مادہ کوئی شکل اختیار کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جس کو قرآن مجید میں صلصال کہا گیا ہے یعنی دھوپ کی تیزی سے زمین کی ٹھیکریاں بن گئی ہوں پھر بارش سے کیڑا جس کو صفا مسنون کہا گیا ہے۔ اسی طرح آدم کو پیدا کیا گیا تھا۔ اب وہی آدم جوڑا جوڑا ہو کر اب نطفہ سے پیدا ہو رہے ہیں۔

قدرت کا طہ نے اپنے بندوں کو پیدا کرنے سے بہت مدت پہلے ان کی خوراک کا انتظام کر دیا تھا معہ تمام ضروریات کے۔ غلہ جات میوہ جات ادویات حیوانات

گوشت کھانے اور چمڑا پہننے کے لیے جس سے ہم میں خون پیدا ہوا اور خون کا خلاصہ مادہ منویہ تیار ہوا اور وجعلنا من المم کل مشی حی کا حکم مکمل ہو سکے (داگ ہوا زمین) تینوں ارکان پانی سے پیدا کیے گئے ہیں اور ان تینوں سے کل پیدائش کی گئی لہذا ہر چیز پانی سے پیدا کی گئی ہے۔ چنانچہ تمام حیوانات میں مادہ منی سے پیدائش ہوتی ہے اور نباتات میں بیج سے جو خلاصہ اپنے پورے کاہے اور دونوں میں اپنی جنس کی شکل موجود ہوتی ہے اور خوراک بھی۔ مثلاً غلہ جات میں نکا میں پورے کی شکل موجود ہے باقی حصہ خوراک ہے اسی طرح انسانوں کے بننے کے لیے لطفہ میں انسان کی شکل موجود ہوتی ہے جو رحم میں پرورش پاتی ہے۔ یعنی جب مرد اور عورت کی منی یک دم اکٹھا انزال ہونے سے ملتی ہیں تو مرد کی منی غلیظ ہونے کی وجہ سے تہ نشین ہو جاتی ہے اور عورت کی منی بوجہ ترقی ہونے کے اس کے گرد محیط ہو جاتی ہے اور مرد کی منی کی غذا بننی شروع ہو جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ ہڈیاں اور اعصاب مرد کی طرف سے اور گوشت عورت کی طرف سے ہوتا ہے یعنی بناوٹ شکل رنگ والدہ کا اور توانائی جوڑ ہڈی والد کے ہم شکل ہوتے ہیں اسی لیے نسب مرد کی طرف سے ہوتا ہے اور عقل عادات امراض قسمت والدہ کی طرف سے۔ اس طرح انسان کا مزاج بنتا ہے۔

مزاج کی ضرورت و فوائد:

کائنات زمینی اور سماوی سب کی سب انسان کی خدمت کے لیے بنائی گئی ہے جو خدمت اس کے سپرد کی گئی ہے اسی مناسبت سے اس کا مزاج بھی بنایا گیا ہے تاکہ انسانی زندگی کے لیے اضطراری تابعدار موجود ہوں چاروں رکن کسی نوع میں بھی برابر نہیں رکھے گئے جس تناسب سے وہ ہیں اسی تناسب پر وہ تندرست رہ کر خدمات سرانجام دے سکتا ہے۔ شیر تیز گرم خشک آتش مزاج اور سرد گشس سرد خشک زمینی مزاج میں ہی تندرست رہ سکتا ہے۔ مرد کو گرم مزاج طاقت و ردیہ بنایا گیا ہے تاکہ گھر کے

بیرونی کام اور محنت و مشقت کر سکے اور عورت کو بلغمی مزاج بنا کر گھر کے انتظام اور بچوں کی پرورش پر مقرر کیا گیا ہے تاکہ باحوصلہ ہو اور اس کے بلغمی نرم وجود سے لطیف خون بن کر طفل لطیف کی خوراک کے کام آئے جو خوراک عرصہ تین سال تک جاری رہتی ہے۔

یہ غلطی عام طور پر مشہور ہے کہ بچہ کو خوراک خون حیض سے ملتی ہے یہ بالکل جہالت کی بات ہے خون حیض تو رحم کی صفائی کے لیے آتا ہے یہ گندہ خون طفل لطیف کی خوراک

کے قابل نہیں ہونا بلکہ عورت کے بلغمی وجود سے جو خون لطیف بنتا ہے وہیں سے پٹھے کی خوراک ملتی ہے اسی لیے جوں جوں حمل کی مدت گزرے گی تو عورت کمزور اور بد صورت ہوتی جائے گی اس لیے کہ پٹھے کی خوراک اس کے لطیف خون سے بنتی ہے البتہ حیض

کا کچھ دنوں کے لیے خون بند ہو جاتا ہے جو بوقت ولادت زیادہ خارج ہوتا ہے اور نفاس کھاتا ہے دوسری یہ بات بھی بہت مشہور ہے کہ عورتوں میں شہوت زیادہ ہوتی ہے یہ بھی سراسر غلط ہے۔ چونکہ ہر مادہ بلغمی مزاج ہوتی ہے اس لیے لازماً اس میں شہوت کم ہونی چاہیے۔ خصوصاً پردہ دار عورتوں میں تو بہت ہی کم ہوتی ہے۔

مردوں میں شہوت یکجا ہوتی ہے اور عورتوں میں تمام جسم میں منتشر ہوتی ہے کیونکہ عورتوں سے خوبصورتی مطلوب ہوتی ہے اور خوبصورتی کا انحصار جسم کی بناوٹ اور چستی پر ہے اور جسم کی بناوٹ کی چستی شہوانی مادہ پر منحصر ہے۔

عورتوں کی منی رقیق ہوتی ہے جو کئی شہوت کی دلیل ہے اس کے علاوہ عورتوں کو احتلام بھی شاذ ہی ہوتا ہے حیوانات میں دیکھا جاسکتا ہے کہ باوجود شرم و حیا اور عقل و خرد نہ ہونے کے مادہ نر کے آگے آگے بھاگتی پھرتی ہے اور نفرت کرتی ہے اور نر اس کے پیچھے پیچھے مارا مارا پھرتا ہے۔ عاشق مرد مجنون بن جاتے ہیں لیکن کوئی عورت مجنون نہیں ہوتی۔ شریعت نے بھی مردوں کو بیک وقت چار نکاح کی اجازت دیا ہے۔ دیکھنے میں آیا ہے کہ ہر عورت شادی سے پہلے اور بیوہ ہونے کے بعد تندرست رہتی ہے لیکن جب

تک گزستی ہوتی ہے بالعموم بیمار رہتی ہے اس کے برعکس مرد شادی سے پہلے اور بیوی کے بغیر اکثر بیمار رہتا ہے اور گزستی زندگی میں تندرست رہتا ہے۔

مردوں کے لیے ناف سے زانو تک پردہ ہے کیونکہ مرد کی شہوت اسی حصہ میں مرکوز ہے اور عورت کے تمام بدن میں منتشر ہے اس لیے تمام بدن کا پردہ اس پر فرض ہے ظاہر ہے کہ کوئی پراگندہ چیز طاقت کا اظہار نہیں کر سکتی۔

عورتوں کو پردہ کا حکم اس بنا پر نہیں ہے کہ ان میں شہوت زیادہ ہوتی ہے بلکہ عقل ایک نور ہے جو صرف انسان کو ہی دیا گیا ہے اور اسی انعام ربانی کی وجہ سے اس کو اشرف المخلوقات کا لقب ملا ہے اور جس قدر کسی فرد کو یہ نور فطرتاً ملا ہے اسی قدر وہ اشرف ہے اسی نور کی روشنی کا نام حیا ہے جو انسانی فطرت ہے انسان کو جس قدر کسی عضو کو برہنہ کرنے سے حیا آتا ہے اتنا ہی اس عضو کا پردہ فرض کیا گیا ہے یہی وجہ ہے کہ حیوانوں اور بچوں کیلئے کوئی پردہ نہیں کیونکہ ان میں حیا کا احساس نہیں ہے عورتوں کو ہر حصہ جسم کے برہنہ کرنے سے حیا آتی ہے لہذا ان کو تمام جسم کا پردہ لازم کیا گیا ہے۔ یہ انسان کی عزت افزائی ہے کوئی جبر نہیں ہے جن اعضاء کو برہنہ کرنے سے حیا آتی ہے وہ برہنہ ہونے سے سہمت پڑ جاتے ہیں جس سے روح کمزور ہو جاتی ہے ان کو برہنہ کرنے سے منع کیا گیا ہے تاکہ ہر وقت جسم چست اور خوش رہے اس سے حکم خداوندی کی تعمیل کا اجر علیحدہ ملتا ہے اور پردہ کے فوائد سے مستفید ہونے کا انگ موقع ملتا ہے۔ یہ قانون فطرت کا دوہرا فائدہ ہے۔

پہرے سے پردہ میں عورت کی خوبصورتی اور نزاکت اخیر عمر تک قائم رہتی ہے اس میں وفا داری اور فرمانبرداری مرکوز ہو جاتی ہے کسی شخص کو باپردہ گھر میں جانے کی جرات نہیں ہوتی خانگی حالات سے کوئی شخص بھی واقف نہیں ہو سکتا۔ اگر میاں بیوی میں کسی بات سے رنجش بھی پیدا ہو جائے تو عورت گھر چھوڑ کر نہیں جا سکتی وہ اپنے داروں کی ماتحتی کی

خوگر ہوتی ہے اس لیے کسی بد معاش کی چھڑی چھڑی باتوں میں آنے سے وہ محفوظ رہتی ہے
 اگر عورت کو خود مختار کر دیا جائے تو شاید نکاح کرنے کے لیے اسے کوئی مرد بھی آسانی سے
 پسند نہ آتا۔ عورت اگر روزی کمانا جاتی ہو تو بالعموم نکاح سے نفرت کرنے لگتی ہے۔ یہی
 وجہ ہے کہ وارث ہی اس کا نکاح کرتے ہیں اگر مرد عورت کے مزاج میں اختلاف نہ ہوتا
 تو دنیا کی آبادی قطعاً ممکن نہ ہوتی۔ چنانچہ مزاج بھی چار ہی ہیں۔ گرم سرد تر اور خشک۔ ان
 کو مرکب کرنے سے گرم تر۔ سرد تر۔ گرم خشک۔ سرد خشک ہی چار بنتے ہیں ان میں سب سے
 افضل مزاج گرم تر ہے۔ گرمی ہر چیز کو طاقت دیتی ہے اور سردی منجمد کر کے طاقت ختم
 کر دیتی ہے۔ خشکی ہر چیز کو مضبوط کرتی ہے اور تری ہر چیز کو ڈھیللا اور کمزور کر دیتی ہے۔

(۳) اخلاط

بھضم اول۔ مزہ میں لقمہ چبانے سے شروع ہو کر معدہ اور انتوں میں ختم ہوتا ہے اسی
 بھضم سے صحت کی ابتداء ہوتی ہے اور اسی سے بیماری کا آغاز ہوتا ہے۔ خوراک زود بھضم
 ہونی چاہیے۔ ہر چیز جس کو باریک پیا جائے وہ قابض ہو جاتی ہے اور جس کو موٹا پیا
 جائے وہ زود بھضم اور قبض کشا ہو جاتی ہے اور سہل اشیاء کا معاملہ اس کے برعکس ہے
 روٹی کے لیے آٹا موٹا بلا چھانے ہر نا چاہیے جس میں نمک ملا کر خمیر کیا ہوا ہو ویسی آگ پر
 خوب اچھی طرح پکایا جائے اور پھر خوب چبا چا کر کھایا جائے تاکہ لعاب دہن سے رقیق
 کچھڑی سہا بن جائے۔ کیونکہ انسانی غدودوں کا پانی ہی بھضم میں مدد کرتا ہے جس قدر زیادہ
 غدودوں کا پانی غذا میں ملے گا اسی قدر بھضم اچھا ہو گا۔ نیز چبانے والوں کا کام ہے معدہ کا
 نہیں اگر لقمہ چبانے میں دانتوں سے اچھی طرح کام نہ لیا جائے تو معدہ تو دانتوں کا کام کر
 نہیں سکتا لہذا بجائے خون کے بلغم پیدا ہوگی اور معدہ کی بلغم مرض دوڑا پیدا کرتی ہے یعنی
 لقمہ اگر پورا چبایا نہ جائے تو دماغ میں چکر پیدا ہوتے ہیں۔ جب غذا معدہ میں پہنچتی ہے تو

پر مدہ صفاق جو چربی دار جھلی ہے اور جو معدہ پر محیط ہے اس میں غدودیں بہت ہوتی ہیں وہ غدودیں غذا میں پانی ڈالتی ہیں۔ منہ اور جھلی کی غدودوں کا پانی ۲۴ گھنٹے میں تقریباً سوا سیر ہوتا ہے اگر منہ کی غدودوں کا پانی مطلوب مقدار سے کم ہو تو ہضم کے نقص کی سوزش مطلق میں ہوتی ہے گویا پانی طلب کرتی ہیں۔ اس صورت میں گڑا کھانا چاہیے تاکہ پانی کی مقدار پوری ہو جائے اگر جھلی کے پانی کی مقدار کم ہو تو سوہ ہضم کے ڈکار آتے ہیں۔ اس صورت میں نمک کھانا چاہیے۔ اگر ہضم معدہ میں نقص رطوبت کی زیادتی سے ہو تو نزلہ پیدا ہوگا اور اگر یہ سست کی زیادتی سے نقص ہضم ہو تو زکام پیدا ہوگا پر مدہ صفاق کی چربی معدہ کی گرمی کو محفوظ رکھتی ہے معدہ اور آنتوں کی حرکت دوری دے ٹانگ کیڑے یا سنڈی کی چال، غذا کو ہضم کر کے غلیظ کشکاب بناتی ہے جس کو کیلوس کہتے ہیں یہ کام ختم ہونے تک معدہ پر بھاری اور سانس تنگ ہوتا ہے جب کشکاب بن کر معدہ کی غذا آنتوں میں تقسیم ہو جاتی ہے تو معدہ کا بھاری پن رفع ہو جاتا ہے۔

اب ماسا ریفیکا کا کام شروع ہوتا ہے۔ ماسا ریفیکا معدہ اور آنتوں میں چھوڑ گئی ہیں جو کیلوس سے رقیق اور صاف حصہ پُچھان کر جگر میں پہنچا دیتی ہیں اور جگر میں اس کا نام کیلوس ہے اب ہضم اولیٰ کا کام ختم ہو جاتا ہے۔ اور ہضم اولیٰ کا فضلہ رووہ امور میں جمع ہو کر براستہ امعاء مستقیم خارج ہوتا ہے چونکہ ہضم اولیٰ میں کیلوس تیار ہوتا ہے اور کیلوس کو منضج کی ضرورت نہیں ہوتی اس لیے ناف سے سر تک جو امراض پیدا ہوتے ہیں ان میں منضجات یعنی جو شانہ خیسانہ کی ضرورت نہیں ہوتی صرف تقویات معدہ و امعاء اور رفع قبض کی ضرورت ہوتی ہے لہذا اس حصہ جسم میں جس عضو میں تکلیف ہو اسی عضو کی نسبتی ادویہ تقویت اور ازالہ قبض کی ضرورت ہوتی ہے۔

ہضم دوم : کیلوس جگر کی رگوں میں منضج پاکر ہمزنگ جگر سرخ ہو جاتا ہے کیونکہ طبیعت اور اعضا کو سرخ رنگ فطر تاً پسند ہے اور مفرح ہے ہضم اولیٰ کا فضلہ گوہر ہے

اور مضموم دوم کا فضلہ پیشاب ہے جو جگر سے ٹپک کر گردہ میں گرتا ہے اور گردے اس کو سرد کر کے مثانہ میں ڈالتے ہیں جہاں وہ جمع ہوتا ہے اور پُر ہونے پر نکال دیا جاتا ہے۔ اسی وجہ سے پیشاب کی سوزش گردہ کی گرمی کی علامت ہے۔

خون تیار شدہ کو دل تک پہنچانا بھی جگر کا ہی کام ہے وہاں وہ گرم اور صاف ہو کر بذریعہ شراہین تمام جسم میں تقسیم ہوتا ہے اور کیموس کا جو حصہ خام رہ جاتا ہے وہی بلغم ہے جو بعض اعصاب کی خوراک بھی ہے مثلاً دماغ کی اور بعض سخت اعضا کو ڈھیللا کر نایانگ راستوں میں سے خوراک کو گزرنے کی آسانی پیدا کرتا ہے یعنی خون خام کا نام ہی بلغم ہے جو فاقہ کے وقت غذا کا کام بھی دیتی ہے اسی لیے رمضان شریف صحت کا سرچشمہ ہے جس میں ساری فالتو بلغم اور فاضل رطوبات جسم کی خوراک بن جاتی ہیں اور جسم صحت مند ہو جاتا ہے لہذا ان تمام امراض میں منضج لازمی امر ہے جو جگر سے تعلق رکھتی ہیں اور ہر مرض جو ذات سے نچلے حصہ جسم میں ہو مثلاً وجع المفاصل نقرس یا تمام بدن میں ہو مثلاً تپ وغیرہ سب کا جگر سے تعلق ہوتا ہے چونکہ جگر میں اخلاط پیدا ہوتی ہیں اور اخلاط سے ہی یہ امراض مذکورہ پیدا ہوتی ہیں۔ لہذا پہلے منضج دے کر مواد پکایا جائے اور جب مکمل پک جائے تو تنقیہ کر دیا جائے۔

منضج میں کیموس میں بولحت اور تیزی پیدا ہوتی ہے اسی کا نام صفائے گمہ کا رنگ درد اور مزہ کرنا ہوتا ہے یہ بھی اعضا کی غذا بنتا ہے مثلاً ریہ وغیرہ۔ اور رگوں کے تنگ راستوں میں سے خون کو رقیق کر کے گزارنے کے کام بھی آتا ہے اور چونکہ جانا ہے وہ پتے میں جو جگر کے نچلے حصہ کے پاس ہے وہاں جمع رہتا ہے اور جو حصہ کیموس کا زیادہ گاڑھا یعنی تلھٹ ہو جاتا ہے وہ سودا کہلاتا ہے اس کا رنگ سیاہی نما اس کی لذت زرخش اور اس کا مقام تلی ہے۔ یہ خون کو گاڑھا بنا کر گوشت بنانے اور بعض اعضا کی غذا کے کام آتا ہے۔ مثلاً ہڈی اور اعصاب۔ صفرا معدہ اور امعا کو

پہلے صاف کرتا ہے پھر سوداگر کر جھوک لگاتا ہے یہ تینوں اخلاط خون کی خادم اور خون میں مخلوط رہ کر جسم کی پرورش کرتی ہیں اور یہی طبعی اخلاط ہیں۔ امراض خلطی خصوصاً تپ ہر قسم کے اسی ہضم دوم میں نقص سے پیدا ہوتے ہیں یعنی ناف سے اوپر کے حصہ جسم میں جو امراض پیدا ہوتے ہیں وہ ہضم اول کے نقص سے اور ناف سے نچلے حصے اور جوڑوں اور تمام جسم میں جو امراض ہوتے ہیں وہ ہضم دوم کے نقص سے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ تمام مشینری قدرت کی اضطراری تابعدار ہے جب بلا شعور و اولادہ کے اپنا کام اپنے اپنے وقت پر کرتی ہے۔ چابی قدرت کے ہاتھ میں ہے صحت بیماری موت کسی کام میں ایک سیکنڈ بھی پس و پیش نہیں ہو سکتا۔ سبحان اللہ والحمد للہ واللہ اکبر۔

ہضم سوئم؛ دل سے صاف اور گرم شدہ خون مع اپنے خادموں کے رگوں میں دورہ کرنے کا نام ہضم سوئم ہے لیکن موٹی رگوں سے گزر کر خون کا دورہ باریک رگوں کی معرفت گوشت تک پہنچانا مطلوب ہوتا ہے اس دورہ میں خون شریانوں کی معرفت تمام جسم میں دورہ کرتا ہوا عروق شعریہ میں سے گزر کر جو نہایت باریک جسم کے انتہا میں دریدوں کے سروں سے ملتی ہیں ہوتا ہوا۔ دریدوں میں آجاتا ہے اور پھیپھڑوں کے راستے بذریعہ دیدہ شریانی دل میں پہنچتا ہے اور وہاں تازہ خون کے ساتھ مل کر پھر صاف گرم ہو کر دورہ میں شامل رہتا ہے اس کا فضلہ رٹیٹھ غلفہ وغیرہ ہیں۔ یہ فضلہ ہضم سوئم ہے جو حکما رتیقتدین نے لکھا ہے لیکن میں کہتا ہوں کہ فضلہ ہضم سوئم تو غدودوں کی خوراک بن جاتا ہے

فالحقیقت رٹیٹھ غلفہ و گوبر فضلہ ہضم اول ہیں اور پیشاب فضلہ دوم ہے۔ اس ہضم کے نقص سے درم و نبل اور سرطان وغیرہ پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج بھی نضج کے لیے ملٹس اور تنقیہ کے لیے چیر کر صاف کرنا ہے اور کوئی آسان راستہ تنقیہ کے لیے نہیں ہے خون باقی تینوں اخلاط کا نصف ہے۔ یہی افضل ہے اور پرورش بدن بھی اسی پر

مخبر ہے۔

ہضم چہارم، وہی خون جو عروق شعریہ کی معرفت جسم کو سیراب کر رہا ہوتا ہے اس کو مادہ سودا اپنی ترشی سے جما کر گوشت بنا دیتا ہے اور جو تحلیل میل وغیرہ دورہ میں پیدا ہوتی ہے وہ فضلہ میل پسینہ چڑے کے مسامات کے ذریعہ باہر نکل جاتا ہے اس ہضم کے نقص سے ثورات پھوٹے۔ پھنسیاں، تورکی، چچک، خصرہ، کاٹرا وغیرہ پیدا ہوتے ہیں علاج مالش گرم ٹکورا اور غسل گرم وغیرہ ہے۔ ظاہر بدن سے بھی قریب اور آسان راستہ تنقیہ کا ہے۔ ان ہر چہار ہضم کی مثال بعینہ نہری کاشتکاری کی سی ہے جگر معدہ بر فانی پہاڑ ہیں جن سے پانی دریا یعنی خون دل میں آتا ہے وہاں سے شریانون یعنی نروں میں جاتا ہے اور نالیوں اور کھالوں کے ذریعے زمین کے قطعوں میں پہنچ کر جذب ہوتا اور کھیتی پیدا کرتا ہے۔ یہ تمام محکمہ ہضم کا ہے جس کا افسر طبیعت ہے جو قدرت کا اضطراری تابعدار ہے اور بے شعور کام کرتا ہے۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔

اخلاط کے قدرتی اوزان:

ہر انسان کے جسم کا ۱۲ حصہ چاروں اخلاط ہیں مثلاً جس آدمی کا وزن ۷۲ سیر ہے اس میں اخلاط ۶ سیر ہوتے ہیں اور جملہ اخلاط میں نصف خون ہوتا ہے یعنی ۶ سیر اخلاط میں خون ۳ سیر ہوتا ہے اور بلغم ۶ سیر کا تیسرا حصہ ہوتی ہے یعنی بلغم ۲ سیر ہوتی۔ اور صفرا چھ سیر کا آٹھواں حصہ یعنی صفرا ۳ پاؤ ہوا اور سودا ۶ سیر کا چوبیسواں حصہ ہوتا ہے یعنی وہ ایک پاؤ ہوا۔

اخلاط غیر طبعی:

کسی خلط میں رطوبت کا پیدا ہو جانا یا کسی اندرونی یا بیرونی گرمی سے جل کر گاڑھا ہو جانے کا نام اس کا غیر طبعی ہونا ہے کیونکہ وہ طبیعت کے استعمال کے قابل نہیں رہتی لیکن رطوبت پیدا ہونے کی بجز نزلہ کے اور کوئی وجہ نہیں۔ اگر ہضم اول کے نقص سے نزلہ پیدا ہوا ہے تو ظاہر میں خارج ہوتا نظر آتا ہے اگر یہی نقص دوسرے کسی ہضم میں

ہوجیں گے باہر نکلنے کے لیے کوئی راستہ نہیں تو یہی خلط غیر طبعی ہوتی ہے۔
خلط غیر طبعی کی تشریح:

ہضم میں نقص پیدا ہو جانا ایک طبعی امر ہے چونکہ تمام بدن میں غذائی کام کرنے والی قوتیں چار ہیں (۱) قوت ہاضمہ، جو غذا کو ہضم کر کے تمام بدن میں پہنچاتی ہے اور (۲) قوت ماسکہ، جو غذا کو اس وقت تک روکے رکھتی ہے جب تک قوت ہاضمہ اپنا کام پورا نہیں کر لیتی اور (۳) قوت جاذبہ، جو غذا کو جذب کر کے ہر عضو میں پہنچاتی ہے تاکہ وہ اسے اپنی خوراک بنالے۔ اور (۴) قوت دافعہ، جو فضلات ہضم کو باہر نکال دیتی ہے۔ گویا آخری تین قوتیں قوت ہاضمہ کی خادم ہیں چونکہ قوت جاذبہ کا جذب کرنا ہی کام ہے جو زیادہ طاقت کا کام نہیں ہے اس لیے قوت جاذبہ بہت کم کمزور ہوتی ہے۔ اسی طرح قوت ماسکہ کا کام بھی آسان ہے یہ بھی کمزور بہت ہی کم ہوتی ہے لیکن قوت ہاضمہ اور قوت دافعہ کا کام بہت طاقت کا کام ہے اس لیے ان میں نقص عام ہوتا رہتا ہے جو عضو اپنی غذا کو مکمل ہضم نہیں کر سکتا اور اس میں گرمی یا رطوبت یا یبوست بڑھ جاتی ہے وہی غذا غیر ہضم کی نلی رطوبت یا خلط غیر طبعی ہے اب اس عضو بیمار کی تکلیف تمام بدن کی تکلیف کا باعث ہوتی ہے مثلاً سپر کے تین حصے ہیں مقدم حصہ، وسطی حصہ، اور مؤخر حصہ، اگر مقدم حصہ میں نزلہ پیدا ہوا ہے تو وہ ناک کے راستے باہر آئے گا جس کا نام ذکام ہے اگر وسطی حصہ میں نزلہ رہے تو سینہ پر گرے گا جس کا نام نزلہ ہے اگر مؤخر حصہ میں نزلہ پیدا ہوا ہے تو گردن کے پٹھے ماؤف ہوں گے اگر نصف بدن میں نزلہ پیدا ہوا ہے تو فالج ہوگا اگر تمام بدن میں نزلہ پیدا ہوا تو خدر ہوگا۔ اسی طرح جب کسی وجہ سے کمزوری اعصاب پیدا ہو تو مقدم دماغ کا نزلہ موتیا بند پیدا کرتا ہے گویا مینائی کے عصبہ مجوفہ کی قوت دافعہ کمزور ہو چکی ہے اور عصبہ ڈھیللا پڑ گیا ہے جو فضلات کو دفع نہیں کر سکتا لہذا عصبہ مجوفہ میں رطوبت متکون ہو جانے سے موتیا ہو جائے گا۔ اگر وسط دماغ میں نزلہ شروع ہونے سے عصبات

کی قوتِ دافعہ کمزور ہو کر وہ ڈھیلے پڑ جائیں تو سوراخِ کان بند ہو جاتے ہیں اور انسان بہرا ہو جاتا ہے یا نزلہ دانتوں پر گرے تو دانت جاتے رہتے ہیں۔ یا اگر وسط دماغ کا نزلہ پھینچوں پر گرنا شروع ہو جائے تو دم پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ غرض جس عضو کی قوتِ دافعہ کمزور ہوگی وہاں مرض کا حملہ لازمی امر ہے۔ قوتِ دافعہ دماغی نسوار کے استعمال سے کمزور نہیں ہوتی لیکن اگر اس کا استعمال چھوڑ دے گا تو نہ آنکھ رہے گی۔ نہ دانت نہ کان اگر تمام عمر نسوار لیتا رہے تو نظر دانت کان میں کوئی نقص پیدا نہ ہوگا اسی طرح دائیں پہلو پر سونے سے قوتِ دافعہ کو طاقت آتی ہے۔ غرض قوتِ دافعہ قوی ہوتی ہے تو کوئی مرض نزدیک نہیں آتا اور اگر کمزور ہے تو تمام امراض اسی کے لیے ہیں اس لیے قوتِ دافعہ کو طاقت در رکھنے کی کوشش کرنا صحت کے لیے بہت ضروری ہے۔

اخلاط کا استعمال:

۳ بجے صبح سے ۹ بجے صبح تک خون کے ابھار کا وقت ہوتا ہے اسی وقت کے اندر اندر پاخانہ کرنے کی عادت ڈالیں تو قبض پیدا ہی نہ ہوگی اور ہر مرض کی پیدائش رک جائے گی۔ یہ ایک خاص بھرب نکتہ ہے۔ اگر اس وقت میں پاخانہ کی عادت نہ ڈالی جائے تو دائمی قبض اور ہر مرض کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ خصوصاً بوا سیر اور بخیران وغیرہ ان اوقات میں خانگی کام اور فعلی عبادات خوب زور و شور سے کریں تاکہ دورہ خون تیز ہو جائے پھر ۹ بجے دن سے ۳ بجے بعد دوپہر تک سفر کے ابھار کا وقت ہوتا ہے اس وقت سایہ میں یا گھر میں آرام کریں۔ ۳ بجے بعد دوپہر سے ۹ بجے رات تک سودا کے ابھار کا وقت ہے آبادی کے جنوب کی طرف سیر و تفریح کریں لیکن ورزش نہ کریں۔ ۹ بجے رات سے ۳ بجے صبح تک بلغم کے ابھار کا وقت ہے خوب سوئیں تاکہ بلغم کا زائد حصہ بھی خون بن جائے اور یہی اخلاط کی فطرت ہے۔ وہی کام کر دو جو کسی خلط کی فطرت کے مطابق ہے۔ اخلاط غیر لمبی سے جو بیماریاں پیدا ہوں ان میں نفع

صحت و تندرستی کیلئے خاص بھرب نکتہ

۳ بجے صبح سے ۹ بجے صبح تک خون کے ابھار کا وقت ہے اس وقت میں پاخانہ کی عادت نہ ڈالی جائے تو دائمی قبض اور ہر مرض کے لیے تیار رہنا ہوگا۔ خصوصاً بوا سیر اور بخیران وغیرہ ان اوقات میں خانگی کام اور فعلی عبادات خوب زور و شور سے کریں تاکہ دورہ خون تیز ہو جائے پھر ۹ بجے دن سے ۳ بجے بعد دوپہر تک سفر کے ابھار کا وقت ہوتا ہے اس وقت سایہ میں یا گھر میں آرام کریں۔ ۳ بجے بعد دوپہر سے ۹ بجے رات تک سودا کے ابھار کا وقت ہے آبادی کے جنوب کی طرف سیر و تفریح کریں لیکن ورزش نہ کریں۔ ۹ بجے رات سے ۳ بجے صبح تک بلغم کے ابھار کا وقت ہے خوب سوئیں تاکہ بلغم کا زائد حصہ بھی خون بن جائے اور یہی اخلاط کی فطرت ہے۔ وہی کام کر دو جو کسی خلط کی فطرت کے مطابق ہے۔ اخلاط غیر لمبی سے جو بیماریاں پیدا ہوں ان میں نفع

کرنا نہایت ضروری ہے۔ اگرچہ وہ ادویات جو قوت ہاضمہ کو تقویت دیں رفتہ رفتہ نفع
 کر دیتی ہیں لیکن جو شانڈوں سے نفع کر کے تنقیہ کر دینے سے مرض کی سیخ کنی ہو جاتی ہے
 اور جو شانڈوں کا علاج ہر ملک ہر موسم ہر شخص ہر مرض میں مفید اور جلد نفع دینے والا اور کم
 خرچ بالائین ہے۔ ادویات کے چار درجہ ہیں۔ اول درجہ کی ادویہ مزاج میں کوئی تبدیلی
 پیدا نہیں کرتیں نفع کرتی ہیں۔ یہ خوراک میں داخل ہیں۔ درجہ دوم معتدل درجہ ہے۔ نفع
 کے لیے یہی مخصوص ہے دھیمی آگ پر کھانا لذیذ تیار ہوتا ہے۔ درجہ سوم تیز ہونے کی وجہ سے
 گرم اور محرق ہے اور سرد درجہ تو متحجر اخلاط ہے یہ درجہ امراض سوء مزاج یعنی ارکان کی کمی
 بیشی سے جن میں مادہ نہیں استعمال ہو سکتی ہیں اور درجہ چہارم زہریلا ہے قابل استعمال
 نہیں ہے۔ البتہ مرض کمنہ دیرینہ ہو صحت سے دور جا چکی ہوں کشتہ یا مدبر کر کے دی جا
 سکتی ہیں اگرچہ کامیابی نہ ہو۔ سونے کے آداب یہ ہیں کہ پشت پر چت سونے سے
 دماغی امراض پیدا ہوتے ہیں اور اگر نزلہ بھی ہو تو پھیپھڑوں کے امراض پیدا ہو جاتے اور ہلک
 اور ندمن ہوتے ہیں۔ کبھی سوتے وقت منہ نہ ڈھانکو۔ موسم سرما میں جرابیں گرم پہنیں اگر نزلہ
 ہو یا نزلے کا خطرہ ہو تو سر پر کافوں سمیت کپڑا پیٹ دو یا ٹوپی پہن لو جو نزلہ کو بند کر دے گا
 اور پاؤں کو سرد کر دو یہ دستور ہر مریض پر برتو اگر مادہ مرض اوپر والے حصہ میں ہے تو مریض
 کی پائنتی ایک فٹ اونچی کر دیں تاکہ بخارات پاؤں کے راستے نکل جائیں۔ جس دوا کا
 اثر دماغ کو پہنچانا ہو تو سر ہانہ ایک فٹ بلند کر دو۔ صحت کی حالت میں بھی مختلف غذائیں
 نہ کھاؤ ایک ہی کھاؤ خوراک پہلا حصہ بھوک کا کھاؤ یعنی سوتے وقت کے کھانے میں اگر
 تین روٹی سے پیٹ بھرتا ہے تو دو روٹی کھاؤ۔ دن کی خوراک کے بعد دائیں پہلو پر
 نصف گھنٹہ لیٹے رہو لیکن سونا نہیں چاہیے جو نزلہ پیدا کرتا ہے رات کی خوراک کے
 بعد ۵۰۰ قدم چلو پھر در شکم پر ہونے پر سونا بہرا پن پیدا کرتا ہے۔

سونے کی عیادت
 ہیلولہ کے آداب

قبض کے علامات :

مریض کو پاخانہ آیا ہو محسوس ہوتا ہے مگر آتا نہیں اگر کچھ اُسے بھی تو پھس پھس کرتا ہو جس سے طبیعت خوش نہ ہوگی حاجت باقی معلوم ہوگی قبض والا مریض ہمیشہ عصر سے عشاء تک تنگ رہتا ہے مگر ہر وقت حاجت رہے تو اعمارستقیم کا ضعف ہوتا ہے۔ نشان یہ ہوگا کہ چلتے پھرتے حاجت معلوم نہ ہوگی البتہ جب تک بیٹھا رہے گا حاجت زوروں پر ہوگی اور ہوا زیادہ خارج ہوگی خصوصاً سہینے کے بعد عشاء تک اور دونوں پاؤں پر بیٹھنے سے آرام ہو جاتا ہے پھر حاجت نہیں رہتی، البتہ پڑا رہنے سے پھر حاجت ہو جاتی ہے۔ پاخانہ کی جگہ میں خارش چمڑنے بھی ہوتے ہیں۔ طبعی پاخانہ وہ ہے جو رتے کی طرح اُسے اور نکل جائے طبیعت ہلکی ہو جائے اور مزید اُنے کا انتظار نہ رہے۔ خوراک کے ساتھ پانی سیر ہو کر پینے سے قبض نہیں رہتی پہلوئے چپ پر سونے سے بھی قبض نہیں رہتی اور پہلو راست پر سونا، ہضم کو قوی کرتا ہے۔

ان ہدایات پر عمل کرتے ہوئے بھی بیماری کا ہونا حیران کن نہیں۔ حقیقت میں ہضم اول ہی صحت کا ضامن ہے۔ باقی تینوں ہضم، ہضم اول کے تابع ہیں اگر ہضم اول میں نقص نہیں ہوا تو باقی تینوں ہضم بے نقص رہیں گے اور اگر ہضم اول میں نقص پیدا ہو گیا تو پھر باقی تینوں میں درستی ممکن نہیں ہے کیونکہ زیادہ اور زوردار کام تو ہضم اول کا ہی ہے اور طبیب بھی ذہنی قابل ہو سکتا ہے جو ہر مرض کے لیے جو شانڈہ یا غیسانڈہ نفع مادہ کے لیے خود تجویز کر سکے اور اپنے نسخہ میں ہضم اول کا خاص خیال رکھے۔

نفع کے لیے سرد امراض میں گرم پانی درجہ اور گرم امراض میں سرد پانی درجہ پلانے سے ہی نفع ہو سکتا ہے جو ایک ایک دو دو گھونٹ کر کے پلانا چاہیے۔ دوائیں نلا کر جو شانڈہ یا غیسانڈہ بنانے سے نفع کی طاقت پانی میں بڑھ جاتی ہے ورنہ صرف پانی سے بھی ہر مرض کا علاج ہو سکتا ہے خصوصاً تپ و ق کے لیے اچھا پانی ایک علاج

کرنا طبیب قابل ہے

مغید ہے۔ اگر نسیانہ کا پانی گرم کر کے یا جو شاذہ کا پانی سرد کر کے پلایا جائے تو نقصان کرتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ پانی گرم یا سرد پلانا ہی اصل اصول ہے۔ اس کے علاوہ اگر نزلہ سرسام کھانسی و مہ جریان سیلان رحم یعنی جن کا مادہ رقیق ہو چکا ہے اگر مریض کو سر کے بل پاؤں اوپر کی طرف کر کے کسی دیوار کے مہارے کھڑا کر دیں اور یہ مشق ہر روز پانچ منٹ سے ۱۵ منٹ تک جاری رکھیں تو ہر مرض سے مکمل صحت ہو جائے گی۔

اگر مرض کا مادہ غلیظ ہو تو اس کا پاؤں پر کھڑا رہنا مفید ہے اور اگر لیٹنا ہو تو سر ہلانے کو ایک فٹ اونچا رکھنے سے بہت جلد صحت ہو جائے گی اسی طرح ریح کو پاؤں کی طرف سے نکال دینے کا قانون بھی یاد رکھیں۔ اس طرح ہم بلادوا علاج کر سکتے ہیں۔ زیادہ کی معمولی مدد لینے سے مکمل صحت ہو سکتی ہے غرض مادہ ہو یا ریح اس کا امالہ دوسری طرف کر دیں تاکہ وہ مادہ بیمار عضو پر نہ گر سکے درو والا پہلو نیچے کر دیں غشی ہو تو بائیں پہلو کو نیچے کر دیں فوراً درستی ہو جائے گی۔ اسی طرح قے اور ہچکی بھی دور ہو جائے گی۔ اگر سوتے وقت سر باندھی کو ۱۴ انچ اونچی رکھ کر سوئیں تو قبض کبھی نہ ہوگی۔

(۴) ارواح

جگر سے اخلاطِ خدائی انتظام کے تحت اپنی اپنی مقررہ مقدار میں بذریعہ ورید شریانی دل میں پہنچتی ہیں اور دل ان کو حرارتِ غریزی سے دھیمی سی گرمی پہنچاتا ہے اب جو لطیف بخارات ان اخلاط سے پیدا ہوتے ہیں ان کا نام ہی روح حیوانی ہے جو خون پر سوار شریانوں میں تمام جسم میں دوزہ کرتی رہتی ہے اور جس سے ہر عضو زندہ رہتا ہے بس روح حیوانی کا کام صرف جسم کو زندہ رکھنا ہے کوئی اور کام اس کا نہیں ہے گویا بجلی سے تمام گھر روشن ہے۔

اب جس حصہ روح نے دماغ کو زندہ کر دیا ہے اس جگہ اس روح کا نام

بلحاظ کام کے روح نفسانی ہے کیونکہ جو کام قدرت نے دینی اور دنیاوی نفس انسانی کے سپرد کر رکھے ہیں وہ سب اسی کے بل بوتے پر چلتے ہیں ٹپھوں کی معرفت ہر عضو اور ہر قوت سے عوارض حواس خمسہ ظاہری ہوں یا باطنی، نہایت تیزی اور پھرتی کے ساتھ کام لیا جاتا ہے اور ہر عضو اپنا اپنا مفوضہ کام خود بخود بجالاتا ہے۔

یہی روح جگہ کو بھی روشن کر رہا ہے اور اسے کلم کے قابل بنا رہا ہے یہاں اس کا نام روح طبعی ہے کیونکہ یہ اس طبیعت کو طاقت و راہ کام کے قابل بنا رہا ہے جو جسم کی محافظ ہے اور تمام کام جسمانی تو انائی غذائی اور روانی کا اس کے ہاتھ میں ہے اور دشمن مرض کا مقابلہ بھی اسی کے ذمے ہے۔ یہی روح حیوانی ہر مرض اور ہر تکلیف کا مقابلہ کرتی ہے اور اسی مقابلہ کا نام علاج ہے کسی اندرونی یا بیرونی تکلیف کو رفع کرنے کے لیے روح فوراً ماؤف جگہ پر مع خون پہنچتی ہے تاکہ ماؤف جگہ کو گرم کرنے و درد کو دور کرنے ٹکور بھی اسی کام سے ماخوذ ہے چنانچہ ضرب خوردہ جگہ بوجہ اجتماع خون نیلی پڑ جاتی ہے۔ اور اندرونی اعضا میں امتلا ہو جاتا ہے۔ امتلا مادہ کا ہو یا ریاح کا اور م پیدا کرتا ہے جس کا علاج ٹکور گرم ہے مع ماؤف کے افعال میں نقص یا تعطل آ جاتا ہے جس کا نام مرض ہے روحی کمزوری کا علاج جو شانہ دار چینی ہے جو تھوڑا تھوڑا دیا جائے یا لونگ جدوار کچھ دم وزن پیس کر برابر کھانڈ ملا کر ایک ماشہ دینا نہایت مقوی روح ہے اور روحانی ضعف کو دور کرتا ہے۔

روحی کمزوری کا علاج

ارواح بھی چار ہیں تین طبعی ارواح کی تشریح کھدی ہے اور چوتھا روح امر الہی ہے جس کی حقیقت خدا ہی جانتا ہے اور یہی روح سب سے افضل ہے۔

(۵) اعضا

اعضاء کی عام تشریحی ان کی تعداد ان کا رنگ شکل بناوٹ اور مقام وغیرہ کا بیان

تفصیح اوقات ہے اگر اس کی ضرورت ہو تو کتاب تشریح کبیر یا کسی اور موزوں کتاب میں دیکھا جاسکتا ہے۔ یہاں صرف اسی قدر ضرورت ہے جو علاج میں مدد دے سکے۔

قدرتِ کاملہ نے جس کام کے لیے کسی عضو کو پیدا کیا ہے اس کو ہر وہ چیز جو اس کا کام کرنے کے لیے درکار ہے اسے نہیا بھی کر دی ہے اور جو جگہ اس کی حفاظت کے لیے موزوں ہے وہ بھی مقرر کر دی ہے مثلاً دماغ نازک کو دو پردوں اور سات سخت ہڈیوں کے درمیان رکھ کر سب سے اونچی جگہ دے دی ہے تاکہ تمام جسم سے کام لے سکے۔ ارواح کے بیان سے بھی ثابت ہو گیا ہے کہ اعضاء رئیسِ دل، دماغ اور جگر ہی ہیں انہی کی طاقت اور حکمِ الہی سے ہر ایک عضو اپنا اپنا کام کرتا ہے اگر ان میں سے کسی کا کام کسی وجہ سے رُک جائے تو موت واقع ہو جاتی ہے اس لیے ان اعضاء کی حفاظت صحت ہو یا بیماری ہر وقت ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ اگر ان میں طاقت ہو تو مرض میں ہر علاج فوری اثر کرتا ہے۔ دماغ کا آخری حصہ جو پشت کے بہروں کی سخت حفاظت میں ہے یعنی حرام مغز جو عصعص تک پہنچتا ہے اس کے قطع ہونے یا شدید ضرب سے بے کار ہونے پر فالج ہو کر فوراً موت واقع ہو جاتی ہے۔

حرام مغز میں سے ۸ جوڑے اعصاب ۴۴ دائیں اور ۴۴ بائیں طرف، گردن سے ۱۲ پشت سے، ۵ کمر سے ۵ چوک سے اور ایک عصعص سے کل ۳۱ جوڑے نکل کر تمام اعضاء سے احساس اور حرکت کا کام لیتے ہیں اگر اعصاب کی کمزوری کے لیے مالش کرنی ہو تو اسی حصہ کی مالش کافی ہے۔ معدہ اور پھیپھڑے کل جسم کے خادم ہیں ان کی حفاظت گویا اعضاءِ رئیسہ کی اور کل جسم کی حفاظت ہے۔ معدہ کے کام کی درستی سے اعضاءِ اعلیٰ کی درستی اور جگر کے کام کی درستی سے اعضاءِ اسفل کی درستی آسان ہو جاتی ہے۔ شریانیں دل سے نکلتی ہیں اور تمام جسم کو صاف شدہ خون کی غذا پہنچاتی ہیں۔ وریدیں جگر سے نکلتی ہیں اور مستعملہ خون عروقِ شعریہ سے لے کر جگر تک پہنچاتی ہیں اور جگر دل کو بھیج دیتا ہے

یہ تمام اعضاء اللہ تعالیٰ کے اضطراری تابعدار ہیں جو اپنا اپنا کام پورا کرتے ہیں انسان کا خود اپنے کسی عضو پر بھی کوئی اختیار نہیں ہے۔ افسوس ہے کہ انسان اپنے تھوڑے سے ناکمل اختیار پر بھروسہ کرتا ہوا خدا کی نافرمانی پر تیار ہو جاتا ہے اور نفسانی خواہشات کے فریب میں پھنس جاتا ہے جس پر قابو پانا اس کا یہ ذمہ تھا یہ خواہشات ہماری غلام بنائی گئی ہیں تاکہ ان سے اپنے کام لیے جائیں تاکہ الٹا ان کا غلام بن کر ان کو اپنا معبود بنالیں۔

معدہ جگر اور دل دماغ کے اعتدال سے تمام بدن تندرست رہتا ہے اور ان میں سے کسی کا اعتدال بگڑ جانے سے ہی تمام امراض پیدا ہوتے ہیں ان میں افضل ترین دل ہے۔ چنانچہ دل جگر اور دماغ تینوں اعضاء رُئیسیہ بلحاظ بقائے جسم ہیں اور بلحاظ بقائے نوع انہیں بھی اعضاء رُئیسیہ میں شامل ہیں کیونکہ ان کی ضرب سے ہی موت واقع ہو جاتی ہے نیز جب تک مادہ منویہ پیدا نہیں ہوتا انسان نابالغ ہوتا ہے، اس وقت دنیا میں اس کی کوئی وقعت یا رعب یا علم کی سمجھ نہیں ہوتی نہ ہی وہ دنیا کے احکام کا مکلف ہوتا ہے، البتہ جب مادہ منویہ پیدا ہوتا ہے، تو انسان نابالغ ہو جاتا ہے پھر وہ علم سمجھ رعب عقل اور مکلف احکام دین و دنیا ہو جاتا ہے صاف ظاہر ہے کہ ان تمام لوازمات کا منبع یہی مادہ ہوتا ہے جب اس کی پیدائش ۸۰ سال کی عمر پر ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہی باعزت انسان خاک میں مل جاتا ہے ناکسی کے دل میں اس کی وہ عزت رہ جاتی ہے اور نہ رعب اور دیدہ اس سے ثابت ہوا کہ یہی مادہ نیکی بدی تکبر غصہ لالچ اور تمام نیک و بد عادات کا منبع ہے اور یہ بھی اعضاء رُئیسیہ میں سے ہی ہے۔ البتہ تمام زندگی ساتھ نہ دینے کی وجہ سے عضو رُئیسیہ نہیں کہلاتا ہے۔ دل روح حیوانی کا منبع ہے ورم یا درد برداشت نہیں کرتا فوراً موت واقع ہو جاتی ہے جگر روح طبعی کا خزانہ ہے تمام جسم کا باورچی ہے اور دماغ روح نفسانی کا خزانہ ہے تمام ہی جسمانی حرکات کا ذمہ دار ہے۔ کوئی ضرب جو مغز تک جا پہنچے موت لے آتی ہے اور اگر دماغ کو سخت دھچکا لگنے سے مغز اپنی

جگہ سے ہل جائے تو آدمی بیہوش ہو جاتا ہے اگر کسی وقت ہوش آئے بھی تو شناخت مکمل طور پر زائل ہو جاتی ہے نظر بلا شناخت، آنکھیں پھری ہوئی، حواس گم اور گویائی ختم اس کا علاج یہ ہے کہ اسطو خود دوس کا سر پر منماد کرنے سے چند دنوں میں مغز اپنی مقرر جگہ پر صحیح بیٹھ جاتا ہے اور بیمار تندرست ہو جاتا ہے۔

(۶) قوی

حکما نے بے شمار قوتوں کا ذکر کیا ہے جو ان کی خود تجویز کردہ ہیں ان کی تفصیل بیان کرنا سردردی ہے۔ ضرورت ان قوتوں کے بیان کی ہے جن سے ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔ وہ حواسِ خمسہ ظاہری ہیں۔ دیکھنا، سنا، سونگھنا، چکھنا اور گرم سرد نرم سخت وغیرہ محسوس کرنا ہے یہ قوت تمام جسم کی کھال میں ہے۔ پھر ان کے علاوہ حواسِ خمسہ باطنی ہیں ان میں ایک حسِ مشترک ہے۔ یہ ظاہر کے حالات جو حواسِ خمسہ ظاہری سے حاصل ہوئے اندرونی قوتِ خیال کو دیتی ہے لہذا دونوں میں مشترک ہے۔ مقدم دماغ کے آخر میں ہے۔ ان دونوں قوتوں کا تعلق ظاہری صورتوں سے ہے جو نظر آ رہی ہیں۔ دہم اس کا تعلق صورِ حاصلہ کے معانی سے ہے مثلاً دوستی دشمنی وغیرہ جو چیزیں نظر نہیں آتیں اس کا مقام دماغ کا درمیانی حصہ ہے۔ حافظہ تمام حالات میں صور و معانی کا خزانہ ہے۔ مقامِ مؤخر دماغ ہے۔ متصرفہ جس کا تمام دماغ پر قبضہ ہے جس کو عقل و شعور کہہ سکتے ہیں یہ العلماء صرف انسان کو عنایت ہو رہے ہیں جس کی وجہ سے اسے اشرف المخلوقات کا لقب ملا ہے۔ ان دس حواسِ ظاہری و باطنی میں جو نقص آتا ہے وہ دماغی نقص سے آتا ہے یہ قوی عام حالات اور معلومات کے لیے ہیں۔

ان کے علاوہ غذائی قوی چار ہیں۔ ہاضمہ، مائیکہ، ہاڈیہ، دافعہ۔ ہاضمہ کی قوت غدودوں کی لعاب میں ہوتی ہے۔ ہر چیز جو غدودوں سے لعاب کی طرح لاتی ہے وہ

ہضم کو قوی کرتی ہے مثلاً ترش لذیذ لطیف چیزیں اور ہر لعاب دار یا مرطوب سرد چیز کو کمزور کرتی ہے۔ قوت ماسکہ۔ تمام جسم کے ٹھنوں میں موجود ہے۔ ہر مرطوب گرم لعاب دار ترش چیز قوت ماسکہ کو کمزور کرتی ہے اور ہر سرد خشک قابض چیز اسے طاقت دیتی ہے۔ قوت جاذبہ۔ ہر خوردار حصہ رگیں۔ معدہ امعاء میں ہے مگر مری اور ماسارینا میں زیادہ ہے۔ ہر لذیذ مرطوب چیز سے قوی ہوتی ہے اور خشک بے لذت چیزیں اس کے مخالف ہیں۔ قوت دافعہ۔ چمڑے اور امعاء میں خصوصاً مثانہ و امعاء ستیم میں بہت زیادہ ہے۔ ہر چیز مرطوب و جلیف مدد کرتی ہیں اور خشک قابض امعاء اس کے مخالف ہیں۔ اگر ہاضمہ کمزور ہو کر ماسکہ قوی ہو جائے تو دافعہ کمزور ہو جاتی ہے پس نزلہ ہو جائے گا اگر ماسکہ کمزور کر دی جائے تو جلاب آنے لگیں گے۔ اگر ماسکہ کو قوت دی جائے تو دست رک جائیں گے۔ اگر ہاضمہ اور دافعہ قوی کی جائیں تو نزلہ نہ رہے گا۔ بس ہضم اول کی درستی اور قبض نہ ہونے دینا صحت ہے اور ہر مرض کے علاج میں پہلے معدہ کی درستی اور قبض نہ ہونے دینا مرض کو ترقی سے روک دیتا ہے۔ حقیقت میں نفع مادہ سے یہی مراد ہے بشرطیکہ ہاضمہ اور دافعہ کی کمزوری کی وجہ معلوم کر کے جو شانہ تیار کیا جائے۔ بلحاظ پرورش بدنی کے قوت ہاضمہ سب سے افضل ہے۔

(۷) افعال

امور طبیعیہ کے چھ دیگر امور جب ایک دوسرے سے کام لیتے ہیں تو افعال ان قوتوں کا طبعی نتیجہ ہوتا ہے گویا قوتوں کے پیدا کرنے اور ان سے کام لینے کا ہی یہ سلسلہ ہے اور ان قوتوں کا نتیجہ ہی افعال ہیں۔ چونکہ نتیجہ کام سے جدا نہیں ہوا کرتا اس لیے افعال کو بھی امور طبیعیہ میں ہی شمار کر لیا گیا ہے کیونکہ یہ تمام سلسلہ وقوی افعال کے لیے ہی ہے۔ مصلح کو چاہیے کہ خود کرے کہ کون سا فعل ناقص یا معطل ہے اور کیوں ہے؟

کون ہی کمی یا زیادتی کام سے روک رہی ہے مثلاً مریض سرسام کسی شخص کو بھی پہچان نہیں سکتا تو گویا حس مشترک میں درم ہے اور ردی بخارات۔ معدہ کے سترے سے اٹھ رہے ہیں۔ اگر مریض پہچان سکتا ہے مگر صورت شناخت کردہ کے مفہوم و معانی تک نہیں پہنچ سکتا یعنی دوستی دشمنی رشتہ تعلق وغیرہ نہیں جانتا تو ثابت ہوا کہ قوت دہم میں درم ہے اگر عقل و شعور سمجھ سب ختم ہیں تو سمجھ لیں کہ قوت متفرقہ یعنی تمام دماغ متورم ہے اگر آنکھیں سرخ اور پھرائی ہوئی ہوں تو گویا دماغ مرچکا ہے۔ مریض سورج غروب ہونے پر مرجائے گا اگر آنکھیں صبح ہوں تو علاج ممکن ہے۔ سرسام کے بیمار کے سامنے کوئی شعلہ مثلاً دیا بتی یا آگ نہ آنے دیا جائے ورنہ فوراً دماغ ماؤف ہو کر مرضی لا علاج ہو جاتا ہے۔

اس کا علاج یہ ہے کہ پائنتی کو ایک فٹ اونچا کر دو۔ بخارات پاؤں کی طرف چلے جائیں گے اور معدے کا سدھ نکال دو۔ اب غذائی قوتوں کے مریض کو یسے شلگا کسی شخص کو قبض دائمی ہے تو ثابت ہوا کہ اس کی قوت ہضم کمزور ہے اور اس کی قوت ماسکہ قوی ہے۔ ہضم کو قوی کروا کر ہضم پہلے ہی قوی ہے تو پھر قوت ماسکہ کو معتدل کروا اس کے لیے قوائے اربعہ کا نسخہ بہترین ہے۔ یہ چاروں قوتوں میں سے جو تسی قوت بھی کمزور ہو اسی کو قوی کرتا ہے جن لوگوں کو جو شانندوں سے نفرت ہو ان کو کئی دن دینے سے نفع ہو جاتا ہے۔ اگر ادویہ کو قدر سے موٹا پیسے تو قبض کشائی کرتا ہے اور اگر باریک پیسے تو قبض کرتا ہے۔ غذا سے پہلے یا بعد ہر وقت سادہ پانی سے کھا سکتے ہیں۔ نسخہ درج ذیل ہے۔

ہوا الشافی

انار دانہ ۴ تولہ۔ سنڈھ ۶ ماشہ۔ زیرہ سفید ۶ ماشہ۔ زیرہ سیاہ ۶ تولہ۔ تربد ۶ تولہ۔ سماق کا پوست ۶ تولہ۔ ہلیہ زرد کا پوست ۶ تولہ۔ پوست بلیہ ۶ تولہ۔ نمک لاہوری ۶ تولہ۔ سفوف بنا لیں۔ خوراک ۶ ماشہ تا ۹ ماشہ سرد امراض میں گرم پانی سے

کل امراض کا واحد علاج

اور گرم امراض میں سرد پانی یا مناسب شربت سے دیں تو کل امراض کا واحد علاج ہے
ہاضمہ مشہتی معدہ اور امعاء کی تقویت کے لیے بہترین و مجرب ہے۔

خلا تعالیٰ نے کل کائنات کو طبعی طور پر تیار بنا کر انسان کو قوت ارادی و اختیاری
دے کر صرف ارادہ و عمل پر اختیار دیا ہے تاکہ وہ دنیا میں اپنا امتحان دے سکے مگر نتیجہ
پر کوئی اختیار نہیں دیا ہے اور ارادہ و عمل کو خدائی امداد ملتی ہے اگر وہ اس پاک انعام کو
اس کے حکم کے ماتحت استعمال کرے تو انعامِ اخروی کا بھی حق دار ہے اور اگر خلافِ حکم
عمل کرے تو سزائے اخروی کا مستوجب ہوتا ہے۔



تیری خوشی اور غم دونوں رضائے حق کے لیے ہونے چاہیے

عام طریق علاج و تشخیص کا قانون

— سر کا چھوٹنا اور سر کے بالوں کا دراز ہونا، سر دردی اور گردن اور کندھوں کے اعصاب کے درد کی علامت ہے۔

— سر کا چھوٹنا اور بال موٹے ہونا کم عقلی کی علامت ہے۔

— اگر پیدل چلنے سے بازوؤں میں درد یا ٹکان ہو تو پھیپھڑے کمزور ہیں منجھد بلغم سے پڑیں۔

— سر بڑا اور بال موٹے ہوں تو سر مضبوط اور ہڈی موٹی ہے۔

— بال صبورے یا سفید ہوں تو یلغنی مزاج ہے۔

— اگر حاملہ کو بچہ کا وزن ہلکا معلوم ہو تو لڑکا پیدا ہوگا۔ اگر اسے بوجھل محسوس ہو تو لڑکی پیدا ہوگی۔

— آنکھوں کا رنگ یا چھوٹا بڑا ہونا، دماغ کے رنگ اور چھوٹا بڑا ہونے کو ظاہر کرتا ہے۔

— آنکھوں کی سفیدی اور صفائی، دماغ کی صفائی پر گواہ ہے۔ اصول یہ ہے کہ جس طرز

کی آنکھیں ویسا ہی دماغ ہوگا آنکھیں متحیر ہوں تو دماغ بھی متحیر ہوگا۔ آنکھیں اندر

کھینچی ہوئی ہوں یعنی اندر دھنسی ہوئی ہوں تو یہ کمزوری دماغ کی علامت

ہے۔

آنکھوں کا باہر نکلا ہوا اور متحیر ہونا مرض مرگی کی علامت ہے۔
 — کان چھوٹے، عمر کم اور کم عقلی کی علامت ہے۔ آنکھوں کا کان کا ناک کا دریا کھینچی
 باریک نزلہ کی علامت ہے۔

— کپٹلیاں پکچی ہوئی ہوں تو کمزوری دماغ کی علامت ہے منہ سے پانی زیادہ آنا
 دانت نہ ہونے کی علامت ہے جیسے بچہ یا بوڑھا۔
 — دانت دکھائی دینے والے خوش طبعی کی دلیل ہے۔

— نٹھوں کی فراخی گرمی دماغ اور نزلہ زکام کی علامت ہے اور نٹھوں کی تنگی اس
 کے برعکس ہے۔ ناک کا چمڑا کھینچا ہوا ہو تو تلی بڑھی ہوئی ہوتی ہے۔

— نر خرہ بڑا اور باہر نکلا ہوا خرابی آواز کی علامت ہے اور نر خرہ نامعلوم ہونا
 خوش الحانی کی علامت ہے۔

— گردن چھوٹی گندھے اوپے سینہ تنگ دماغ ہونے کی علامت ہے پھیپھے
 کمزور ہیں

— چہرے کے سامنے کا کوئی حصہ کھیلی یا درد محسوس کرے تو یہ کھانسی اور نزلہ
 کی علامت ہے۔

— سینہ فراخ ہو تو دل اور پھیپھے طاقت ور ہے دلیر حوصلہ مند اور نڈر اور آواز دور ہے
 ہر شخص کی منہ کی برابر اس کا دل ہوتا ہے۔

— ہاتھوں کی انگلیاں دراز ہوں تو جگر بڑا ہوتا ہے انگلیاں چھوٹی ہوں تو جگر چھوٹا
 ہوتا ہے ناخنوں کا رنگ ڈھنگ پھلنا اور غیر سبجے کی حالت کے مطابق ہوتا
 ہے۔ ہاتھوں پاؤں کا جلنا یا گرم سرد ہونا جگر کا اسی حالت پر ہونا ظاہر کرتا ہے۔

— آنتوں کی گڑگڑاہٹ دروازوں کی تھکاوٹ بوجھ۔ دل بیزار ہونا اور بھوک
 کا نہ ہونا۔ یہ ریاچ البواسیر کی علامت ہے۔

- ٹانگوں میں تھکاوٹ بوجھلی اور چھین قبض اور سردی کی علامت ہے۔
- درد کمزوری کی کمزوری سے ہوتا ہے۔ درد کو لہا۔ عرق النساء کی علامت ہے اور پیشاب کی سوزش گردہ کی گرمی کی دلیل ہے۔
- درد گردہ کی ٹیس لائوں تک جاتی ہے۔ اگر پیڈوپری می خارش ہو تو سنگ گردہ کی علامت ہے۔

— ہاتھ پاؤں کا سرد یا گرم یا جلن محسوس کرنا معدہ کی طرف سے ہے یعنی یہ معدہ کی حالت ظاہر کرتا ہے اور ہاتھ پاؤں کے ناخن جگر کی حالت ظاہر کرتے ہیں۔ بائیں پاؤں کے انگوٹھا کی گانٹھ میں درد ہو تو وضع المفاصل نفرس ہو جانے کی دلیل ہے۔

— حکیم کو نبض دکھانے وقت شرمائیں نیچے کر لینا اگر مرد ہے تو مرضی جریان ہے اگر عورت ہے تو احتباس طمث ہے۔

— اگر عورت کی نبض نرم اور کمزور ہے تو کثرت طمث ہے۔

— اگر آنکھوں کے گرد حلقے سیاہی ناجمی ہیں تو سیلان الرحم ہے۔

— اگر سب طرح صحت ٹھیک ہے تو اولاد کی خواہش مند ہے۔

— سیلان الرحم میں دل زیادہ کمزور ہوتا ہے بہ نسبت جگر کے اور کثرت طمث میں اس کے برعکس ہوتا ہے۔

— اگر پاؤں پر درم ہے تو معدہ پر درم ہے۔ اگر منہ ہاتھ پاؤں پر درم ہے یا چہرہ بے رونق بھر بھرا پن پھیلا رنگ یا تپ کہتہ ہے تو تپ ثقہ ہے اور جگر نہایت کمزور ہے اگر تپ نہیں ہے تو سودا القینہ ہے۔

— اگر جسم کے کسی حصہ میں ٹیس دار درد ہے تو کوئی مھوڑا پیدا ہو رہا ہے۔

— اگر بخار کے کسی مریض کو مندرجہ ذیل نسخہ پلا دیا جائے تو اس کا بخار کسی

میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے
میں نے لکھا تھا کہ میں نے اپنے ہاں ایک اور کلمہ لکھا ہے

بہن:

- 1- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 2- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 3- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 4- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 5- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 6- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 7- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 8- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 9- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے
- 10- وہ ایک نیا کلمہ ہے جو کہ میں نے اپنے ہاں لکھا ہے

دکھانے کے لیے اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں جس سے نبض میں تبدیلی ہو جاتی ہے۔
 نبض ایسی نازک چیز ہے کہ تھوڑے سے رنج خوشی یا کسی اعراضِ نفسانی سے
 متغیر ہو جاتی ہے۔ فی زمانہ کسی حکیم کو نبض سے کچھ پتہ نہیں چلنا صرف رسمِ ادا کی جاتی ہے
 نبض کی شناخت بہت مشکل امر ہے یا یوں سمجھو کہ علمِ طب میں سب سے لائیکل مسئلہ
 نبض کا ہی ہے لیکن نبض باطن کا آئینہ ہے۔ روحِ حیوانی، روحِ نفسانی اور روحِ طبعی کی
 حالت بتاتی ہے۔ یا یوں کہو کہ دل و دماغ معدہ اور جگر کے حالات ظاہر کرتی ہے اس لیے
 ہضمِ اول اور ہضمِ دوم جو سب امراض کا منبع ہیں ان کا صحیح پتہ دیتی ہے اس لیے دائیں
 اور بائیں دونوں نبضوں کا دیکھنا ضروری ہے۔ تجربہ ظاہر کرتا ہے کہ دونوں نبضوں میں اختلاف
 ہے۔ دونوں طرف کی نبض طاقت میں مساوی نہیں ہوتی۔ بس شاذ ہو سکتا ہے اور وہ
 بھی کسی تندرست کی۔ یاد رکھیے کہ قوتِ حیوانی کے لیے بائیں نبض معتبر ہوتی ہے اور قوتِ
 طبعی اور امتدادِ غیرہ اخلاطِ غیر طبعی معلوم کرنے کے لیے دائیں نبض زیادہ معتبر ہے۔

قدرتِ کاملہ نے زمینی کائنات کو ٹھوس وجود دیا ہے جن جانوروں کی خوراک
 کا انتظام پانی میں مقرر کر دیا ہے ان کو ہم آبی جانور کہتے ہیں جن کی خوراک کا انتظام ہوا میں ہے
 وہ ہوائی جانور کہلاتے ہیں۔ جو جانور زمین سے خوراک حاصل کرتے ہیں وہ زمین کے
 باشندے ہیں۔ گویا یہ نام بلحاظِ خوراک و پرورش ہیں اپنی جائے پرورش سے علیحدگی
 ان کی موت ہے۔

اس کائنات میں تین قطر پائے جاتے ہیں۔ یعنی لمبائی، چوڑائی اور موٹائی۔ یہ اقطار
 ثلاثہ نبض میں بھی موجود ہیں۔ لہذا انہی پر غور زیادہ ضروری ہے۔
 نبض کے حرکاتِ اصولی:

چونکہ ہر کام میں افراط و تفریط لازمی امر ہے اور افراط و تفریط کا اندازہ کرنا اعتدال
 کے معلوم ہونے پر منحصر ہے پس نبض طویل کا اعتدال تین انگشت ہے چونکہ جسم کے تین

حصے ہیں پہلا حصہ سرگردن تک دوسرا تنور بدن کمر تک اور تیسرا کمر سے پاؤں تک۔ لہذا یہ تین انگشت کا اعتدال تمام بدن کے اعتدال کے لیے دلیل ہے اگر انگشت اول جو انگوٹھے کے قریب ہے اس کی نبض کی حرکت زیادہ مزب لگاتی ہے یا کم ضرب لگاتی ہے تو مرض کا مبداء داغ ہے اگر دوسری انگلی کو ضرب کی کمی یا زیادتی محسوس ہوتی ہے تو مرض کا مبداء تنور بدن ہے اور اگر تیسری انگلی کے نیچے ضرب کی کمی یا زیادتی ہے تو مرض کا مبداء بدن کا نچلا حصہ ہے اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے اور تجربہ سے بھی یہی ثابت ہوا ہے کہ ناف سے اوپر کے حصہ بدن میں جو تکلیف ہو وہ نقصِ معدہ سے ہوگا اور اس میں نزلہ بھی ضرور شامل ہوگا اگرچہ بظاہر معلوم نہ ہو اور ناف سے نچلے حصہ بدن میں یا بیرون بدن یعنی ہضم اول سے جلد میں جو مرض نمودار ہوگا وہ نقصِ جگر یعنی ہضم دوم سے متعلق ہوگا۔ اب نبض کو چند سیکنڈ دیکھنے کے بعد انگلیوں سے دباؤ اور غور کرو۔ اگرچہ دبانے کے بعد نبض دب جائے گی مگر ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ نبض کا کون سا حصہ بالکل بند ہو گیا ہے یا تھوڑی حرکت کرتا ہے یا بدستور حرکت کرتا ہے یا سب کا سب بند ہے یا بدستور حرکت کرتا ہے۔ پھر ڈھیلا چھوڑ دو اور غور کرو چند سیکنڈ بعد پھر دباؤ جب تک تسلی نہ ہو اسی طرح دباؤ اور ڈھیلا کرو کا عمل جاری رکھو جو حصہ بند ہو جاتا ہے وہ بخالات ہیں اور جو بدستور حرکت کرتا ہے وہ مواد ہیں۔ مثلاً پہلی انگلی کے نیچے ضرب زیادہ ہے تو مرض کا مبداء سر ہوا اب دبانے سے دب گئی ہے تو معلوم ہوا کہ بخالات تھے اور سر میں بخالات کا اجتماع معدہ سے ہی ہو سکتا ہے یا جگر سے۔ اگر جگر سے ہوں تو سر کا دائیاں حصہ بوجھل ہوگا یا درد ہوگا۔ اگر معدہ کے ہوں تو تمام سراؤف ہوگا۔

اگر حرکت بدستور ہے تو داغ میں مواد ہیں۔ دونوں حالتوں میں سر دردی ضرور ہوگی اسی طرح بدن کے باقی دونوں حصوں کو بھی دیکھ سکتے ہو۔ یہ جو کچھ بیان ہوا یہ تقریباً ہے۔ اب رہا انفرادی جو تپ ظاہر کرتا ہے۔ معتدل نبض تین انگشت ہے جس کو تھرما میٹر

۹۷ اور ۹۸ درجہ تک ظاہر کرتا ہے اور مقلد گرمی کی دلیل ہے اگر نبض تین انگل سے زائد ہو یعنی چوتھی انگلی کو ضرب لگائے تو وہ پہلے درجہ کی گرمی ہے جو تھرمامیٹر میں ۱۰۰ درجہ کی گرمی یا تپ ہے۔ اگر چوتھی انگل سے زیادہ ہے تو یہ گرمی کا دوسرا درجہ ۱۰۲ کا ہے اگرچہ پانچویں انگل بھی ذہن میں آتی ہے تو یہ تیسرا درجہ ۱۰۶ کا ہے جو ۱۰ درجہ تک جاسکتا ہے مگر زندہ نہیں رہ سکتا ویسا ہی سانس بھی لمبا اور تیز ہوگا جیسی نبض ہے۔ پس مرض کے موافق درجہ کے دوا کا درجہ برعایت قبض کشا یا قابض یا مدر مقوی، مہضم دوا دینی چاہیے۔

اگر یہ نبض پانچ چھ انگل تک برابر چلتی ہے تو مادہ زور پر ہے۔ اگر آخری انگل پر ہے باقی نرم ہے یا غیر محسوس ہے تو طبیعت نہایت کمزور ہے قابل مقابلہ نہیں ہے۔

نبض قصیر:

جو نبض ایک انگلی آخری جو بازو کی طرف ہے اس کے نیچے ضرب لگاتی ہے یہ سردی کا تیسرا درجہ ہے جو تھرمامیٹر پر ۹۵ درجہ دکھاتا ہے۔ اگر ایک انگلی سے کچھ زیادہ ہاتھ کی طرف بڑھتی ہے تو سردی کا دوسرا درجہ ۹۶ کا ہے اگر دو انگلی ہے تو سردی کا پہلا درجہ ۹۷ کا ہے۔ پس مرض کے درجہ کے مطابق ہی دوا کا درجہ ہونا چاہیے۔ برعایت قبض مہضم وغیرہ پس جس طرح نبض قصیر ہے اسی طرح سانس بھی چھوٹا اور آہستہ اور تنگ ہوتا ہے کیونکہ سردی اور حیوانی کے مخالف ہے۔ چنانچہ نبض قصیر نبض طویل کے عین مخالف ہے۔

نبض عریض:

اگر نبض کی رگ اپنے جرم سے انگلی کو زیادہ چوڑائی معلوم ہو۔ سانس لمبا گہرا سونے ہوئے آدمی کی طرح ہو تو نیند زیادہ رطوبت زیادہ ہونے کی وجہ سے بلغم زیادہ ہوتی ہے۔

نبض ضعیف:

جو نبض نہایت باریک دھاگے کی طرح ہو یہ علامت پیوست ہے سانس جلدی جلدی خشکی زیادہ۔ نیند نہیں ہوتی۔ نبض ضعیف نبض عریض کے عین مخالف ہے۔

نبض مشرف:

یہ نبض گویا جلد کے اوپر ہے بلکہ نظر اور حرکت سے دکھائی دیتی ہے۔ سانس گہرا اور غنودگی۔ اگر نبض پُر ہے گویا رِط کی عکس پانی سے بھری ہوئی ہے تو طبع گرم شدہ ہے پس دبا کر دیکھو اگر بند ہو جائے تو نبض خالی ہے بخالاتِ ذخانیہ سے پُر ہے۔

نبض منخفض:

جو نہایت پست ہو گویا گوشت کے نیچے حرکت کر رہی ہے اس لیے باریک ہے اسی طرح سانس پست غیر معلوم ہے یہ سوداوی مزاج کی علامت ہے۔

یہ حرکاتِ امولی ہیں جو نبضِ بینی اور مزاجِ شنائی کے لیے کافی ہو سکتے ہیں لیکن جب تک نبض کے حرکاتِ اوصافی معلوم نہ ہوں مایب، ماہر نبض نہیں ہو سکتا۔

نبض کے حرکاتِ اوصافی

نبض قوی: اس نبض کی ضرب گویا انگلی کو اوپر اٹھاتی ہے اگر دبانے سے بھی بدستور ہے تو قوتِ روح حیوانی کی دلیل ہے اور مبارک ہے۔

نبض ضعیف:

یہ نبض نا طاقت ہوتی ہے۔ کمزور، دبانے سے بالکل بند ہو جاتا ہے روح حیوانی کی کمی اور کمزوری کی علامت ہے۔ اگر مفرحات سے بھی قوت نہ آئے تو پھر موت ہی مرین کا انجام ہوتا ہے۔

نبض سزلیع:

جو جلد جلد چلے جیسے آدمی دوڑ رہا ہوتا ہے یہ دل کی خشکی کی علامت ہے۔

نبضِ لطیف:

سست نبض ہے حرکت آہستہ اور ضرب بھی کمزور، رفتار بھی سست، غمناکی اور دل کی کمزوری کی دلیل ہے۔

نبضِ صلبِ ممتد:

جیسے لوہے کی تار انگلی کے نیچے ہے اعضا اصلی یعنی ہڈیاں اور اعضاءِ رئیسیہ کی خشکی کی علامت ہے یہی نبض مدقوق کی بھی ہوتی ہے۔ اگر مدتِ ندرست ہے تو اسے جریان ہے اگر عورت ہے تو اسے احتباسِ طمث ہے اگر ممتد نہیں صرف کمزور ہے تو پھر اسے اختتام ہے۔

نبضِ لین:

جس کی ضرب انگلیوں کو ریشم کے دھاگے پر رکھا ہوا محسوس کرے۔ رطوبتِ اصلی اور حرارتِ عزیزبزی اور اعضاءِ رئیسیہ کی سلامتی کی دلیل ہے۔ بچوں کی یہی نبض ہوتی ہے۔

نبضِ متواتر:

پے درپے اور امید سے پہلے ضرب لگانا تھوڑا وقفہ کرنا جیسے گرمی میں پنکھا جلد جلد چلایا جاتا ہے۔ یہ نبض گرمی خشکی خشکی اور کمزوری روح کی علامت ہے مفرجات تر سے علاج کریں۔

نبضِ گرم:

نبض کے جرمِ رگ کی گرمی باقی بدن سے زیادہ ہونا یہ تپ کی علامت ہے

نبضِ سرد:

جرمِ رگ کا باقی بدن سے سرد ہونا یہ طبیعت کی سردی کو ظاہر کرتا ہے۔

نبضِ متلی:

یہ نبض عریض اور بھری ہوئی ہوتی ہے، گویا بڑک پانی سے بھری ہوئی نلکی پر

انگلیاں رکھی ہوئی ہیں یعنی جنس نبض میں عرض ہے اور جتنا عرض زیادہ ہوگا اتنا ہی امتلا یعنی بوجھ بھی زیادہ ہوگا۔ اور امتلا معلوم کرنے کے لیے دائیں نبض زیادہ مقبر ہے اور نچلے حصہ بدن کے لیے مٹھا۔ اس لیے مقوی جگر اور مددراشیاء استعمال کریں۔
نبضِ خالی:

جو بالکل خالی نلکی کی طرح ہو اور دبانے سے بدستور رہے مگر کمزور ہو جائے اگر دائیں نبض ہے تو سوہ مزاج سادہ جگر ہے اور بائیں نبض ہے تو سوہ مزاج سادہ دل ہے دونوں میں خلو ہے تو سوہ مزاج معدہ ہے اگر آدھی تندرست ہے تو امتلا نہیں استفرغ بکباب نہ دو۔
مرکب نبضیں:

اگرچہ مرکب نبضوں کی ضرورت کم ہی ہوتی ہے مگر علیٰ حیثیت سے بتانا ضروری ہے۔
نبضِ عظیم:

مشرف کو عظیم کہتے ہیں طبیعت گرم تر، مادہ خون، گہرا سانس، نینو دگی۔ لیکن کبھی یہ نبض محض بخارات سے بھی پر ہوتی ہے جیسے ربڑ کی نالی میں ہوا بھری ہوئی ہو۔ یہ بخارات دغانی ہوتے ہیں یعنی جو بخارات کسی مادہ کے جلنے سے پیدا ہوتے ہیں جس کو عرف عام میں بادی کہتے ہیں۔ یہ نبض دبانے سے بند ہو جاتی ہے۔
نبضِ صغیر:

قصیر ضیق۔ منخفض طبیعت سرد خشک، مادہ سوہ سانس لپست، سوزش زیادہ عموماً یہ نبض تپ چڑھنے سے پہلے اس لیے ہو جاتی ہے کہ تپ کے بخارات روح کو دبا لیتے ہیں۔

نبضِ طویل، ضیق:

گرم خشک مادہ صفر کے لیے ہے۔ خشکی سانس جلدی جلدی۔

نبض عریض، قصیر:

طبیعت سرد تر، مادہ بلغم، سانس پست، غنزدگی بیدار
نبض طویل، عریض:

مکرب مادہ صفراء، و بلغم، سانس جلدی بھوک بند۔

نبض منشاری:

جو آری کے دندانوں کی طرح انگلی کو ٹکراتی ہے یعنی کہیں سے ضرب قوی کہیں سے نرم۔ مختلف الاجزاء یہ ورم حجاب و غشا کی نبض ہے جب کہ پردوں اور غشاؤں میں مواد جمع ہو کر ورم اور درد پیدا ہو جائے۔
نبض موجی:

منشاری لین کو موجی کہتے ہیں۔ یعنی دریا کی رفتار کی طرح کہیں موج اٹھتی ہے اور کہیں صاف چال ہے۔
نبض دوری:

اگر منشاری صغیر ہو تو اس کو دوری کہتے ہیں یعنی چنے کی فصل میں جو کیڑا بنام سنڈی ہوتا ہے اس کی چال کی طرح۔ یعنی سمٹ کر پھر پھیل کر چلنا۔
نبض غلی:

اگر منشاری صغیر متواتر ضعیف ہو تو غلی کہتے ہیں یعنی چوینٹی کی رفتار۔ یہ علامت موت ہے سانس یتنے وقت اُخ اُخ کی آواز آتی ہے۔

تجربات

① ناف سے اوپر کے جسم سر تک کے امراض کی تشخیص کے لیے بائیں نبض زیادہ معتبر ہوتی ہے اور ان امراض میں نزلہ ضرور ہوتا ہے اس کے لیے مقوی معدہ اور قبض کشا

ادویہ ضرور استعمال کریں۔ ان سب امراض میں معدہ کا حصہ ضرور شامل ہوتا ہے ناف سے نچلے حصہ جسم پاؤں تک کے امراض کی تشخیص کے لیے دائیں نبض زیادہ معتبر ہے اور ان میں سہ اور مواد سوداوی ضرور ہوتے ہیں مقوی جگر اور مددات ادویہ استعمال کریں ان سب امراض میں جگر کا حصہ ضرور شامل ہوتا ہے۔

② تشخیص کے لیے یہ ضرور غور کریں کہ کس عضو کے افعال معطل ہیں بس اسی میں مادہ مرض موجود ہوگا۔ اس مادہ کو اس عضو سے نکال دو جس مناسب طریقہ سے چاہو بہتر ہے کہ قریب راستہ سے نکالو مثلاً معدہ سے بذریعہ جلاب، جگر سے بذریعہ اوراز سینہ سے بذریعہ تے، جلد کے نیچے سے بذریعہ پسینہ، دماغ سے بذریعہ چھینک، پس یہ عضو معہ اپنے قرب و جوار کے صاف ہو جائیں گے۔ اگر مادے خام ہوں تو بھی عضو کے مقویات سے نفع کر دو۔ جریان اختتام سیان وغیرہ میں مادہ پتلا بوجہ رطوبت ہوتا ہے لہذا دودھ کا استعمال بند کر دینا چاہیے۔

③ جو بخار خون کی خرابی سے پیدا ہوا ہو گا وہ سر سے شروع ہوا کرتا ہے کیونکہ خون دل سے نکل کر پہلے دماغ میں جاتا ہے اور صفر سے پیدا ہونے والا بخار کمر سے شروع ہوتا ہے کیونکہ پتہ جو محل صفر ہے وہ کمر کے قریب ہے اور بلغمی بخار پیٹ سے شروع ہوتے ہیں کیونکہ بلغم سودہ مضم معدہ سے پیدا ہوتی ہے اور سٹواوی بخار ہڈیوں سے شروع ہوتا ہے کیونکہ سودا ہڈیوں کی خوراک ہے باری بخار میں پہلے ہڈیاں ہی ٹوٹتی شروع ہوتی ہیں۔

④ اگر بیمار کو شربت مناسب ہو تو گرم بیماری میں سرد پانی میں پورا میٹھا کر کے پلائیں اور سرد بیماری میں ۳ تولہ بلا پانی پلاؤ یا تھوڑا سا گرم پانی ملا لو۔ اگر مرض مرکب ہو یا نزلہ بھی ہو تو گرم پانی میں ہی دور شربت اس وقت دینا مناسب ہے جب بیمار نہایت کمزور ہو خوراک نہ کھاتا ہو یا نفع ہو چکا ہو یا بوجہ قلیل

مادہ ہونے کے نفع کی ضرورت نہ ہو کیونکہ شربت میں چینی زیادہ ہوتی ہے جو غذا کا کام دے سکتی ہے اور قلیل مادہ کا نفع بھی ہو جاتا ہے البتہ مکمل نفع نہیں کر سکتا لہذا شربت سود مزاج سازج میں ہی بہتر ہے۔ البتہ اگر نفع مکمل کے لیے مناسب جوشاندہ یا خیساندہ کا شربت تیار کیا جائے تو خیساندہ سفراوی پتوں میں سرد پانی میں خیساندہ کا کام دے سکتا ہے اور بلغمی یا مرکب پتوں میں گرم پانی میں یا بلا پانی دو چھ جوشاندہ کا کام دے سکتا ہے اور جوشاندہ خیساندہ سے نفع تک حکیم کی موجودگی ضروری ہے شربت میں نہیں، یہ خوبی اور کسی دوا میں نہیں ہے۔

زبان کی شناخت کا قانون :

- زبان عموماً معدہ اور دماغ کا پتہ دیتی ہے یعنی زبان کے کنارے تو دماغ کی حالت اور وسط زبان جو حلق کے سامنے ہے۔ معدہ کی حالت ظاہر کرتی ہے۔
- اگر زبان کے کناروں پر سفید براق میل ہو تو دماغ میں نزلہ ہے۔
- اگر کنارے زخمی یا چھلے پڑے ہوں تو دماغ میں صفرا ہے۔
- اگر زبان کا وسط جو دماغ معدہ پر دلالت کرتا ہے اس پر زردی اور خشکی کے کانٹے ہوں تو معدہ میں صفرا ہے۔
- اگر زبان پر میل جما ہوا ہو تو تپ ہے۔
- اگر میل سفید ہے تو بلغمی تپ ہے۔
- اگر زرد ہے تو صفراوی تپ ہے۔
- اگر سیاہی مائل ہے تو سوداوی تپ ہے۔
- اگر تپ میں زبان سیاہ یا زرد کانٹے دار کھردری اور خشک ہے اور ہنٹوں پر خشک سکڑی ہے تو احتراقی مادہ ہے۔
- اگر صرف ہنٹوں پر سکڑی اور زبان پر بھورے رنگ کی میل ہے اور موٹی تہہ

تجی ہوئی ہے تو تور کی ہے جس تپ میں ہونٹوں پر سکڑی ہو دل میں خشکی ہو بیمار خاموش رہنا چاہے رکزور اور سست ناطاقت ہو تپ لات کو تیز اور دن کو نرم ہوتا ہو قارورہ منبانی رنگ ہو بھوک بند ہو یہ سب علامات تور کی کے ہیں جب کہ تور کی نکلنے میں ابھی دیر ہو اگر قریب ہو یا شروع ہو تو بھورے رنگ کی میل ہی ہوگی۔ یہ یاد رکھو کہ اگر بیمار کو دست آ رہے ہوں تو پھر زبان صاف ہوگی۔ تور کی کے باقی علامات پر غور کرو۔ تور کی تپ میں دستوں کا اتنا بڑی علامت ہے تور کی نکل نہیں سکتی اور بیمار تباہ ہو جاتا ہے۔ مرض کی یہ صورت لا دوا کبھی جاتی ہے اس لیے عرق پودینہ اور عرق سونف پلاؤ فوراً آرام ہو گا اور دست بند ہو کر تور کی نکل آئے گی۔ زبان تر اور بھورے رنگ کی میل ہو تو بدہضمی اور قبض کی علامت ہے۔

— اگر زبان خشک ہو تو قوت حیوانی کمزور ہے۔
 — اگر زبان منہ سے باہر نہ نکل سکے تو دماغ مغلل اور ضعیف ہے اور جو اس درست نہیں ہیں۔

— اگر زبان چوڑی اور کانپتی ہو تو شراب پینے سے بیمار ہوا ہے۔
 — اگر زبان کا تمام گوشت بے رونق سفیدی مائل گویا خون نہیں ہے تو کمی خون پرانا بخار اور ضعف جگر بوجہ رطوبت ہے۔
 — اگر زبان صاف اور سرخ اور تر مثل مکڑا گوشت کے ہے اور ساتھ ہی تپ ہے تو معدہ میں بوجہ رطوبت دم ہونے والا ہے یا دم ہے اور تپ کا مادہ گرم رطوبت ہے۔

— اگر زبان خشک اور سرخ ہے تو بخار اور دم ہے۔
 — اگر زبان بچھی ہوئی ہو تو سدہ امدار ہے۔
 غرض جس رنگ کا مادہ ہوتا ہے اسی رنگ کی زبان ہوتی ہے مادہ اگر رقیق ہے

تو زبان کارنگ بھی رقیق ہوگا یعنی نحیف ہوگا اگر مادہ غلیظ ہو تو زبان پر بھی غلیظتہ ہوگی مثلاً تورکی میں اگر مادہ جل رہا ہے تو زبان خشک سیاہ اور ہونٹوں پر خشک سگری ہوگی جیسا کہ تورکی میں بیان کیا گیا ہے کیونکہ تورکی کا مادہ غلیظ غیر محمل ہوتا ہے اسی لیے اس کا باہر نکالنا بہت ضروری ہے زبان معدہ کا حصہ ہے اسے دیکھنے سے گویا معدہ دیکھ لیا ہے۔

نزہ صفراوی میں ناک میں سوزش ہوتی ہے اس کا عمدہ علاج خشخاش ۶ ماشہ مغز بادام مقشر ۶ عدد و مرچ سیاہ ۶ عدد، گھوٹ کر شیریں کر کے پیئیں۔ ایک دو دفعہ میں ہی آرام ہوگا بشرطیکہ تپ نہ ہو۔ اگر تپ ہوگا تو اس گھوٹا سے سرسام ہو جائے گا۔

اگر مادہ جلا ہوا ہے اور زبان سیاہ ہو چکی ہے تو لا علاج ہے لیکن جلے ہوئے مادہ کو درست کرنا ہو تو بلغم پیدا کر کے کیا جاتا ہے یعنی سرد دواؤں میں بہیدانہ شامل کریں یا صرف لعاب بہیدانہ پلائیں۔ صرف سرد ادویہ کام نہیں کر سکتیں۔ اگر بیرونی سردی لگنے سے تپ ہوا ہو تو زبان صاف اور سرخ ہوگی۔ اس کا علاج شربت بغشہ ہے۔

مرکب بخاروں کی تشخیص و تفہیم کا قانون:

اگر جسم میں اخلاط طی صلی ہیں مگر ان کے دورے کے اوقات سورج اور زمینی زردش کے لحاظ سے انگ انگ ہوتے ہیں۔ صبح دورہ خون کا وقت ہوتا ہے سفر اول دوپہر کو، سووا شام کو اور بلغم رات کو دورہ کرتی ہے۔ پس بلغم اور صفرا کا ملنا محال ہے اول توان کی تاثیریں ایک دوسرے کے مخالف ہیں۔ اگر یہ دونوں ملیں تو ایک کی تاثیر دوسرے کو فنا کر دیتی ہے۔ لہذا تپ پیدا نہیں ہو سکتا۔ دوسرے یہ کہ صفرا کا دورہ ختم ہونے پر آگے دورہ سووا کا وقت ہے۔ چامیہ، تو یہ تھا کہ صفرا کا دورہ ۱۲ گھنٹے پر پہنچتا بلکہ

چار بجے ہی ختم ہو جاتا حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ بلغم اور صفرا جمع نہیں ہو سکتے بلکہ جن اخلاط کے دورے کا وقت باہمی ملتا ہے بس وہی مل سکتے ہیں کیونکہ ان کی باہم مجالست ہے۔ ان اخلاط میں ایک کا مزاج یا کیفیت دوسرے کی کیفیت یا مزاج سے ملتی ہے مثلاً خون کا مزاج صفرا کے مزاج سے ملتا ہے لیکن کیفیت مختلف ہے اور صفرا کی کیفیت مختلف ہے۔ بلغم کی کیفیت خون کی کیفیت سے ملتی ہے لیکن مزاج مختلف ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ بلغم اور صفرا جمع نہیں ہو سکتے بلکہ بلغم اور صفرا کے ملنے کا مطلب خلط بلغم مراد نہیں بلکہ رطوبت مراد ہے یہ اخلاط تو جسم کی پرورش کرتی ہیں۔ البتہ جب ان میں رطوبت پیدا ہو کر ان کو غیر طبعی کر دیتی ہے تو وہ باعث مرض ہو جاتی ہیں لہذا سودا میں رطوبت پیدا ہو کر صفرا میں ملنے سے تپ ہو جاتا ہے اسی طرح سودا بلغم سے اور بلغم خون سے اور خون صفرا سے ملتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ خریف میں تپ ملیریا پیدا ہوتا ہے کیونکہ خریف میں خون کم پیدا ہوتا ہے اور سودا زیادہ، تو منضج بلغم فائدہ نہیں کرتے۔ منضج سودا فائدہ کرتے ہیں۔

اس بحث ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ زردوں کے تغیرات سے جو ہر قسمی بخار یا ملیریا یا بخار پیدا ہوتے ہیں ان کا قانون یہ ہے کہ جس مادہ کی پیدائش کا وقت ہے اس کی رطوبت اپنی ہمایہ سے لاغیر طبعی بنا کر تپ پیدا کرتی ہے۔

مثلاً ۲۳ جنوری سے ۲۲ اپریل تک موسم بہار ہے یہ خون کی پیدائش کا وقت ہے۔ خون کی رطوبت اگر کسی ہمایہ خلط میں مل جائے گی تو تپ مرکب پیدا ہوگا کیونکہ رطوبت اسی خلط میں پیدا ہو سکتی ہے جس کی پیدائش کا وقت سے تو ہی ارادہ ہے کچھ نقص ہو جانے سے رطوبت پیدا ہو جاتی ہے۔ پھر اگر خون کی رطوبت کسی اور خلط میں شامل نہ ہو کہ نہی نفسہ منفرد سے تو تپ مفرد دوسری پیدا ہوگا۔ اگر وہ بلغم یا صفرا میں

شامل ہوگی تب تب مرکب پیدا ہوگا باقی اخلاط کا بھی اسی پرتیاس کر لیں موسم بہار میں خسرو چچک کا کڑا موتی جھرہ کی بیماریاں پیدا ہوں گی ان کے لیے شربت عناب اور دیگر معفی خون ادویہ کارآمد ہوں گی۔

۲۲۔ اپریل سے ۲۲ جولائی تک موسم گرم ہے۔ یہ سفر کی پیدائش کا وقت ہے صفرا کی رطوبت اگر سودا یا خون میں مل جائے گا تودہ تب محرقہ موتی جھرہ، غب دائرہ پیدا کرے گی شربت نیوفرا اور آلو بخلا وغیرہ بہتر کام دیں گے۔

۲۳۔ جولائی سے ۲۲ اکتوبر تک موسم خریف ہے یہ مادہ سودا کی پیدائش کا وقت ہے۔ اس کی رطوبت بلغم یا صفرا میں مل کر طبر پائی بخار پیدا کرے گی تو نیوفرا پر سیادشاں عناب خطمی گلو پانی میں جھگو کر صبح دسام پلانا مفید ہوگا اگر سرد رونہ ہو تو خوب کلا شمتہ ۲ ماشہ بھی اس کے ساتھ ملا دیں۔

دیگر نسخہ۔ سوٹھا ایک ماشہ کٹنیز ۵ ماشہ گرمی تیز ہو تو خیا اندہ بنا کر دیں سردی یا کم گرمی ہو تو جو شاندر بنا کر دیں۔

دیگر نسخہ۔ گلو تولہ۔ چارنہ تولہ۔ کاسنی تولہ۔ منقہ تولہ ۲ سیر پانی میں جوش دیں۔ چوتھائی رہنے پر خرداک ۳ تولہ دیتے رہیں۔ اس کے بعد گلو بسز ۶ ماشہ گلو خشک ۴ ماشہ مغز خیارین ۹ ماشہ پانی میں گھوٹ کر چینی ملا کر پلائیں۔ سب دواؤں کے وزن ایک خدک کے ہیں۔

۲۳۔ اکتوبر سے ۲۲ جنوری تک موسم سرد ہے بلغم کی پیدائش کا وقت ہے بلغم کی رطوبت خون یا سودا میں مل کر سرد امراض پیدا کرتی ہے۔ مثلاً نالج وغیرہ۔ چنانچہ تب مرکب کی شعیض کا آسان طریقہ یہ ہے کہ تب کا دورہ جس خلط کے وقت میں سے زیادہ وقت لیتا ہے بس اسی خلط کی رطوبت اس میں ملی ہوئی ہوتی ہے۔ یعنی جس خلط کا وقت زیادہ ہے اسی خلط کا علاج دیے گئے نقشہ کے مطابق مفرد

پتوں کی ادویات سے کریں اور کم وقت کی پرواہ نہ کریں۔
 مثلاً گیارہ بجے دن کے تپ چڑھتا ہے اور ۴ بجے بعد دوپہر ٹوٹتا ہے تو معلوم
 ہو کہ ۴ گھنٹے صفا کے وقت سے لیتا ہے اور ایک گھنٹہ سودا کے وقت سے تو آپ
 صفا ہی تپ مفرد کا نفع جو نقشہ میں درج ہے استعمال کریں۔
 مثلاً سب سے شام سے ۸ بجے رات تک تپ رہتا ہے تو سودا کا وقت زیادہ
 ہے لہذا مفرد سودا ہی کا نفع دیں۔

مثلاً ۱۰ بجے رات سے ۸ بجے صبح تک تپ کا وقت ہے تو بلغم اور خون کا
 وقت برابر سے تو رطوبت کا نفع ہے نفع ختم کریں۔
 مثلاً ۱۲ بجے دن سے ۱ بجے شام تک تپ کا وقت ہے تو صفا اور سودا کا
 وقت برابر ہے تو خشکی یا اسٹ تپ ہے لہذا رطوبت ادویہ جو منضج صفا ہوں پلائیں باقی
 سب امراض کا اسی پر قیاس کریں۔ بھنسل خدا کا میا بی ہوگی۔

یہ تمام بحث اخلاط غیر طبعی کی ہے لیکن اگر ہضم میں نقص ہے تو پھر اسی کو اولیت
 حاصل ہے کیونکہ اخلاط نوابی بعد کا کام ہے اگر ہضم اول میں نقص ہے تو معدہ گرم ہوگا اگر
 زیادہ نقص ہے تو اوپر کا تمام حصہ گرم ہوگا۔ جیسا کہ بچوں میں پایا جاتا ہے۔ اگر ہضم دوم میں
 نقص ہو تو جب تک جگر کو قوی نہ کیا جائے گا کامل صحت نہ ہوگی۔ یعنی ۵ دن سے جو
 بخار بڑھ جائے وہ جگر کے ہضم دوم سے پیدا ہوا ہے۔ اگر ہضم سوم میں نقص ہے تو وجود
 کام حصہ ٹوٹتا رہے گا لیکن تپ معلوم نہ ہوگا۔



گناہوں پر تلام ہونا ان کو مٹا دیتا ہے اور نیکیوں پر غرور ان کو برباد کر دیتا ہے

لا علاج امراض کی پیدائش اور علاج کا قانون

تپ دق۔ سل و جمع المفاصل، عورتوں کی دائمی سروروی رحل گر جانایا پیدا ہو کر مر جانا۔ اندھا۔ کانایا کسی عضو کا نامکمل پیدا ہونا یا زیادہ ہونا یا دماغ بیکار ہونا یا لڑکیاں ہی ہونا اگر لڑکا پیدا ہو تو مر جانا۔ یہ سب امراض رجمی ہوتے ہیں ان کا علاج بحالت حمل ہی ہو سکتا ہے۔ بعد پیدائش کوئی علاج ممکن نہیں۔ لیکن عورتیں حمل کی تکلیف کو کسی پر بھی ظاہر نہیں کرتیں حالانکہ حمل کی پرورش میں چھوٹے سے چھوٹا نقص بھی حاملہ کو تکلیف دیتا ہے اور عورتیں اس کو حمل کی وجہ سے سمجھتی ہیں۔ بچہ کی پرورش میں نقص نہیں جانتیں حالانکہ حمل کوئی تکلیف دہ چیز نہیں ہے البتہ پرورش میں نقص تکلیف دہ ہوتا ہے۔ ان سب امراض کا علاج یہ ہے کہ جو ان دلیسی اور مرتج سیاہ پیس کر ایک ماشرہ روزانہ پانی سے کھلائیں جب حمل کا یقین ہو جائے تو یہی سفوف چالیس دن تک کم از کم کھلائیں اگر پوری مدت حمل تک کھلائیں تو اولاد زریہ نہایت یقینی ہے۔ بچہ عقل کا پتلا ذہین اور لائق ہوگا ہر مرض تولید کا یہی ایک نسخہ شافی اور مجرب ہے۔

۱) لا علاج امراض

۱) جو تپ ۱۵ دن سے آگے بڑھ جائے اس میں جگر کی کمزوری لازمی امر ہے شربت بزوری دنیہ سے جگر کی طاقت بڑھاؤ یا قرص جگر دیں۔ جگر کی اصلاح پہلے ضروری ہے

(۲) نفعِ اخلاط کے بغیر ہر استفراغ دینا تپ کو دراز اور تپدق پیدا کرتا ہے کیوں کہ رقیق مادے خارج ہو جاتے ہیں اور غلیظ تحلیل نہیں ہوتے اگر دراز اپتہ چل جائے تو غلیظ مواد کو بذریعہ کبجہیں سادہ رقیق کریں۔

(۳) اگر نزولہ کی زیادتی سے تپ پیدا ہو اور نادانستہ طور پر مریض کا سنی کا جوش اندہ پی لے تاکہ پسینہ آکر تپ ٹوٹ جائے تو پسینہ تو ضرور آئے گا مگر غاب امکان ہے کہ تپدق ہو جائے گا جو عمر العلاج ہو گا البتہ اگر پسینہ آنے سے پہلے ہی پتہ چل جائے تو پسینہ روک دیا جائے۔ بس یہی اس کا علاج ہے۔

(۴) تپ میں بار بار پیشاب آنا یا پسینہ آنا یا روزانہ پسینہ آنا یا احتلام بار بار ہونا درازی تپ کا باعث ہو جاتا ہے۔ پہلے ان علامات کو روک دو پھر بعد میں علاج کرو اسی طرح اگر بد معنی کے دست ہوں تو پہلے معقم درست کرو ورنہ تپ نہ ٹوٹے گا۔

(۵) تور کی تپ (ٹائیفائیڈ) کی تشخیص نہ ہونے سے شربت بنفشہ یا شربت ثفادے دیا جائے تو تپ دراز ہو جائے گا اس کا مکمل بیان تپوں کی بحث میں کیا جا چکا ہے وہاں ملاحظہ کریں۔ نیز بیماری کے دورہ کے وقت ہرگز غذا نہ دیں بلکہ دوا بھی دورہ سے پہلے یا اخیر میں دیں اور جو امراض لازمی ہوتی ہیں ان میں بھی حسبِ مادہ مرض زور کرتی ہے جو پہچانا جاتا ہے۔ علاوہ تپوں کے سب امراض کے درازی یا عمر العلاج ہونے کے اسباب ہوتے ہیں۔ قدرتِ کاملہ نے جس جس عضو کو جو جو کام سہرا انجام دینے پر مقرر کر دیا ہے اگر وہی عضو بوجہ کمزوری کام کی تکمیل نہیں کر سکتا تو اسی کا نام مرضِ عمر العلاج ہے۔ اگر عضو معطل ہے تو خاتمہ قریب ہے اگر اس کے خادموں میں کمزوری ہے تو مرضِ عمر العلاج نہیں اگر خادوم معطل ہیں تو مرضِ عمر العلاج ہے مگر خاتمہ نہیں مثلاً معدہ خادومِ کلی سے۔ اگر اس کو آنا پڑا کیا جائے کہ حرکت دوری نہ کر سکے یا مختلف کھانوں سے ہر وقت پُر رکھا جائے تو قوتِ باظلمہ متخیر ہو کر کام بند کر دے گی تو قوتِ باظلمہ کی

ادد کے لیے طبیعت روح کو ابھارتی ہے تو بدن کا اوپر کا حصہ گرم ہو جاتا ہے اگر سبب زیادہ نہ ہو تو صرف شکم گرم ہوتا ہے یہ تپ نہیں ہوتا اس کا علاج صرف معدہ کی درستی ہے۔ معدہ کی خادم امعا ہیں جو کام میں تمام حالات میں مثل معدہ ہیں۔ اسی طرح جگر بذریعہ روح طبعی تمام جسم کی پرورش کا ذمہ دار ہے اور وریڈیں اس کی خادم ہیں جو تمام جسم میں خون پہنچاتی ہیں جگر کی کمزوری سے جو مرض پیدا ہو گا وہ عسر العلاج ہو گا جب تک جگر صحیح نہ ہو گا مرض رفع نہ ہو گا البتہ اگر وریڈوں میں مرض ہے تو علاج آسان ہے۔ دماغ کا کام تمام جسم میں حس و حرکت پیدا کرنا سوچا تدبیر خواہش اور شناخت پیدا کرنا ہے اور اعصاب اس کے خادم ہیں۔ اگر نفس دماغ ماؤف ہے تو عسر العلاج ہے اگر اعصاب ماؤف ہیں تو چنداں خطرناک نہیں البتہ ہر اعصابی مرض ۱۲۵ دن کے بعد علاج ہو جاتا ہے اسی طرح دل کا کام تمام جسم کے روگٹھے روگٹھے میں قوت حیوانی کو پہنچانا ہے اور شریانیں اس کی خادم ہیں اور پمپ پیڑ ہے بھی۔ دل کا نفع خطرناک ہے کیونکہ زندگی کا دار و مدار اس کی طاقت حرکت پر منحصر ہے اور فادموں کی کمزوری خطرناک کم ہے۔ جگر و گردہ کمزور ہوں تو ذیابیطس ہے۔ معدہ امعاء کمزور ہوں تو سنگرہنی ہے۔ دماغ و پمپ پیڑ کمزور ہوں تو دمہ ہے، دل کمزور ہو تو خفقان اگر ان اعضاء میں سے کسی عضو میں حرارت غریبہ متحکم ہو جائے تو تپدی ہوتا ہے۔ یہ سب امراض عسر العلاج ہیں۔

علاج بلادوا :

اب علاج بلادوا کے لیے وہ اوقات جو اخلاط کے ابھار کے ہیں۔ انہیں اوقات میں مریش کی چار پائی کی پائینتی کو کم از کم ایک فٹ اونچا کر دیں۔ علاج بالددوا بھی جاری رکھیں اور علاج بالماء کے قواعد کے مطابق پانی کا استعمال بھی کریں تو تیزوں قسم کا علاج جمع کرنے سے بفضل تعالیٰ سالہا سال کے بیمار چند دنوں میں صحت یاب

ہوجاتے ہیں۔ والدہ المستمال علی ماتصفون۔

(۲) لاعلاج امراض

تمام زمینی کائنات اربعہ عناصر سے بنائی گئی ہے اور جن کی عمر مقرر نہیں ان کو خوراک کی ضرورت نہیں مثلاً جمادات اور جن کی عمر مقرر ہے یعنی بچپن جوانی اور بڑھاپا یعنی نباتات اور حیوانات ان تمام کو خوراک کی ضرورت ہے جس حصہ کو خوراک نہ ملے وہ بیمار ہوجاتا ہے اگر علاج نہ ہو تو مر جاتا ہے۔ اسی طرح انسان ۸۰ اعضاء کا مجموعہ ہے جس عضو کو غذا نہ ملے یعنی وہ خوراک جو قدرت کاملہ نے کسی عضو کے لیے مقرر کر رکھی ہے اور طبیعت کو جو ضرورت عضوی کا ذمہ دار مقرر کر رکھا ہے وہ خوراک نہ ملنے پر وہ عضو کمزور پڑ جاتا ہے اسی کا نام بیماری ہے جب طبیعت دوسرے اعضاء کی معرفت اس کی مدد کرتی ہے تو وہی عضو غذا پہنچا سکتا ہے جو اس کے اوپر ہو کیونکہ مادہ میچے کو ہی گرتا ہے خواہ طالب کے مزاج کے موافق ہو یا نہ ہو بس بیماری یہی ہے اور عضو کو اس کی اپنی مقررہ غذا پہنچانا ہی علاج ہے۔

اسی قانون کے ماتحت ہر شکل اور لاعلاج مرض کا علاج آسان ہے مثلاً پھیپھڑے کی خوراک صفراوی ہے۔ صفرا کی پیدائش کم ہوجانے سے پھیپھڑا خوراک کی کمی سے کمزور ہوجاتا ہے وہ دماغ سے غذا طلب کرتا ہے وہاں سے غذا آسانی سے نیچے گر سکتی ہے مگر دماغ کی خوراک مٹنی ہے اس لیے وہ بلغم گرا دیتا ہے۔ بلغم پھیپھڑے کی خوراک نہیں ہے چنانچہ وہ بند پڑی رہتی ہے اور پھیپھڑا اس کو نکالنا چاہتا ہے وہ اسے فضلہ کی طرح کھانسی کے ذریعے نکالنا چاہتا ہے۔ بس یہی دمہ یا ضیق النفس ہے علاج اس کا یہ ہے کہ پھیپھڑے کو صفراوی خوراک مہیا کر دی جائے تاکہ پھیپھڑے طاقت ور ہو جائیں اسی طرح دل معدہ۔ جگر اور گوشت کی خوراک دمووی ہے اگر تپ محرقہ سے خشکی کی

زیادتی اور خون کی پیدائش بہت کم ہو گئی ہو تو خوراک نہ ملنے سے یہ اعصاب کمزور ہو جاتے ہیں۔ اس کمزوری سے تپ دق ہو جاتا ہے۔ علاج اس کا دومی خوراک ہے جو زیادہ تری والی ہو۔ گردوں کی خوراک سرد تر ہے اگر گرمی خشکی بڑھ گئی ہے تو وہ اپنی مقررہ خوراک حاصل کرنے کے لیے تمام بدن سے پانی کھینچ کر جمع کرتے ہیں جب فطری خوراک نہیں ملتی تو جسم کے دوسرے ضروری پانی کو بذریعہ پیشاب جمع کر کے باہر نکالتے ہیں۔ یہی ذیابیطس ہے۔ علاج یہ ہے کہ گرمی کی خشکی دور کریں اور خشکی دور کرنے کے لیے سرد تر غذا مہیا کریں۔ اسی طرح ہڈیوں کی خوراک سرد خشک ہے اگر پانی زیادہ پینے سے یا بلغمی اشیاء زیادہ کھانے سے بلغم بڑھ گئی ہو تو ہڈیوں کو خوراک نہ ملے گی۔ اس صورت میں جسم میں جگہ جگہ ٹھنوں کا درد۔ مکر کا درد۔ رتھی درویں دینیرہ ہوتی ہیں یا اگر طبیعت طاقتور ہو تو وہ بلغم کو دھکیل کر جوڑوں کے خلا میں جمع کر دیتی ہے اس سے وجع المفاصل ہو جاتا ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ بلغم کا نفع کریں ہڈیوں کی سرد خشک غذا مہیا کریں اور بلغم بذریعہ مدرات باہر نکال دیں۔

علاج بلادوا

ہر مرض خواہ کوئی سالہ علاج یا عسر العلاج بھی ہو ہر روز چار بجے سے پانچ بجے بعد دوپہر تک ایک گھنٹہ یومیہ چارپائی کی پائنتی ۲ فٹ اونچی کر کے مریض کو چت لٹادیں بلا تکیہ اگر تپ ہے تو پہلے پنڈلیوں کو خوب سوت کرانوں تک پٹیاں باندھ دیں۔ مگر یاد ہے کہ ٹخنوں سے باندھنا شروع نہ کریں۔ اور پھر حسب ہدایت مریض کو چارپائی پر لٹادیں جس روز صحت ہو جائے اس روز یہ طریقہ ختم کر دیں خواہ کوئی مرض ہو ۵ دن کے اندر جاتا رہے گا۔ البتہ خوراک طبیعت کے موافق ہونا ضروری ہے۔

انشاء اللہ۔

(۳) لاعلاج امراض :

چونکہ سوومزاج سازج میں کوئی مادہ نہیں ہوتا جس کا نفعیج کر کے تنقیہ کرنے سے جسم صاف ہو کر مرض جاتا رہے گا صرف خشکی یعنی بیوست کسی عضو میں ممکن ہو جاتی ہے اور عضو کا مزاج ہی تبدیل ہو جاتا ہے لہذا علاج پذیر ہونا مشکل ہو جاتا ہے بیوست کے ممکن ہونے کے اسباب کئی ایک ہیں۔ مثلاً تپ محرقہ کا علاج غلط ہونا یا کسی تپ کا بوجہ غلط علاج طویل عرصہ تک رہنا، یا بعد صحت بخار فوراً سفر کرنا اور تکان کی وجہ سے پھر تپ کا پیدا ہو جانا یا خشک ادویات کا زیادہ استعمال کرنا وغیرہ جس سے کسی عضو جسمانی میں خشکی سرایت کر کے ممکن ہو جائے۔ اسی سوومزاج سازج کے بلحاظ عضو مختلف نام ہیں۔ مثلاً

— اگر سوومزاج سازج دماغ میں ہے تو مرض سل ہوگا۔

— اگر پھیپھڑوں میں ہے تو ضیق النفس یعنی دمہ ہوگا۔

— اگر آلات ہضم یعنی معدہ یا جگر میں ہے تو تپ دق ہوگا۔

— اگر گردے میں ہے تو ذیابیطس ہوگا۔

— اگر مثانہ میں ہے تو سوزاک ہوگا اگر تلی میں ہے تو یرقان سیاہ ہوگا۔

— اگر دل میں ہے تو خفقان ہوگا بشرطیکہ تپ نہ ہو تو سوومزاج ہے۔

— اگر تپ پیدا ہو جائے تو جو عضو بڑے ہیں اور جسم کے خادم ہیں وہی

تپ پیدا کر دیتے ہیں۔ مثلاً دماغ۔ پھیپھڑے۔ معدہ۔ معا۔ جگر۔ تو یہ

تپ دق ہے۔

— اگر عضو چھوٹے ہیں مثلاً گردہ۔ مثانہ۔ تلی اور خادم جسم کل نہیں ہیں ان سے

تپ دق نہیں ہوتا تو پھر امراض کے نام وہی بولے جاتے ہیں جو اوپر

بیان ہوئے ہیں۔ البتہ مرض جب انجام کو پہنچتا ہے تو چند روز تک تپ پیدا ہو کر مریض مر جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان امراض میں تپ پیدا ہونے کے بعد پھر کوئی علاج نہیں ہے۔



بندے کا پہلا مقام بندگی اور توبہ استغفار ہے

باب ۶

تشخیصِ امراضِ مادہ کے دیگر قوانین

اشعاعِ شمسی :

جن امراض کا مادہ کسی عضو میں ہے یعنی رگوں کے باہر جمع ہو گیا ہے مثلاً سر یا دل، پیچھے، معدہ، تفرعہ امعاء، جگر زہرہ، گردہ، مثانہ رحم۔ اویسیہ منی وغیرہ جن اعضا میں خلو موجود ہے وہ امراض دوری ہوتے ہیں اور جن امراض کا مادہ داخل عروق ہو وہ سب لازمی یعنی ہر وقت موجود رہتے ہیں نیز جن امراض کا مادہ کسی غشا میں جمع ہو جائے تو غشا کے بوجہ تفرق اتصال متورم ہو کر درد شروع ہو جاتا ہے اور خواہ کوئی عضو جمعی اندرونی طور پر متورم ہو جائے اگرچہ یہ مادہ خارج عروق ہوتا ہے تو بھی تپ لازمی ہوتا ہے لیکن لازمی امراض میں بھی اپنے وقت پر افاقہ ضرور ہوتا ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ لازمی امراض میں افاقہ ہوتا ہے بالکل آرام نہیں آجاتا اور دوری امراض میں بعد دورہ بالکل آرام ہو جاتا ہے ورنہ میعاد دورہ وقت دورہ دونوں کا ایک ہی طرح کا ہوتا ہے۔

ایسا کیوں ہوتا ہے ان سب کاموں کا اصلی سبب اشعاعِ شمسیہ ہیں۔ تحقیق شدہ امر ہے کہ اشعاعِ شمسی کی تاثیر سے ہی تمام کائناتِ زمینی کا ظہور اور نشوونما ہے اور علمِ جغرافیہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ سورج کا طلوع و غروب ہر ملک میں علیحدہ علیحدہ اوقات میں ہوتا ہے اگر جاپان میں دوپہر ہے تو پاکستان میں چاشت ہے اگر پاکستان

میں طلوع ہے تو مغربی ممالک میں کہیں سحرگاہ ہے کہیں نصف اللیل ہے۔ چنانچہ طول بلد عرض بلد کے مطابق طلوع وغروب میں حسب بُعد و فاصلہ بہت فرق ہے۔ طول بلد عرض بلد کا ایک درجہ ۶۹ میل کا ہوتا ہے۔ پس جب ہم امراض کے دورہ کو دیکھتے ہیں کہ تمام دنیا میں ایک ہی وقت مقررہ پر دورہ ہوتا ہے مثلاً تیجاپ کو دیکھیے کہ ہر ملک میں اس کا دورہ دس بجے کے قریب شروع ہوتا ہے یعنی جو وقت کسی مرض کے افاقہ یا دورہ کا ہے وہی وقت دوسرے ہر ملک میں بھی ہے۔ اگر اشعات سورج کا اس میں دخل نہ ہوتا تو ایسا نہ ہوتا۔ چونکہ ہمارے ملک میں نصف اللیل سے دوپہر تک سورج کے عروج کا وقت ہے اس لیے یہ وقت ہر مادہ کے لیے گرمی کا وقت ہے اور جو مادہ گرم ہے اس کو امداد ملتی ہے وہ جوش میں آجاتا ہے اور جو مادہ سرد ہے اس کے نفع یا افاقہ کا وقت ہے اور دوپہر سے نصف اللیل تک سورج کے زوال کا وقت اور سردی کا وقت ہے اس عرصہ میں ہر مادہ سرد کے اجماع کا وقت کا ہے اور گرم مادے کے نفع یا افاقہ کا وقت ہے۔

اگرچہ نصف اللیل سے طلوع آفتاب تک معنوی گرمی ہوتی ہے اور طلوع سے دوپہر تک ظاہری گرمی اسی طرح دوپہر سے غروب تک معنوی سردی اور غروب سے نصف اللیل تک ظاہری سردی، مگر معنوی گرمی یا سردی بھی مادوں پر اثر کرتی ہے اور ظاہری کی امداد پہنچتی ہے اور مادوں کا اجماع ہو جاتا ہے اور ہر ملک میں اپنے اپنے طلوع وغروب نصف النہار نصف اللیل کے اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ سورج کے اشعات نہایت صحت افزا بلا ضرر ہیں۔ چنانچہ صبح کے قریب ہر مرض میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ اس کے معنی یہ نہیں کہ یہ نوری وقت ہے بلکہ اس طرح نوری ہے کہ جوں جوں سورج کے ظاہری اشعات قریب ہوتے جاتے ہیں چونکہ وہ خود خالص صحت ہیں اس لیے ہر مرض میں افاقہ ہو جاتا ہے۔ یہ فائدہ کسی دوا کا نتیجہ نہیں ہے

بلکہ مریض کو صبح کے وقت دوا کا پلانا اس لیے مقرر ہے کہ اس وقت مرض کو اشعات
 شمسیہ نے مغلوب کر لیا ہوتا ہے نیز خالی پیٹ شربت یا چائے وغیرہ کا پینا قبض کشا
 ہوتا ہے اور قبض بیماری میں لازماً ہوتی ہے قبض کا د رہنا صحت کی علامت ہے دوا
 کا خالی پیٹ پینا ہی صحت بخش ہے۔ اگرچہ صرف پانی ہی ہو اس لیے دوا صبح کے
 وقت زیادہ فائدہ کرتی ہے اور دس بجے اشعات تیز ہو جاتے ہیں تو صفرادی امراض
 زور پکڑتے ہیں کیونکہ سورج کی تیزی سے زمین گرم ہو کر بخارات پیدا کرتی ہے جو
 محض بیماری ہیں اور یہ بخارات زمینی اشعات شمسی میں شامل ہو جاتے ہیں اس لیے
 ہر گرم مرض میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بعد زوال اشعات صحت بخش کم ہوتے ہوتے
 معنوی اشعات ہی رہ جاتے ہیں اور صرف زمینی بخارات کا ہی زور ہو جاتا ہے اس
 لیے مریض کی حالت بھی نہایت پر ملامل ہو جاتی ہے بلکہ تندرست آدمی بھی مغرب کے
 قریب عشا تک غمناک رہتا ہے اس لیے عصر کے وقت بیمار کو دوا پلائی جاتی ہے
 تاکہ اس آڑے وقت میں طبیعت کی امداد کی جائے اور علاج میں نباتات کا استعمال
 بھی اسی بنا پر ہے کہ ان سب کی نشوونما اشعات شمسیہ کے سبب سے ہے اور
 ان میں جو تاثرات قدرت نے پیدا کی ہیں وہ انہی اشعات کی وساطت سے پیدا
 کی ہیں اور وہ اپنی ضرورت کی خوراک ان اشعات سے ہی حاصل کرتے ہیں۔
 میں نے علاج شمسی کے بے شمار تجربات کیے ہیں۔ میں نے دیکھا ہے کہ شمسی
 طریق علاج سے درد اور باریک بخار کا علاج اچھا ہو سکتا ہے۔ زمینی بخارات
 مہمدمراض ہوتے ہیں اس لیے ایسے بلند پہاڑ جہاں زمینی بخارات کم پہنچتے ہیں اور
 اشعات بدستور ہوتے ہیں وہ صحت افزا مقامات کہلاتے ہیں۔ سرد مقام ہونے
 کی وجہ سے نہیں بلکہ بخارات زمینی سے دوری اور اشعات شمسی سے استفادہ
 کی وجہ سے۔

تپوں کے حالات :

خون بدن میں سب سے زیادہ ہے اور اسی پر جسم کی پرورش منحصر ہے۔ جب اس میں کوئی فساد ہوتا ہے تو تپ ہر وقت لازم رہتا ہے بجز صبح کے معمولی افاقہ کے کیونکہ صبح کے اشعات خون صالح کے عمد ہیں اور جسم میں جو حصہ خون صالح ہوتا ہے اس کو تعزیت پہنچتی ہے اس کے سبب عموماً ۶ گھنٹے تک افاقہ رہنا چاہیے اگر وقت آرام کا اس سے کم یا زیادہ ہو تو اسی نسبت سے فساد خون ہوگا اب خالص صفراوی تپ کو دیکھیے۔ تجربہ کرنے سے ثابت ہوا کہ اس کا وقت ۱۰ بجے صبح ہے۔ اگر مادہ غلیظ ہو جو تحلیل نہیں ہو سکتا یا مقدار میں زیادہ ہو تو یہ وقت ۱۲ گھنٹے تک ہو سکتا ہے ورنہ ۴ گھنٹے کم سے کم وقت ہے اس سے کم نہیں ہوتا اور نہ ہی ۱۲ گھنٹے سے زیادہ ہوتا ہے یہ ایک قانون ہے چونکہ صفر کا مادہ رفیق ہے اور یہ ہضم کی جھاگ ہے اور دوسروں کو رفیق کرنا اس کا کام ہے اس لیے تمام جسم میں سرایت کر کے یہ روح کو گرم کرتا ہے لہذا تپ میں تمام بدن گرم ہوتا ہے اس لیے ہم اندازہ کر سکتے ہیں کہ اگر یہ زیادہ مقدار میں بھی نہ ہو اور غلیظ بھی نہ ہو، معتدل ہو تو اس کا دورہ ۴ گھنٹے ہے یعنی صبح ۱۰ بجے سے ۲ بجے بعد دوپہر تک۔

پس قانوناً یہی حساب دیگر تپوں کا بھی فرض کر لیں۔ چنانچہ بلغمی نائبہ بخار بھی ۱۰ بجے رات سے ۲ بجے رات تک ۴ گھنٹہ کا فرض کر لیں۔ اس طرح دونوں کا مقابلہ ہے صفر کا عین وقت گرمی کا ہوتا ہے اور بلغم کا عین وقت سردی کا ہوتا ہے۔ اب خلن کا مقابلہ خلط سودا سے کیا جائے تو سوداوی تپ ۴ بجے شام سے ۸ بجے شام تک ۴ گھنٹے کا فرض کر لیجیے اور دومی بخار ۴ بجے صبح سے ۸ بجے صبح تک فرض کر لیا جائے۔ اس سے زیادہ وقت تپ کا جتنا ہے اس کو غلظت یا کثرت مادہ پر

تعبیر کر لیں۔

اب سوال یہ ہے کہ ہم کیوں کر یہ بات معلوم کر سکیں کہ مادہ کی غلظت سے زمانہ تپ لمبا ہو رہا ہے یا کثرت مادہ کی وجہ سے۔ اس کا معلوم کرنا بھی آسان ہے۔ مثلاً اگر صفر اوی تپ ہے تو اس کا وقت، اپنے دن کا ہے اگر کچھ وقت سے پہلے ہی بخار شروع ہو گیا ہے اور پھر وہ جلدی ہی اتر بھی جاتا ہے تو سمجھ لیجئے کہ مادہ رقیق ہے جو جلدی گرم ہو جاتا ہے اور روح کی گرمی سے جلدی ہی تحلیل بھی ہو جاتا ہے اور اگر بخار کا لرزہ وغیرہ بہت دیر تک رہتا ہے اور بخار بھی دیر تک رہتا ہے تو پھر مادہ غلیظ ہے۔ اگر لرزہ وغیرہ تو جلدی رفع ہو جاتا ہے مگر تپ دیر تک رہتا ہے تو مادہ کثیر اور رقیق ہے۔ اگر لرزہ وغیرہ تو بہت دیر تک لگتا ہے مگر تپ جلدی چھوڑ جاتا ہے تو مادہ غلیظ اور نفلیل ہے۔ سب تپوں کو ایک ہی قانون کے ماتحت کر دینے سے ہمارا مقصد یہی ہے کہ مادہ کی کثرت و قلت اور غلظت و رقت کا اندازہ آسانی سے ہو سکے۔

اس کی تفصیل یہ ہے کہ بلغمی تپ بوجہ غلظت مادہ ۸ گھنٹے سے ۱۸ گھنٹے تک حسب مقدار و غلظت مادہ ہوتا ہے نا اس سے کم نہ زیادہ۔ یعنی ۹ بجے شام سے ۲ بجے صبح تک بلغم کا وقت ہے۔ اگر بلغم غلیظ ہے تو حسب غلظت ۸ گھنٹے تک بخار ہوگا اور اطراف سرد ہوتے ہیں کیونکہ روح میں غلیظ مادہ نفوذ نہیں کر سکتا۔ سوداوی بخار بجائے ۴ گھنٹے کے ۲۴ گھنٹے تک پہنچتا ہے کیونکہ سودا اخلاط کے جلنے سے بنتا ہے اس لیے بوجہ غلظت جلدی تحلیل نہیں ہوتا۔ نیز یہ مادہ جسم میں قلیل ہے اس لیے چوتھے یا پانچویں دن حسب قلت مقدار بہت دنوں کے بعد تپ ہوتا ہے۔ چنانچہ میں نے پندرہ روزہ کا بھی علاج کیا ہے۔

جلدی امراض بھی گرم دوسری یا صفر اوی چاند کے عروج میں بڑھتے ہیں اور

چاند کے گھٹنے سے گھٹتے ہیں کیونکہ چاند کی روشنی سورج کے عکس پڑنے سے پیدا ہوتی ہے اور تاثیر اس کی گرم تر ہے اور وہی صحت افزا اثر اس میں بھی موجود ہے۔ ہر خلط اتنے دنوں میں نفع پاتی ہے جتنے گھٹنے اس کے دورہ کی کم سے کم مدت ہے بشرطیکہ خلط کا نفع کیا جائے اور اگر خلط کا نفع زیادہ سے زیادہ دواؤں سے نہ کیا گیا ہو تو طبیعت اس کا نفع اتنے دنوں میں کرے گی جتنے گھٹنے اس کے دورہ کی زیادہ سے زیادہ مدت ہے۔

معالج کی ذمہ داریاں اور تجربہ کار بننے کا مجرب نسخہ:

دوران علاج معالج کے لیے روح حیوانی اور امتلا کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے۔ روح حیوانی گرنے نہ پائے اور امتلا کے نفع میں کمی یا احتراق نہ ہو ورنہ نفع بغور دیکھیں نفع جو کتابوں میں درج ہے وہ صرف عملی دلائل ہیں تجرباتی نہیں ہیں تجربہ استادوں سے ملتا ہے اور نفع پر حادی ہونا ایک شکل امر ہے۔ لہذا آغاز پر کیٹس میں ہی ایک انٹی سالہ تجربہ کار حکیم کے مصداق بننے کے لیے ایک موثر طریقہ درج کرتا ہوں۔ یہ مشق پر منحصر ہے۔

فوری طور پر کم سے کم وقت میں تجربہ کار بننے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک علیحدہ مکان میں بطور چلپہ کشی دنیا سے علیحدہ ہو کر بیٹھ جائیں اور صرف خدا کی یاد کریں ان کی عبادت کریں اور پرہیزگار بن جائیں وہاں عبادت کے علاوہ شب و روز مطالعہ طب علاج امراض میں مستغرق ہو جائیں اور لوگوں میں مفت علاج کا اعلان کر دیں۔ ایک مدت تعیین تک جو ۴۰ دن سے کسی صورت کم نہ ہو لیکن بیماریوں کو ہر وقت، اپنا پاس آنے کی اجازت دیں۔ کوئی رکاوٹ نہ ہو البتہ تندرست لوگوں سے دوسری نہ کریں اس کو ایک نوعیت کا طریق ہنر اور کھجندہ کریں۔ انشاء اللہ تھوڑی مدت میں ہی ایسا تجربہ ہو جائے گا جو

۸۰ سال کی عمر میں ہی کسی کو ہو سکتا ہے۔ بیمار کو دیکھتے ہی دل میں اس کا مرض اور اس کا علاج دونوں ذہن میں آجائیں گے۔ پھر ہو سکے تو اسی چلہ میں ایک تسبیح لے لیں اور اس میں کچھ دانے اندازاً علیحدہ پکا کر گنیں اور شمار کر کے معلوم کریں کہ آپ کے اپنے انداز سے سے کتنے دانے کم یا زیادہ ہیں مثلاً آپ نے ۲۵ دانوں کا اندازہ کیا تھا لیکن شمار کرنے سے وہ بیس نکلے بس اس مشق کو روزانہ کریں اور بڑھائیں یہاں تک کہ آپ کا اندازہ صحیح نکلنے لگے۔ اس کے ساتھ ہی آپ کی تشخیص مرض کا اندازہ بھی صحیح ہو جائے گا۔ اس کام کے لیے چلہ کے دوران روزانہ ایک وقت مقرر کر لیں۔ علیحدہ رہنے سے آپ کی طبیعت کا مکمل رجوع صرف ایک طب کی طرف ہی ہو جائے گا۔ اس لیے خود بخود تمام مراحل طے ہوتے اور تمام مسائل حل ہوتے چلے جائیں گے۔



مداہنہ نایت اچھا نام ہے

تشخیص مرض کے چھ بنیادی چارٹ

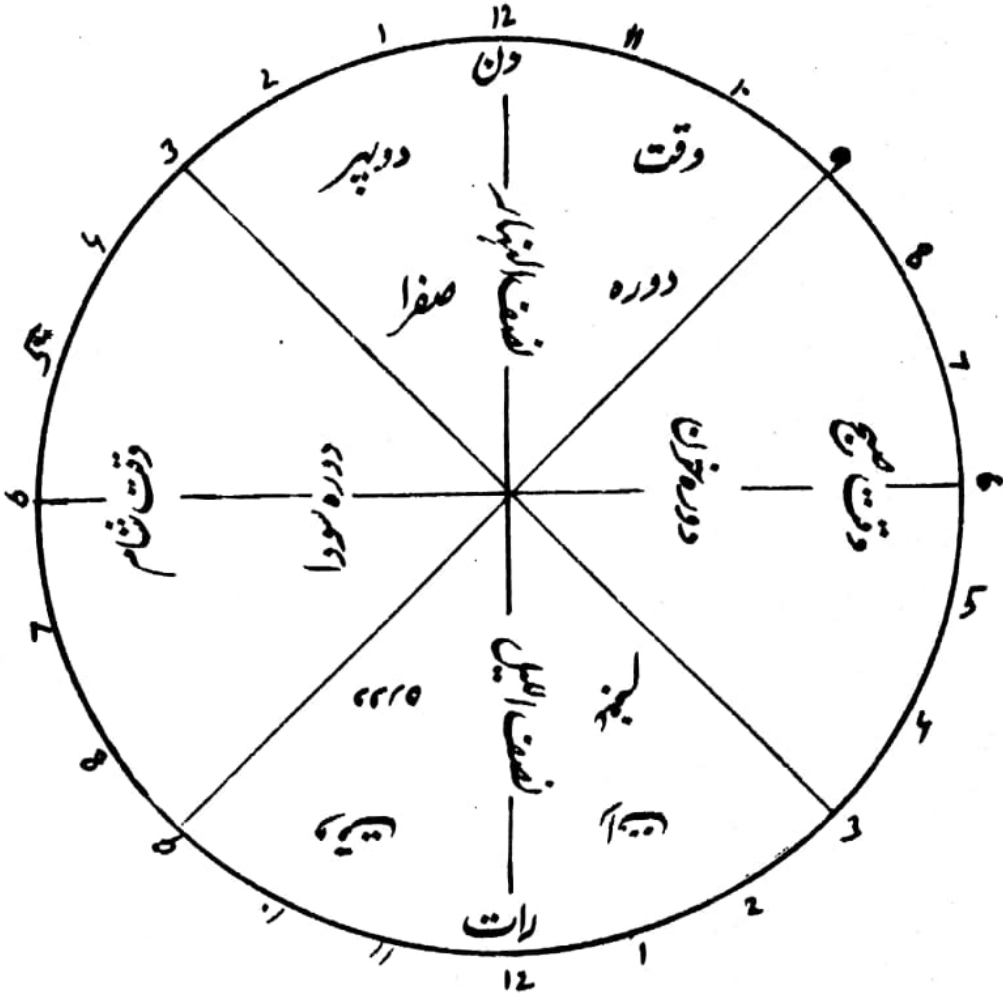
یہ بات وضاحت سے بیان کر دی گئی ہے کہ اخلاط کے بگڑنے سے صحت بگڑتی اور بیماری پیدا ہوتی ہے اور اخلاط دن اور رات کے مختلف اوقات میں اور سال کے مختلف موسموں میں اپنے اثرات نمایاں کرتی ہیں۔ خون اور صفراء کا زور دن کو ہوتا ہے تو بلغم اور سودا کا زور رات کو ہوتا ہے۔ اس طرح موسموں میں سے خون کا زور موسم بہار میں۔ صفراء کا زور موسم گرما میں۔ بلغم کا زور موسم سرما میں اور سودا کا زور موسم خریف یا خزاں میں ہوتا ہے۔

اس حقیقت کو نہایت جامعیت کے ساتھ مختلف رہنما چارٹوں میں پیش کیا گیا ہے۔ ان کا بغور مطالعہ کرنے سے اوقات بیماریاں، موسم اور علاج ساری باتیں نہایت سہولت سے ذہن نشین ہو جائیں گی۔

(چارٹ اگلے صفحہ پر ملاحظہ کریں)

عادت پر غالب آنا کمال فضیلت ہے

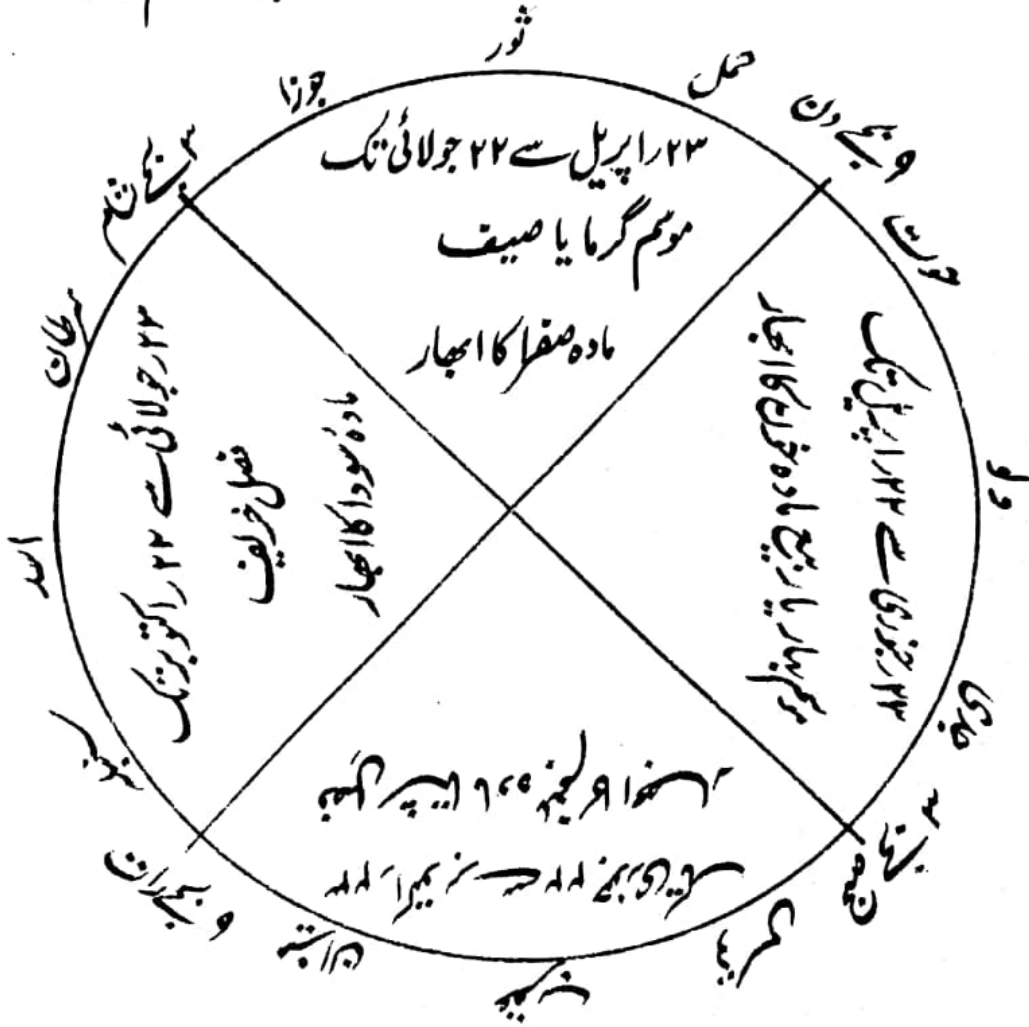
چارٹ عا



دن رات کے اوقات کے لحاظ سے بیماریوں کا اندازہ اور اخلاط کا دورہ

چارٹ ۲

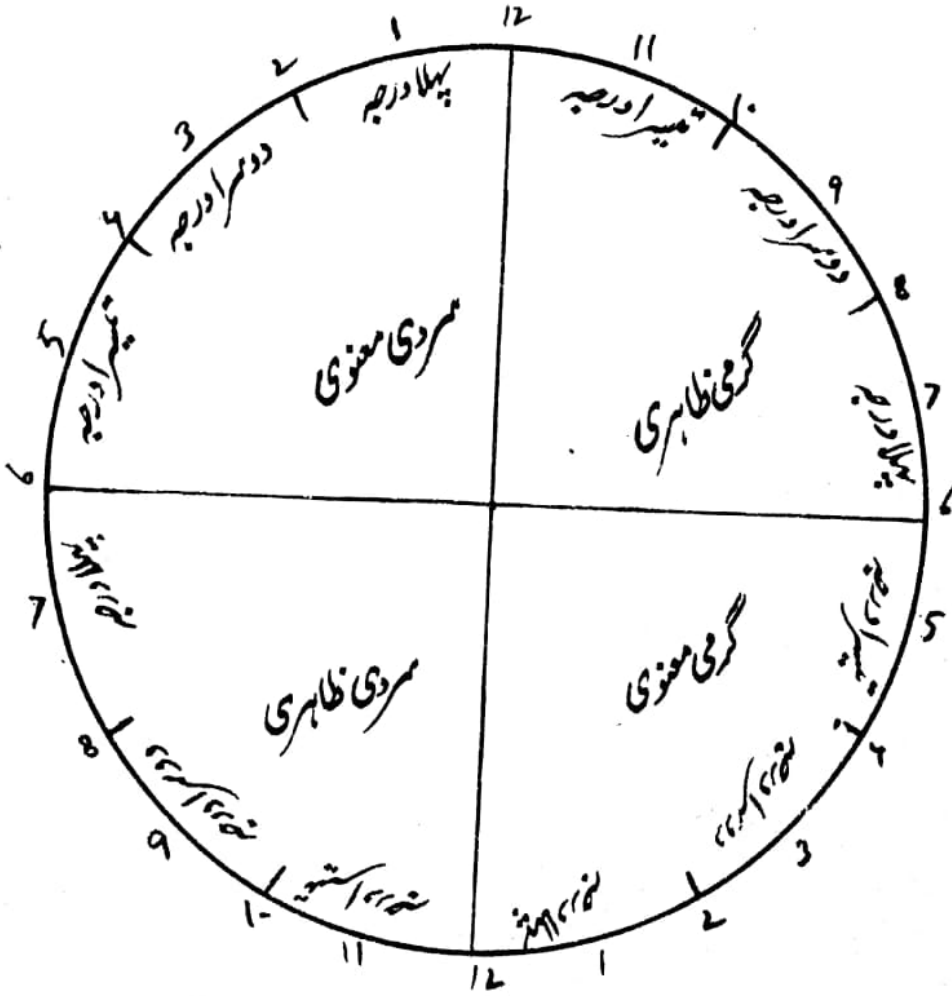
بہ لحاظ موسم و ماہ



تاریخوں مہینوں اور موسموں کے لحاظ سے بیماریوں کا اندازہ اور علاج کا نقشہ

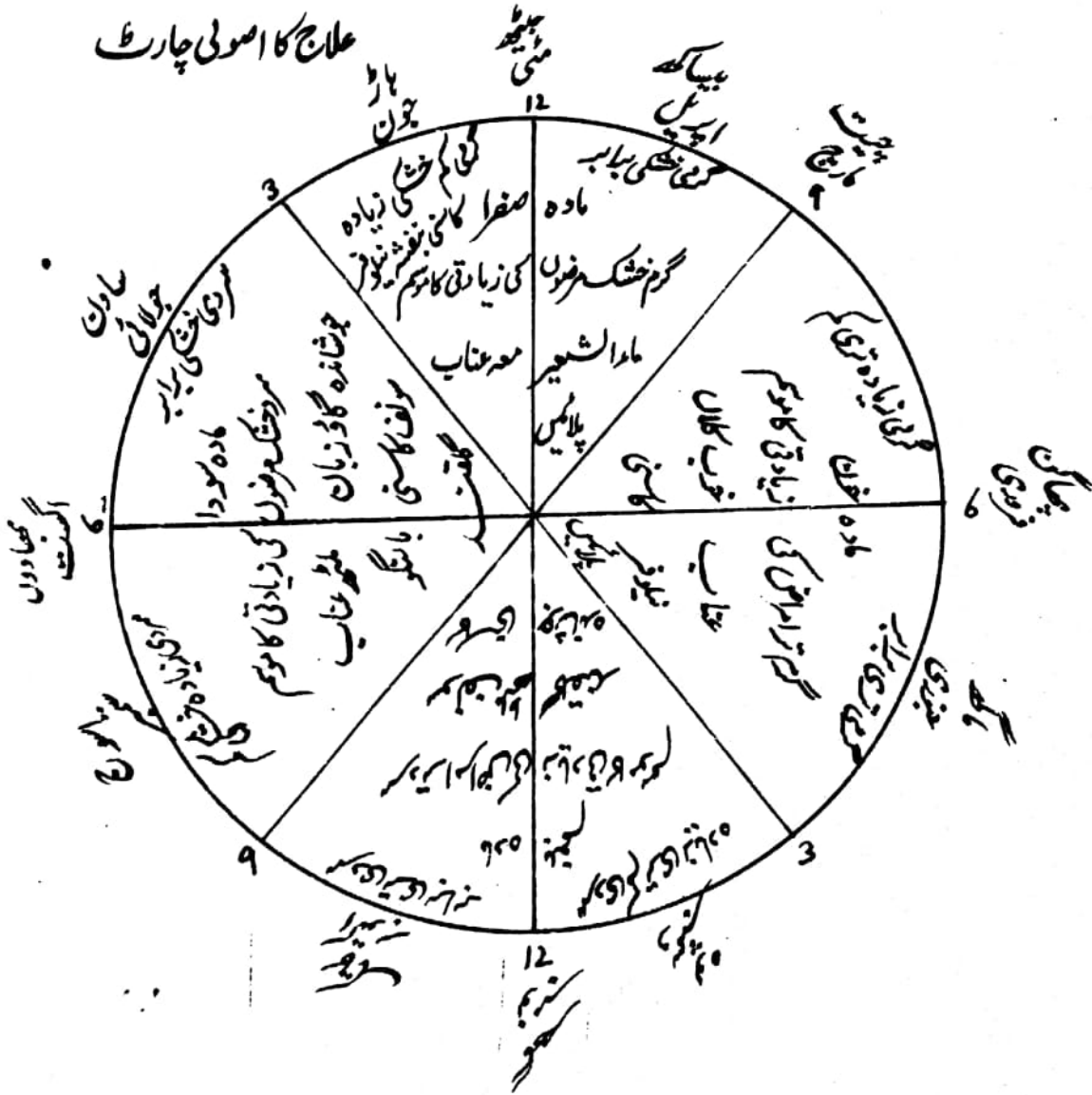
چارٹ ۳

بہ لحاظ گرمی و سردی کے اوقات



دن رات کے اوقات کے لحاظ سے بیماریوں میں گرمی اور سردی کا اندازہ
برائے علاج الامراض

چارٹ ۲

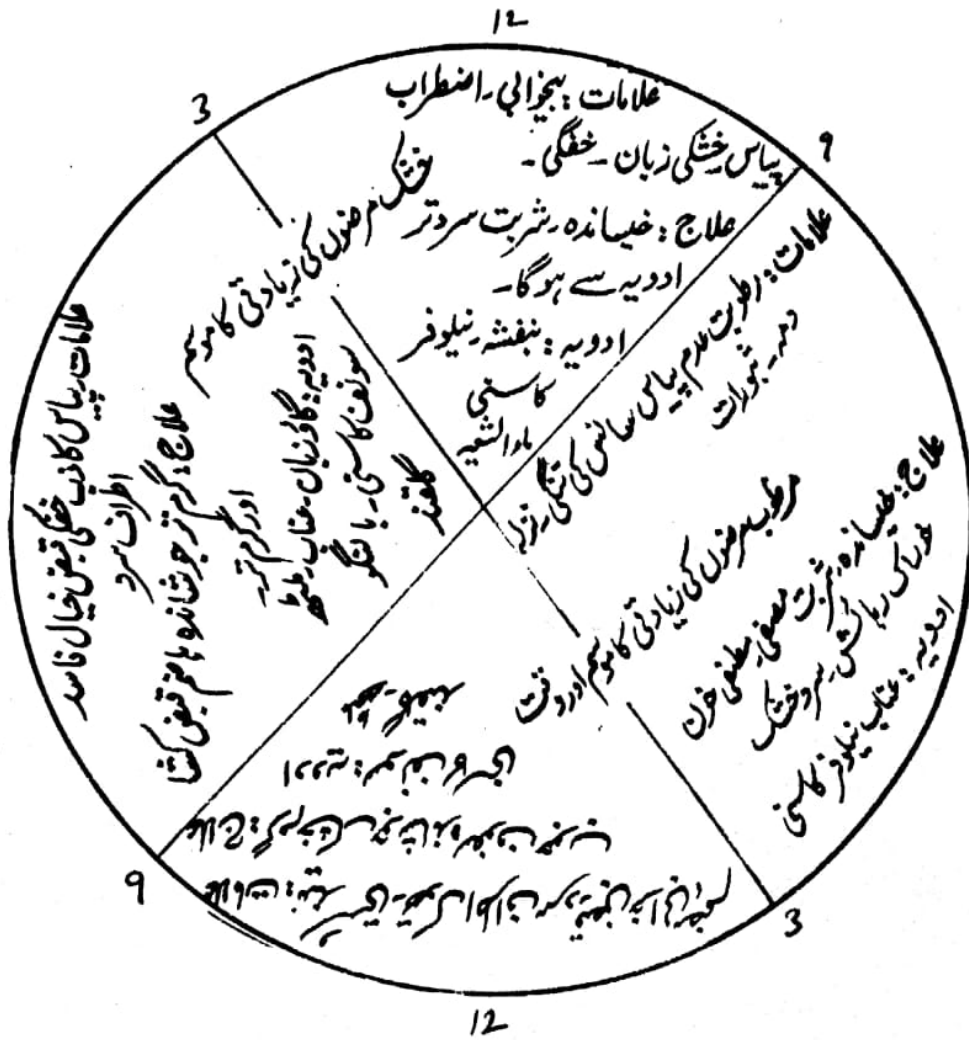


مادوں اور اخلاط کے پیش نظر انگریزی اور لیبی مینوں کے لحاظ سے گرمی خشکی کی کمی بیشی کا تخمینہ اور ان ایام کے امراض کے لیے اصولی علاج کا

چارٹ

علامات اور علاج کا چارٹ

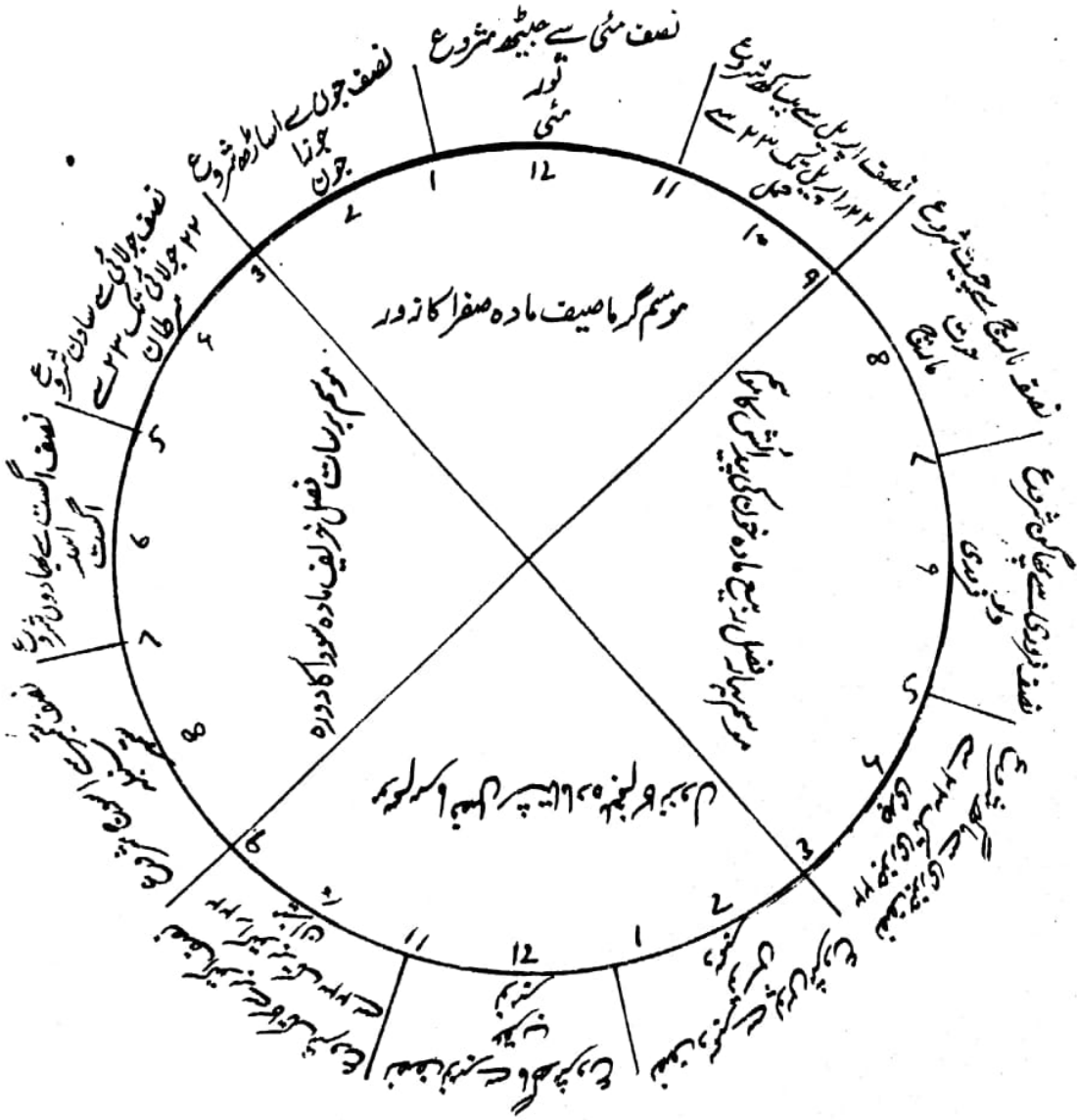
چارٹ ۵



مشک اور مرطوب امراض کی زیادتی کا موسم اور ان کا اصولی طریق علاج

چارٹ ۶

موسموں کا مہینہ اور چارٹ



یہ نقشہ مہینہ و ارا اخلاط کی ترقی اور ہندی اور شمسی مہینوں کے مطابق اخلاط کی
مطابقت ظاہر کرتا ہے۔

مطالعہ نقشہ جات اور نتائج :

(۱) آپ نے ان چھہ چارٹوں کا بغور مطالعہ کر لیا ہے۔ ان کے مطالعہ سے ہی آپ نے اندازہ لگایا ہوگا کہ سال کے کس مہینے میں اور رات اور دن کے کس وقت میں کس بیماری کا زور ہوتا ہے اور اس ماہ یا وقت میں آنے والے کس مریض کو کونسا مرض ہو سکتا ہے اور اس مرض کے علاج میں کن امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے اور جو بیماری بھی ہو اس میں کن ادویہ کا اہتمام افاقہ مرض کے لیے مددگار ہو سکتا ہے۔

(۲) نقشوں سے یہ بھی ظاہر ہے کہ جس حصہ کا نام نہا یادن ہے اس میں زور کرنے والی بیماری گرم ہے۔ اور رات کو زور کرنے والی بیماری سرد ہوتی ہے۔

(۳) ۱۰ بجے دن سے ۲ بجے شام تک زور کرنے والی بیماری میں خشکی کا زیادہ زور ہوتا ہے اس لیے سودا کی منضج ادویہ ضرور ڈالیں۔

(۴) ۱۰ بجے رات سے ۱۰ بجے دن تک زور دینے والی بیماری میں رطوبت کا فساد ہوتا ہے اس لیے منضج رطوبت ادویہ زیادہ ہونی چاہیے۔

(۵) ۳ بجے بعد دوپہر سے ۲ بجے صبح تک جو امراض زور کریں ان کا مادہ غلیظ ہوتا ہے ان کے علاج میں مادہ التعمیر نہایت تر ہوتا ہے اور تری کی خاصیت گرمی یا سردی کو معتدل کرنا ہے جیسا کہ خشکی کی خاصیت گرمی سردی کو تیز کرنا ہے لہذا تپ سفردی یا بلقی یا مرکب میں مادہ التعمیر بہت مفید ہے اور دوا کا معتدل دوم درجہ ہے اور تیزی تیسرے درجہ کا نام ہے اور زہر کا جو تھا درجہ ہے۔ لہذا لمرق ادویہ استعمال کریں۔ مثلاً سکینجین۔ سادہ ترش اشیا مرق ہوتی ہیں اور منضج سودا ادویہ بھی غلیظ کو معتدل کرتی ہیں۔

(۶) مادہ رقیق اپنے وقت مقررہ سے پہلے ہی گرم ہو کر دورہ شروع کر دیتا ہے اور جلد ہی تحلیل بھی ہو جاتا ہے اور لرزہ وغیرہ کی تکلیف بھی جلد رفع ہو جاتی ہے اور رقیق مادہ کو اگر سرد ہے تو بلغم کے منضج دیں اور اگر گرم ہے تو منضج سفرا دیں تمام مصلیٰ اشیاء منغلظ ہوتی ہیں۔



خواہش پرستی ہلاک کر دینے والا ساتھی ہے

باب ۵

دن کے اوقات اور سال کے مہینوں کے موازنے کا قانون^۱

زمین کی دو حرکتیں ہیں محوری اور دوری جس جگہ قطب ستارہ آدمی کے عین سر پر ہوتا ہے۔ اس خطہ زمین کو قطب شمالی یا قطب جنوبی کہتے ہیں وہ جگہ زمین کی ستارہ کی تقناطیسی کشش کی وجہ سے ہر وقت ستارے کے بالمقابل رہتی ہے اور فی نصف گردش کرتی ہے اس کا نام گردش محوری ہے اور یہ گردش سورج کے سامنے ہوتی ہے جس سے دن اور رات پیدا ہوتے ہیں یعنی ہماری زمین کا جو حصہ سورج کے سامنے سے گزرتا جاتا ہے وہ صبح چاشت، دوپہر، ظہر، عصر اور مغرب پیدا کرتا ہے اور جو حصہ سورج سے اوجھل ہوتا ہے اس کا نام رات ہے یہ روزانہ کی حرکت ہے۔

دو مری حرکت دوری ہے جس فرضی خطہ پر زمین سورج کے گرد گھومتی ہے اس کو مدارِ مری کہتے ہیں اور وہ مدار کے ساتھ $\frac{1}{4}$ کا زاویہ بناتی ہوئی گھومتی ہے اس سے مختلف موسم پیدا ہوتے ہیں جن کو بارہ مہینے کہتے ہیں اس کو سالانہ حرکت بھی کہا جاتا ہے کیونکہ سال میں یہ ایک گردش سورج کے گرد ہوتی ہے جب ہم موسموں کے تغیر و تبدل کو دیکھتے ہیں جو سال میں گزرتے ہیں اور پھر دنوں سے

۱۔ بحث پر حوالہ چارٹ اور نقشہ جات

مقابلہ کرتے ہیں تو فوراً عقل تسلیم کر لیتی ہے کہ دنوں اور موسموں کا ایک ہی اثر و خاصیت ہے مثلاً ۲۲ جنوری سے ۲۲ اپریل تک موسم بہار ہے اور مادہ خون کی پیدائش کا وقت ہے اسی کے مطابق دن میں صبح ۳ بجے سے ۹ بجے دن تک کا بھی یہی اثر ہے۔ عربی جنتری کے مطابق جدی۔ دلو۔ حوت اور ہندی مہینوں میں ماگھ۔ پھاگن اور چیت ایسے ہی ہیں۔

۲۳۔ اپریل سے ۲۲ جولائی تک کا موسم گرما ہے۔ یہ مادہ صفر کی پیدائش کا موسم ہے اور دن میں ۹ بجے دن سے ۳ بجے بعد دوپہر تک کی بھی یہی تاثیر ہے سال میں حمل ثور جوزا یا بیساکھ جیٹھ، اساطھ کی بھی یہی تاثیر ہے۔

۲۳۔ جولائی سے ۲۲ اکتوبر تک گرمی سردی میں مختلف موسم ہے اس میں مادہ سودا پیدا ہوتا ہے اور دن میں ۳ بجے بعد دوپہر سے ۹ بجے رات تک بھی مادہ سودا کا زور ہوتا ہے اور سال میں سرطان اسد سنبلہ یا سادون بھادوں اسوج کی بھی یہی تاثیر ہے۔ ۲۳۔ اکتوبر سے ۲۲ جنوری تک سرد موسم ہے اس میں مادہ بلغم کی پیدائش ہوتی ہے اور دن میں ۹ بجے رات سے ۳ بجے صبح تک بھی بلغم کا زور ہوتا ہے اور سال میں میزان عقرب قوس یا کاتک ماگھ اور پوس کی بھی یہی تاثیر ہے۔

قدرتِ کاملہ نے ان تغیرات میں اجسام کے اعتدال کا انتظام بھی کر رکھا ہے مثلاً جس موسم میں خون کی پیدائش زیادہ ہوتی ہے وہ ہر لحاظ سے معتدل ہے۔ جس موسم میں صفر پیدا ہوتا ہے اس میں ہوا تیز چلتی ہے تاکہ صفر معتدل رہے۔ اگر موسم مادہ سودا پیدا کر رہا ہے تو بارش کا دورہ ہوگا تاکہ سودا کی بیہوشی معتدل رہے، اگر موسم بلغم پیدا کر رہا ہے تو بہار خشک ہے اور اجسام کے اندرونی حصہ میں گرمی اعتدال پیدا کر رہی ہے بلیب کو قدرت کی پیروی کرنی چاہیے۔ موسم خون میں معتدل مصطفیٰ خون ادویہ استعمال نہ کرے۔ موسم صفر میں مٹھنی۔ موسم سودا میں گرم تر۔ موسم بلغم میں گرم خشک منضج دیں۔ بیماری کی پیدائش صرف تری یا خشکی سے ہوتی ہے اس لیے پانی

اور دھوپ کے اعتدال پر خوب نظر ہوتی چاہیے۔ یہ سب کچھ موسمی تقسیم ہے جو خط استوا سے خط سرطان تک اور پھر واپس جدی تک تفرقات ہوتے ہیں۔ دورہ زمین میں بہت سا اختلاف مہینوں اور دنوں میں پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً پنجاب میں موسم گرما دراز ہے کیونکہ خط سرطان قریب ہے ایران میں چاروں موسم برابر ہیں۔ خط استوا کے شمال اور جنوب میں اقلیم اول دوم اور سوم۔ میں موسم گرما دراز ہوتا ہے اور اقلیم چہارم پنجم اور ششم میں موسم سرما دراز ہوتا ہے ہفتم میں صرف برف ہی ہے۔

یوں تو پنجاب میں موسم بہار صرف فروری اور مارچ دو ماہ ہے اور موسم گرما اپریل مئی جون ہے اور جولائی اگست ستمبر موسم برسات ہے جو سخت گرم ہے گویا چھ ماہ گرمی کے ہیں اور موسم خریف اکتوبر نومبر دو ماہ ہے اور موسم سرما دسمبر اور جنوری دو ماہ ہیں۔ نقشوں میں انگریزی مہینوں کے مقابل عربی مہینے اس لیے لکھے گئے ہیں کہ ہر عربی مہینہ انگریزی مہینہ کی ۲۲ یا ۲۳ تاریخ کو چڑھتا ہے اس لیے عربی مہینہ کا حساب درست آسکتا ہے۔

یہ تمام بحث مفرد مادہ کی ہے۔ کیونکہ جب تک مفرد مادہ کے اوقات پیدائش سمجھ میں نہ آئیں تب تک مرکب کی سمجھ نہیں آسکتی اور زمانہ حال میں تپ مرکب ہی زیادہ پیدا ہوتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ پانی دریائی زراعت پونڈی فارمی رہائش میں آرام طلبی، خوراک پوشاک میں نزاکت ہو گئی ہے، اس لیے ہر شخص بلندی مزاج ہو چکا ہے امراض بھی وہی پیدا ہوتی ہیں جو خلط بدن میں زیادہ ہوتی ہے۔



مصیبت میں گھبراناکمال درجے کی مصیبت ہے

مرکب تپوں کی شناخت کا قانون

مرکب تپ کی شناخت کا قانون درج ذیل ہے۔
 ہر وہ تپ جو اپنے مقررہ وقت کو چھوڑ کر دیر کر کے چڑھتا ہے وہ مرکب ہے
 مثلاً خالص صفراوی تپ کا وقت ۱۰ بجے صبح مقرر ہے اگر وہ ۱۲ بجے یا اس کے بعد
 چڑھتا ہے تو اس میں بلغم یعنی سرور طوبت موجود ہے یعنی جس مادہ کے مقررہ وقت کے
 اندر بخار ہوتا ہے تو وہ مادہ یقیناً موجود ہے۔ بخار چڑھنے کے وقت سے مادے کی
 کمی زیادتی کا اندازہ عمدہ ہو سکتا ہے۔ جوں جوں اپنے وقت کا حصہ کم لیتا ہے اسی
 قدر مادہ کم ہے اور جس مادے کے وقت کا حصہ زیادہ لیتا ہے وہی مادہ زیادہ ہے
 مثلاً فرض کریں کہ ہر مادہ کا وقت ۶ گھنٹے ہے صفر کا وقت ۹ بجے سے ۲ بجے تک ہر گاہ
 یعنی ۹ بجے سے تیاری شروع ہوتی ہے اور ۱۰ بجے زور ہو جاتا ہے اگر ۹ بجے
 ہی تیز ہو جاتا ہے تو صفر رقیق ہے جو جلد گرم ہو کر تپ تیز ہو گیا اور رقیق مادہ جلد
 تحلیل ہو جاتا ہے اس لیے تین بجے سے پہلے ہی ٹوٹ بھی جائے گا۔

اگر تپ ۱۰ بجے چڑھے تو صفر معتدل ہے۔

اگر ۱۱ یا ۱۲ بجے چڑھے تو صفر میں رطوبت سوداوی ملی ہوئی ہے۔

اگر ۱۴ یا ۱۵ بجے چڑھے تو صفر کم ہے رطوبت سوداوی زیادہ ہے علیٰ ہذا القیاس
 اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

شروع تپ میں لرزہ اور پھر لازم ہو جائے اور پسینہ نہ آئے تو تپ مرکب ہے۔
تپ میں ہر وقت سرا اور لرزہ بار بار ہوتا ہو اور دو تین دن کے بعد پسینہ یکبارگی
آئے تو تپ مرکب ہے۔

اگر مطلقہ تپ میں لرزہ قوی آئے اور دیر تک ہے اور ہاتھ پاؤں سرد ہوں تو
تپ مرکب ہے۔

جب تپ میں بلغم ہو تو اگر صرف ہاتھ پاؤں سرد ہوں تو بلغم کا حصہ معمولی ہے اگر رانوں
تک سرد ہوں تو بلغم صفر برابر ہیں اگر کمر تک سرد ہو تو بلغم زیادہ ہے۔

جس نوبتی تپ کی نوبت ۱۲ گھنٹے سے زیادہ ہے وہ تپ مرکب ہے بشرطیکہ
۱۸ گھنٹے سے کم ہو اگر ۱۸ گھنٹے ہو تو تپ مرکب نہیں بلغمی نائبہ ہے۔

اگر بغض تین انگشت سے زیادہ طویل ہو اور عریض بھی ہو تو تپ مرکب ہے۔
اگر ہر روز اپنے دن کے تپ چڑھے اور ۴ سے ۱۲ گھنٹے تک نوبت ہو تو
دو وقت دائرہ جمع ہیں۔

ہر تپ دائرہ ہو یا لازم اگر اپنے دن کے یا کچھ پہلے چڑھے تو اس میں صفر کا
حصہ زیادہ ہے۔

اگر ۱۲ بجے دن کے بعد چڑھے تو بلغم صفر برابر ہیں اگر ۳ یا ۴ بجے چڑھے تو
بلغم زیادہ ہے یعنی جتنا دیر بعد چڑھے گا اسی قدر بلغم زیادہ ہوگی کیونکہ اشعات شمسیہ
سے صفر جلد گرم ہو جاتا ہے اور بلغم دیر سے گرم ہوتی ہے۔

اگر ایک دن تپ ہو اور دوسرے دن نرم ہو تو تپ شطرنجب ہے اس میں
بلغم صفر متنزج ہوتے ہیں بلغمی تپ کے ساتھ صفر اوی تپ خواہ دائرہ ہو یا لازم دونوں
اپنے اپنے وقت پر اپنے اپنے علامات کے ساتھ چڑھتے ہیں اور آسانی سے معلوم
ہو سکتے ہیں ہر ایک تپ دموی سینہ سے اوپر کے حصے سے چڑھتا ہے اور ہر ایک

صفر اوی تپ کمر اور پیٹھ سے شروع ہوتا ہے اور بلغمی تپ نچلے حصہ ناف سے ابتدا کرتا ہے اور ہر سو داوی تپ کے ہڈیوں جوڑوں سے لرزہ شروع ہوتا ہے۔ اس بات سے ہی مادہ کا اندازہ صحیح ہو سکتا ہے لیکن موسمی تپوں میں نبض ایسی کمزور ہوتی ہے کہ تصویر معلوم ہوتی ہے کیونکہ تپ کے دباؤ میں ہوتی ہے اور تپ بھی ضعیف معلوم ہوتا ہے۔ ایسے وقت میں جو انگلی نرا انگشت کے قریب نبض پر ہے اس کے نیچے صحیح حرکت ہے تو طویل سمجھو اور مرض کا مبداء سہرے اور اگر درمیانی انگلی کے نیچے حرکت ہے تو مادہ صفر ہے اور مرض کا مبداء خون بدن ہے اور آخری انگلی کے نیچے حرکت کرے تو یہ نبض تصویر ہے مادہ بلغم ہے اور مرض کا مبداء بدن کا پچلا حصہ ہے۔ ہر انگریزی ماہ کے نصف ہر ہندی مہینہ شروع ہوتا ہے اور انگریزی مہینہ کی ۲۳ تاریخ سے موسم کی تبدیلی شروع ہوتی ہے اور ۲۳ تاریخ سے ہی عربی مہینہ شروع ہوتا ہے۔ ثابت ہوا کہ عربی مہینہ ہی بلحاظ موسم صحیح اور اس کے مطابق ہوتے ہیں۔



روزہ آدمی طریقت اور آدھا علاج ہے

باب غا

مفرد تپوں کی شناخت و تشخیص اور علاج کا قانون

مفرد تپ بھی کئی قسم کے ہیں۔ ان کو علیحدہ علیحدہ جاننا بہت ضروری ہے۔

تپ مطبقہ :

یہ خون کا بخاب ہے۔ جسمِ آدم کی کوتاہی سے جو رطوبت نری خون میں پیدا ہوتی ہے وہ غیر طبعی ہونے کی وجہ سے پرورشِ بدن کے قابل نہیں ہوتی۔ لہذا بیرونی حرارت سے جس کو حرارتِ غریبہ کہتے ہیں متعفن ہو کر روح کو گرم کر دیتی ہے یا یہ کہ طبیعتِ رطوبتِ غیر طبعی کو نفع دینے کے لیے روح کو گرم کر دیتی ہے کیونکہ وہ رطوبتِ پرورشِ بدن کے قابل نہیں ہوتی۔ بہر حال طبیعت کی اس گرمی کا نام ہی تپ ہے۔ خون چونکہ جسم میں زیادہ ہوتا ہے اس لیے وہ سر سے پاؤں تک یکساں گرم ہوتا ہے اور چونکہ جلد کی باریک رگوں میں بھی ویسا ہی خون موجود ہوتا ہے اس لیے بدن پر ہاتھ رکھنے سے یوں محسوس ہوتا ہے جب لوہے کی گرم تختی پر ہاتھ رکھا ہوا ہے یعنی نہایت تیز گرم لیکن جب کچھ دیر ہاتھ رکھا رہے تو بوجہ رطوبت پھر پہلے سے کم گرم معلوم ہونے لگ جاتا ہے اور غنودگی سر کی گرانی نبضِ عظیم چہرہ سرخ متعفن جو رطوبت کا خاصہ ہے یہ علامات موجود ہوں گی۔ علاجِ مطفی و مصفی خون اور یہ ہیں جو تیز سرد نہ ہوں مثلاً مادہ الشعیر و اسبؤل وغیرہ۔ بہر خطنی مرض میں جگر کا نفع ضرور موجود ہوتا ہے اس لیے دوا میں مقوی

جگر اور دماغ اعراض ہونی چاہیے۔ عام نسخہ تپ مطبقہ یہ ہے۔ عتاب۔ نیلوافر۔ کاسنی اور املی کا خیسا زندہ بنا کر پلائیں۔ عتاب مصفی خون نیلوافر تیزی کو دور کرنے کے لیے کاسنی مقوی جگر ہے۔ املی اگر گرمی زیادہ اور قبض ہو تو اس کے لیے مفید ہے۔ اگر کھانسی بھی ساتھ ہو تو نزلہ بھی موجود ہوتا ہے۔ ایسی صورت میں بنفشہ۔ نیلوافر۔ لسوڑیوں کا خیسا زندہ دیں جو نیم گرم ہو۔

تپ سونوختس:

یہ تپ خون کے جوش سے پیدا ہوتا ہے اور مطبقہ سے کم تیز اور تمام علامات دماغی وہی مگر ذرا کم ہوتے ہیں۔ اگر صفرا کی رطوبت کے ملنے سے خون میں جوش پیدا ہوا ہے تو قشریہ اور سردی لگنا علامت ہوں گی۔ یہ دونوں تپ سر سے شروع ہوتے ہیں۔ اس کا علاج بھی وہی ہے جو مطبقہ میں بیان ہوا ہے۔

غیب خالص دائرہ:

جس کو تپ بھی کہتے ہیں۔ یہ تپ خالص صفرا کا ہے جب حرارت غریبہ کے اثر سے ہضم دوم میں کوتاہی ہو کر رطوبت نزیل کر صفرا کی زیادتی کا باعث ہو جائے اور کسی عضو میں جو بوجہ کمزوری اس کو دفع نہیں کر سکتا تو وہ عضو صفرا غیر طبعی کام کرنے جاتا ہے۔ یہ تپ کم سے چڑھتا ہے کیونکہ صفرا کا خزانہ پتہ ہے جو کمزور کے قریب ہے۔

۱۔ اپنے چڑھتا ہے کیونکہ دن میں یہی وقت صفرا کے زور کا ہے۔

اس کی گرمی تپ مطبقہ کی سی ہوتی ہے کیونکہ مادہ رقیق ہوتا ہے۔

۴ گھنٹے سے ۱۲ گھنٹے تک رہتا ہے اگر مادہ غلیظ یا کثیر ہو تو ۸ گھنٹے تک۔

سردی سخت لگتی ہے۔ اگر مادہ سینہ کے قریب ہو اگر معدہ میں ہو تو تپ بھی

آتی ہے اگر مادہ کم ہو یا فم معدہ میں سرائت کیا ہوا ہو تو ابکائیاں آتی ہیں۔ اگر مادہ امعا میں ہو تو دست آتے ہیں۔

ایک دن درمیان چھوڑ کر بارہی سے چڑھتا ہے اور تمام وجود گرم ہوتا ہے اگر یہ تپ ہر روز آئے تو دو غیب دائرہ جمع ہیں اور کوئی سے دو اعضا میں مادہ جمع ہے۔ جو اپنی اپنی بارہی سے چڑھتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی سرد و طوبت مل جائے تو پھر مدت دراز تک رہتا ہے۔ علاج کارگر نہیں ہوتا ہاں اگر غیب خالص ہی ہو تو سات بار سے زیادہ نہیں آتا۔ اگر سات بار سے بڑھ جائے تو وہ مرکب ہے۔ چنانچہ تپ مرکب کا علاج کیا جائے گا۔ اس کا نسخہ حسب ذیل ہے۔

کاسنی بنفشہ نیلوفر خیسا مذہ بنا کر میٹھا کر کے پلائیں۔ پانی جس قدر سرد ہو بہتر ہے۔ کاسنی تقویت جگر کے لیے بنفشہ مہل صفرا سے نیلوفر دافع تیزی صفرا ہے۔

غیب لازم:

یہ تپ ہضم سوئم میں حرارت غریبہ کے اثر سے پیدا ہوتا ہے۔ اس کی گرمی غیب دائرہ سے تیز اور محرقہ سے کم ہوتی ہے اور تمام وجود گرم ہوتا ہے کیونکہ صفرا داخل عروق تشغفن ہے اس لیے ہر وقت لازم رہتا ہے اپنے بھائی غیب دائرہ کی طرح شدت کر کے آٹھ یا بارہ گھنٹے کے بعد کچھ نرم ہو جاتا ہے بالکل نہیں ٹوٹتا اور غیب دائرہ یا سب دوری تپ بالکل ٹوٹ جاتے ہیں۔ مگر غیب لازم میں رزہ پسینہ نہیں آتا اگر اس میں رطوبت سرد مل جائے تو عوارض بدل جاتے ہیں (دیکھو تپ کی بحث) اگر صفرا خالص ہو تو ہفتہ سے زیادہ نہیں آتا علاج غیب دائرہ اور غیب لازم کا ایک ہی ہے یعنی صفرا کا علاج۔

تپ محرقہ صفراوی:

یہ تپ غلبہ لازم کا حقیقی بھائی ہے۔ اگر غلبہ لازم کا مادہ دل معده جگر کے لواحقہ رگوں میں متعفن ہو تو عوارض بوجہ ازیت عضورئیس سخت ہو جاتے ہیں۔ دونوں میں یہی فرق ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ غلبہ دائرہ کی ادویات میں آلو بخارا کا اضافہ کریں۔ اور بہتر ہے کہ اعلیٰ آلو بخارا دونوں اگر مادہ جلا ہوا ہو تو صرف سرد ادویہ سے درست نہ ہوگا بلکہ یہ بہیدانہ بلغم پیدا کرنے سے درست ہو سکتی ہے اور احتراق رک جاتا ہے۔

تپ ملغمی مواظبہ یا نائیبہ:

چونکہ ملغم خون خام کا نام ہے اس لیے اس کا دورہ بھی خون کے ساتھ تسلیم بدن میں ہوتا ہے اس کا خزانہ یا مستقر کوئی خاص عضو نہیں ہوتا اس لیے اس کا نوبتی ہونا کیونکہ ممکن ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ جب مہضم سوئم میں حرارت غریبہ کا اثر ہونے سے بلغم غیر طبعی ہو جاتی ہے یا رطوبت نرلی پیدا ہو جاتی ہے اور وہ طبیعت کے کارآمد نہیں رہتی تو وہ اس کو دھکیل دیتی ہے اور جس عضو میں اس کے دفعیہ کی طاقت نہیں ہوتی وہ اس کی رگوں میں بٹھیر جاتی ہے اس سے یہ مراد نہیں کہ صفرا اور سودا کی طرح وہ کسی عضو کے خلویں رہتی ہے بلکہ کسی عضو کے عروق میں مستقر ہو جاتی ہے پس اس کا مستقر ہونا ہی باعث فساد ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تھوک کی کثرت تو ہوتی ہے لیکن عیشوں کے باوجود تھے نہیں آتی اگر مادہ خلویں ہونا تو وہ ضرور نکلتا۔

یہ تپ ہر روز آتا ہے اور بیمار بہت دیر تک بیمار رہتا ہے کیونکہ بلغم کا حصہ وجود میں کافی ہے۔

دلت نوبت ۸ گھنٹے سے ۱۸ گھنٹے تک ہوتی ہے۔

وجود ٹوٹتا اور سردی لگتی ہے۔

تھوک سفید زبان سفید اور جی منگاتا ہے۔

زرد اور سفیدی غما چہرہ۔

منہ اور آنکھیں متورم سی اور ابھرا ہوا سا چہرہ اور پیاس کا نہ ہونا۔

چونکہ بلغم مادہ غلیظ ہے روح کو غلیظ کر دیتی ہے اس لیے بلغمی تپوں میں اطراف سرد ہوتے ہیں۔ کیونکہ غلیظ روح اطراف میں نفوذ نہیں کر سکتا۔ بلغم کی متعدد قسمیں ہیں جن قسموں میں علامات کا فرق ہے ان میں سے چار قسموں کی شناخت درج ذیل ہے۔

اگر وجود کا ٹوٹنا سخت ہو تو بلغم زجاجی ہے۔

اگر سردی سخت ہو تو بلغم ترش ہے۔

اگر تشعیرہ یعنی روگٹے کھڑے ہوتا اور ٹوٹنا کمزور ہے اور سردی سخت ہے تو

بلغم مالح ہے یعنی نمکین۔

اگر تشعیرہ میں روگٹے ہیں لیکن سردی کم ہے تو بلغم حلو یعنی شیریں ہوتی ہے غرضی

خواہ کوئی سی قسم کی بلغم بھی ہو۔ لیکن تپوں میں کم ہی فرق ہوتا ہے۔

ان تپوں کا عمومی علاج یہ ہے۔ کاسنی۔ سونف۔ مٹھہ۔ گلقد جو شانہ بنا کر دیں

یا گلقد یا سکنجین گھوٹ کر پیئیں۔

تپ لثقہ :

یہ تپ لازم ہوتا ہے اور افاقہ کا وقت معلوم ہونا مشکل ہوتا ہے باقی تمام علامات

دینیرہ میں موانظہ کی طرح ہے۔ حرارت اس قدر نرم ہوتی ہے کہ ہاتھ سے محسوس

نہیں ہوتی تا وقتیکہ کچھ دیر ہاتھ بدن پر نہ رکھا ہے اس لیے دق کے مشابہ ہے۔

اس کی شناخت یہ ہے کہ چہرہ ابھرا ہوا متورم سا معلوم ہوتا ہے۔ چہرہ باریک

ہوتا جاتا ہے اور نبض تپ ثقہ میں لمین صغیر ہوتی ہے اور دق میں صلب ممتد ہوتی ہے
 تشخیص کے لیے خوراک کے نفع گھنٹہ بعد نبض دیکھیے اگر تپ تیز ہو گیا ہے تو تپ دق
 ہے اگر تپ تیز نہیں ہوا تو پھر تپ ثقہ ہے اس میں قابل تجربہ کار طبیب بھی دھوکا کھا
 جاتے ہیں۔ اس کا علاج یہ ہے۔

کاسنی۔ سولف۔ ملٹھ۔ گلقد کا جوشاندہ دتبیجے۔

تپ محرقہ بلغمی:

یہ تپ معدہ دل جگر کی نواحی عروق میں بلغم شور کے پیدا ہونے سے ہوتا ہے۔
 تپ تو بلغم کا ہے مگر نواحی اعضاء رُسیہ متاثر ہونے کے سبب اور اذیت اعضاء رُسیہ
 کے سبب اس کا نام محرقہ رکھا گیا ہے جیسا کہ صفرا میں گزرا ہے۔ فرق صرف اس قدر ہے
 کہ یہ تپ بھی تشعیرہ رنگٹے کھڑے ہونے سے ابتدا کرتا ہے اور محرقہ صفراوی کے حکم
 میں آتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے۔

سنگنجین گرم پانی میں پلائیں۔ اس بخار سے بوڑھا آدمی بالعموم ہلاک ہو

جاتا ہے۔

تپ ربع دائرہ:

یہ تپ سوداوی ہے جس کو چوتھا بھی کہتے ہیں کیونکہ دو روز درمیان چھوڑ کر یہ
 آتا ہے خواہ سودا طبعی مقدار میں زیادہ ہو جائے یا چاروں خلطوں میں سے کوئی ایک
 خلط بل کر سودا بن گئی ہو پھر بھی بلحاظ اصلیت اس خلط کے علامات کمزور ہی باقی ہوتے
 ہیں جس سے شناخت ہو سکتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے۔

سولف کاسنی ملٹھ گاؤزبان تخم بانگو گلقد۔

ان ادویہ کا جو شانہ تیار کر کے گلتند میں گھوٹ کر تخم بانگو پھانک کر جو شانہ پی
لیں اور صبح و شام استعمال کریں۔

تپ ربلع لازمہ :

یہ تپ بھی مادہ سودا سے پیدا ہوتا ہے مگر مادہ سودا داخل عروق ہونے کی وجہ
سے لازم رہتا ہے مگر بہت خفیف۔ ہاں ربلع دائرہ کے وقت پر دو روز کے بعد شدت
کرتا ہے اور ہڈیوں سے چڑھتا ہے چونکہ یہ مادہ غلیظ اور لمیس دار ہوتا ہے لہذا ۲۴ گھنٹے
میں تحلیل ہو کر تپ کا زور ٹوٹتا ہے۔ اگر مادہ کی مقدار کم ہو تو جتنے دن میں مادہ جمع ہوتا ہے
وہی اس کا نام ہے۔ مثلاً ۵ دن بعد یا آٹھ یا دس دن بعد۔ میں نے پندرہ دن بعد
چڑھنے والا تپ بھی دیکھا ہے۔ علاج میں تیز گرم یا سرد ادویہ استعمال نہ کی جائیں۔
ربلع دائرہ کا نسخہ ہی استعمال کریں۔

تپ مرکب :

اس کی قسمیں اس قدر ہیں کہ نہ حساب لگانا ممکن ہے نہ علاج کا احاطہ کرنا
آسان ہے۔ البتہ دو بڑی قسمیں ہیں۔ ایک شطر الغب دوسرا غب غیر خالص شطر الغب
میں دونوں مادے الگ الگ ہوتے ہیں۔ ایک دن صفر کی باری ہوتی ہے تو دوسرے
دن بلغم کی۔ آسان شتاخت یہ ہے کہ ایک دن ۱۰ بجے چڑھتا ہے اور عوارض سخت
ہوتے ہیں یہ صفر خالص کا تپ ہے دوسرے دن بلغمی نائبرہ کی باری ہوتی ہے وہ ۳ بجے
بعد دوپہر چڑھتا ہے اور عوارض نرم ہوتے ہیں۔ دوسرا غب غیر خالص ہے اس میں
دونوں مادے باہم متنزع ہوتے ہیں اس میں غسل وغیرہ سے احتراز کریں۔ ان سب
تپوں کا علاج یہ ہے کہ اگر صفر غالب ہو تو کاسنی ملے۔ نیلو فر تولہ۔ آلو بخارا دس وارہ

خیاں نہ بنا کر دیں۔ اگر بلغم غالب ہو تو سونف مٹھہ۔ گلفند جو شانہ بنا کر پائیں۔ چونکہ یہ تپ تشخص میں بہت مشکل پیدا کرنے ہیں۔ علاج کارگر نہیں آتا لہذا تپ دق پیدا ہو جاتا ہے اس لیے بڑے غرور اور تجربہ کے بعد نقشہ ۵ اور نقشہ ۴ جو بنائے گئے ہیں اور ادویہ مکھڑی ہیں اور تشخص کو اثرات شمسی کے مطابق بتایا گیا ہے اس کا اہتمام کریں اگر کسی اندرونی عضو میں ورم ہو جانے سے تپ لازم پیدا ہو جائے تو اس کا علاج بھی ورم کا دور کرنا ہی ہے لیکن اگر اس میں مہل قوی دیا جائے تو ورم منجر یعنی ورم صلب ہو جاتا ہے جس کا علاج بہت مشکل ہے، فرض بتائے گئے طریق کار کے مطابق عمل کرنے سے تپوں پر کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

نیز گرم مضمون میں لیشب شگفتہ یا سفوف کچلہ دورتی عرق نیلوفر سے دیں تو بہت جلد نفع ہو جائے گا۔ اس کے بعد تنقیہ بیخ جلابہ سے کریں۔ غذا سرد کشاب جو اور گرم بخود آب کافی ہے۔ نوبتی بخاروں میں تپ اور دست ذہن کے شروع میں اور پسینہ آخر میں آکر تپ ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ کسی ایک عضو میں مادہ جمع ہوتا ہے جب وہ تحلیل ہو گیا تو تپ ٹوٹ گیا۔ یہ جمع شدہ مادہ تمام بدن سے جمع نہیں ہوتا اور نہ یہ ممکن ہے بلکہ صرف ایک ہی عضو میں ہضم کمزور ہونے کے سبب خلط غیر طبعی ہو گئی۔ چنانچہ روز کے ہضم سے جمع ہو کر جب اتنی طاقت ہو جاتی ہے کہ تپ پیدا کر دے تو تپ پیدا ہو جاتا ہے۔ یہ مادہ اگر معدہ میں ہے تو تپ آئے گی اور اگر امعاء میں ہے تو دست آئیں گے حسب موقع و محل کام ہوگا۔

طبیعت چونکہ مدبر بے شعور ہے وہ مادہ کی پیدائش کو تو بند کر نہیں سکتی البتہ اس کو خارج کرنے پر زور دیتی ہے۔ اخلاط غیر طبعی مختلف القوام ہوتا ہے اس لیے جب ہم کسی مادہ کو نکالنا چاہیں تو ضروری ہے کہ ہم اس کو پہلے نکلنے کے قابل کر لیں یعنی جو حصہ غلیظ ہے وہ قدرے رفیق ہو جائے گا اور جو حصہ رفیق ہے وہ قدرے

خلیظ ہو کر یکساں ہو جائے تو سب یکبارگی خارج ہو جائے گا اسی کا نام نفضیح ہے۔ گرم دلوں میں بھگو کر دوا کا پلانا اور سرد دلوں میں جوش دے کر پلانا اور معتدل موسم میں گرم پانی میں بھگو کر دوا کا پلانا ہی مفید ہو سکتا ہے۔ یہی اصول علاج ہے کہ سردہ مادہ کو ہمیشہ مطبوخ اور تیز گرم مادہ کو ہمیشہ خیساندہ ہی بہتر ہوتا ہے اگر تیز نہ ہو تو پھر شربت بہتر ہے لیکن مطبوخ خیساندہ سے زیادہ سریع الاثر ہوتا ہے اور اعضا بعیدہ اور تنگ راستوں میں سے گزر جاتا ہے۔ مگر شروع تپ میں نہ دینا چاہیے یہ سرسام پیدا کرتا ہے اور ملٹھ ہفتہ بھر بیمار ہونے کے بعد فائدہ کرتی ہے اور خوب کلاں سرد دوائے کو دینا منع ہے۔



جنتی حرص ہوتی ہے اتنا ہی اللہ پر یقین کم ہوتا ہے

باب ۱۱

مفردات برائے معدلات و منضجات کا قانونِ تاثیرات

مختلف ادویات کا مناسب موقعہ پر نسخوں میں شامل کرنا ضروری ہے اور ان کی تاثیر سے آگاہی بھی لازم ہے۔ چنانچہ مختلف مفرد ادویات سے مختلف تاثیر درج کی جا رہی ہیں۔ مندرجہ ذیل ادویہ معدلاتِ خون ہیں۔ خوراک کی مقدار بھی دے دی گئی ہے۔

(۱) معدلاتِ خون:

بسفاج، مکو، سندلین، کاہو، آلو بخارا، ہیلہ زرد، سوڑیاں، گاؤ زبان کاسنی، گل سرخ، آپ لیموں، سکنجبین، شربتِ عناب یا شربتِ صندل یا کیوڑہ آب سولف، آب شاہترہ، ماد العسل، السبغول، تخم ریجاں، مسور یا پھنے کا چھلکا جوشِ خون کے لیے۔

ان مفرد ادویہ کے اثرات:

بسفاج، ماشہ: مرہ سودا اور ہر خلطِ غلیظ کا مہل ہے یعنی اسے آسانی سے نکلنے کے قابل کرتا ہے۔ امعاء سے سودا کو دفع کرتا ہے۔

مکو۔ ماشہ: یہ دوا مادہ کو پکا کر نکلنے پر تیار کرتی ہے۔ رطوبتِ قابض مسکنِ حرارت دپیس درم ظاہری و باطنی کو تحلیل کرنا اور ریاح امعاء کو تحلیل کرنا اس کا فعل ہے۔
سندلین، ماشہ: صفرا اور خون کا بوجہ سرد ہونے کے مشترک معدل ہے۔ مگر صندل سرخ

بدن پر لپ کے لیے مفید ہے اور صندل سفید خوراک میں مفید ہے۔
کاہو ۵ ماشہ؛ معفی خون مسکن تیزی صفراء خون و پیاس مانع انجرات و سوزش معدہ ملین
 اور نیندا آور ہے۔

آلو بنجارا ۱۵ دانہ؛ جوشی خون و پیاس صفراء و خونی بنجار۔ منضج ہر مادہ۔ میں امسا
 کھانسی کو مفر نہیں ہے۔

ہلیلہ زرد ۹ ماشہ؛ تقویٰ دماغ و معدہ و حواس ذہن مہمل و منفتح سدہ۔ مالنخولیا جزون و سواس
 خفقان و جذلم و مرکب بنجار دریا ح بوا سیر بوجہ جاذب رطوبت ہونے کے۔
 جب تک بیماری کو دوہفتے گزر نہ جائیں اس کا استعمال مناسب نہیں ہے۔

لسوڑیاں ۲۰ دانہ؛ معدل خون و سودا میں مشترک بوجہ لیس دار ہونے کے۔
گاؤ زبان ۵ ماشہ؛ معدل خون و سودا میں مشترک ہے بوجہ لعاب دار ہونے کے۔
کاسنی ۶ ماشہ؛ معدل خون و صفراء دونوں میں مشترک ہے بوجہ مرد و معفی خون ہونے
 کے

گل سرخ ۷ ماشہ؛ معدل خون و صفراء و بلغم تینوں میں مشترک ہے۔ بوجہ رطوبت کو چوس
 لینے کے۔

(۲) منضجات صفراء :

کاسنی نیفشہ۔ نیوفز۔ لین ایسقول۔ بیدانہ۔ املی۔ مغز خیار بن خرفہ۔ دھنیا عناب
 شاہترہ۔ بیج۔ کاسنی گل سرخ وغیرہ۔

ان مفرد ادویہ کے اثرات:

کاسنی ۶ ماشہ بزرہ تولہ؛ مسکن تیزی و گرمی صفراء خون و پیاس۔ خونی و صفراء

بخاروں کو مفید۔ مسام کھونا۔ جگر کی گرمی و پیاس ضعف گردہ و طحال کو نافع سدہ کھونا اس کا خاص فعل ہے۔

بنفشہ ۶ ماشہ؛ صفرا کو بالخاصہ آسانی سے نکالتا ہے دماغ سے مسکن پیاس وحدت خون و سوزش مثانہ محلل ورم سینہ و حلق کے کھر کھرانے اور کھانسی کو مفید ہے۔

نیلوفر ۱۰ ماشہ؛ مسکن حرارت و تیز نزلہ و کھانسی اور سینہ کی خشکی و درد سر صفراوی اور اس کا خاصہ ہے کہ ناخود محمل بصفر ہوتا ہے اور ناشمولہ ادویہ کو ہونے دیتا ہے۔
سندلین ۷ ماشہ؛ مواد کو پکانا۔ خفقان و سوزش معدہ کو مفید۔ مفرح و مقوی۔ دل و معدہ قابض محلل ورم و مصفی خون۔ اور ضماد کے لیے مریخ بہتر ہے سفید سے۔

ایسبول ۶ ماشہ؛ مسکن گرمی و سوزش خون و پیاس و بخار ملین امعاء حلق و سینہ و زبان و زخم امعاء و زخم امعاء و زخم وغیرہ۔

بہیدانہ ۵ ماشہ؛ خشک کھانسی مطفی حرارت معدہ و سوزش و خشکی زبان و دہان و زخم امعاء امر امن صفراوی۔

مغز خیارین ۶ ماشہ؛ منقی عروق از مواد لزجہ مسکن سوزش۔ خون و پیاس و گرم بخار و مدرو مفتح سدہ اور مجلی۔

خرزہ ۵ ماشہ؛ مسکن صفراوی بخار و پیاس و درد سرد گرمی معدہ درجم و جگر و کھانسی و ذیابیطس۔

دصنیا ۵ ماشہ؛ مسکن صفرا و منفع مادہ ردی۔ منوم و اکثر امر امن دماغی۔ مفرح و مقوی دل و دماغ و خفقان و دوسواس و جریان می و حالبس جلاب مقوی قوت ماسکہ۔
عنا ب ۱۰ دانہ؛ غلیظ خلطوں کو مقلد قوام کرنا اور نکالنا خون لطیف و صاف کرنا۔
سینہ و حلق کو نرم کرنا۔ سوزش و پیاس و خشک کھانسی و درد جگر و صدروم کے

درد کو دور کرنا۔

شہترہ ۷ ماشہ: صفرا بلغم و سودا کو نکالنا خون صاف کرنا امراض سوداوی کو مفید آب مرقق مقوی معدہ داشتہ و ملین طبع مقوی جگر و طحال و سدہ کھولنا۔
بیج کاسنی ۶ ماشہ: منضج بلغم و صفرا دونوں میں مشترک ہے۔ بوجہ رطوبت چوس لینے کے بلغم و صفرا دونوں میں رطوبت ہوتی ہیں۔
گل سرخ ۲ تولہ: منضج بلغم و صفرا دونوں میں بوجہ رطوبت کے چوسنے کے دونوں مادیوں میں مشترک ہیں۔

(۳) منضجات بلغم:

خطمی منقہ۔ ملٹھی۔ گل سرخ۔ پر سیاہ شاں۔ انجیر۔ سونف۔ سونف رومی۔ سنبل
 جازی۔ برنجاسف۔ چائتہ۔ بیج کاسنی۔ بیج سونف۔

ان مفرد ادویہ کے اثرات:

خطمی ۷ ماشہ: منضج اخلاط محلل اور امسکن دروغہ میں پاشوہ کے ذریعے دماغ کی طرف بخارات چڑھنے سے روکتی ہے۔

منقہ ۱۰ دانہ: بلغم کو چھانتا ہے منضج اخلاط و محلل و مضمی معدہ و امسا مقوی جگر و منقہ
 ریہ از ریاح۔

ملٹھی ۱۰ دانہ: خلط غلیظ کو معتدل توام کرنا۔ پیاس و سوزش معدہ کو دور کرنا رطوبتوں کا نکالنا۔ سینہ و حلق کو نرم کرنا امراض سینہ و حلق و تنگی سانس میں کارآمد ہے۔

گل سرخ ۲ تولہ: مسکن صفرا و بلغم مقوی و مفرح و سہل و محلل و نرم و ریاح و درد گردہ

درد سرد بخار و خفقان و غشی۔

پرسیادشاں تولہ؛ خلطوں کو لطیف کرنا اور منہج کرنا محل دم و ریاح بلغم و صفرا کو چھاننا
دنگالند سینہ صاف کرنا حیض و پیشاب کھولنا ورق کھانسی کھر کھرہٹ درد
سینہ میں مفید ہے۔

انجیر ۵ ماشہ؛ فالج و بلغمی امراض ملین طبع آہستہ آہستہ دست لانا لاغری گردہ۔ عسر بول
درد طحال کے لیے مفید۔

سولف دیسی ۹ ماشہ؛ بلغم کو چھانٹنا تبخیر دور کرنا مادہ پکانا۔ سینہ جگر طحال گردہ۔ شانہ
کے سہے کھولنا۔ درد پیٹ کو دور کرنا۔ بینائی دمعہ کو قوی کرنا محل ریاح
اس کا عرق تپوں کو مفید ہے۔

سولف رومی ۷ ماشہ؛ بلغمی بخار ریاح کو لطیف کر کے تحلیل کرنا۔ پیشاب چلانا مسکن
درد دم معدہ اور سردہ کھولنا۔

سنبل الطیب ۴ ماشہ؛ معدہ و سینہ کی رطوبتوں کو خشک کرنا مقوی دماغ و جگر۔ معدہ و
قت ماسکہ درد۔ مفتت سنگ گردہ و مفید یرقان ہے۔

خیازی ۹ ماشہ؛ ملین و معدل بلغم۔ کھانسی منفع سدہ جگر۔ درد دم طحال۔ یرقان اور زخم
امعا و پھیش زخم شانہ۔ سوزش بول کے لیے مفید ہے۔

برنجاسف ۸ ماشہ؛ مدر حیض و عسر ولادت در رفع حمیات و ملبوخ امراض رحم ہے۔
چراغ ۷ ماشہ؛ خون کو صاف کرنا۔ درد معدہ و جگر اور مدر۔ درد سینہ در رحم و
خارش و جذام۔

بیخ کاسنی ۶ ماشہ۔ مرکب بخار کہنہ۔ تسبیح اطراف دورم اعضا اندرونی۔ ملطف
اخلاط و آمدورفت۔ غذا کا راستہ و معفی خون و محل و مولد و مدر۔

بیخ سولف ۶ ماشہ؛ رطوبت معدہ کو چوسنے کے لیے مخصوص ہے نیز معدہ کے

دیگر امراض۔

(۴) منضجات سودا:

منقہ۔ انجیر۔ ملٹھ۔ اسطوخودوس۔ سوڑیاں۔ عناب۔ زرنجین۔ شاہترہ۔ بادرنجبویہ
انتیمون۔ مغز خربوزہ۔ پرسیاوشان۔ سولف۔ سنبل الطیب۔ گاؤزبان۔

ان ادویہ کے اثرات:

منقہ ۱۰ دانہ: منضج سودا و بلغم دونوں میں مشترک ہے
انجیر ۵ دانہ: منضج سودا و بلغم دونوں میں مشترک ہے
ملٹھ ۶ ماشہ: منضج سودا و بلغم دونوں میں مشترک ہے
اسطوخودوس ۷ ماشہ: بلغمی و سوداوی مادہ کو نکالنا۔ سینہ اور دماغ کے امراض کو
مفید مقوی دل و دماغ۔ بدن و شکم و اعضاء اندرونی و مقوی و مفرح و مصفی ارواح
محلل مادہ روی و ملطف۔

سوڑیاں ۲۰ دانہ: پیٹ۔ سینہ و حلق کو نرم کرنا۔ صفرا کو نکالنا بلغمی خون و مواد کو
چھانٹنا۔ مسکن تیزی۔ صفرا و خون۔ پیاس و امعا کی خراش و گرمی تپ و خشک کھانسی
و درد سینہ کیلئے۔

عناب ۱۰ دانہ: صفرا اور سودا دونوں میں مشترک۔ یہ دونوں مادے خشک ہیں اور
عناب تر ہیں لہذا مشترک ہے۔

شاہترہ ۷ ماشہ: منضج بلغم صفرا و سودا تینوں میں مشترک ہے کیونکہ خون کو سب روی
خلطوں سے پاک کرتا ہے۔

انتیمون ۹ ماشہ: سودا و بلغم کو نکالنا محلل۔ اور ام و مفتح سدہ و تافع اقسام مایخویا و

تخم ریجان پر سیا شاں اور بدن کی مالش دریا صفت درکار ہوتی ہے اگر صفرا ملنے سے خون رقیق ہے تو سہل صفرا۔ بلیہ کابلی۔ شربت عناب مسور کا پانی وغیرہ دینا چاہیے چاروں خلطوں کے منضج چند ادویہ عام مستعملہ لکھ دی ہیں۔ یہ نہیں کہ بہر خلط کے نضج کے لیے سب ادویہ لینی چاہیے بلکہ بلحاظ ان اعضاء کے دعائیں لکھی ہیں۔ جو عضو بیمار ہے اور اس کے کام متروک ہیں ان متروک کاموں کے لحاظ سے ہی عضو کی بیماری سمجھی جاسکتی ہے۔



تجربے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ عقلمند ہمیشہ ان میں اضافہ کرتا ہے

اشیاء کے ذائقے اور ان کی تاثیروں کا قانون

مختلف ادویہ اپنے ذائقے کے لحاظ سے بھی مختلف تاثیریں رکھتی ہیں اور اپنی ہیئت اور کیفیت کے لحاظ سے بھی۔ مثلاً ہر وہ دوا جو لیس دار لعاب رکھتی ہے وہ تر ہوتی ہے اور ہر مرطوب چیز گرم ہو یا سرد درجہ اول میں گرم یا سرد ہوتی ہے اس لیے اس کی گرمی سردی تو اثر پیدا نہیں کر سکتی مگر اس کا لعاب ہیوست کو رفع کرنے کی وجہ سے خلط میں اعتدال پیدا کر دیتا ہے۔ مثلاً ہر وہ دوا جو لعاب دار ہے اگر گرم ہے تو معدل سوجا ہوگی۔ اگر سرد ہے تو معدل صفر ہوگی جیسے گاؤ زبان بہیدانہ وغیرہ اور ہر وہ چیز جو خشک ہے یعنی لعاب دار نہیں ہے۔ اگر گرم ہے تو منفع بلغم ہوگی اگر سرد ہے تو مصفی خون ہوگی بشرطیکہ اس کی گرمی سردی دوسرے درجے کی ہو ہر وہ چیز جو قد سے عفو صفت رکھتی ہے اور ہر خوشبو دار دوا بھی اور رطوبت غیر طبعی جگر وغیرہ سے چوس لینے کے لیے جگر کو قوت دیتی ہے اور نپ مرکب کہنہ جو بوجہ کمزوری جگر ٹوٹا نہیں ہے اسے فائدہ دیتی ہے۔ مثلاً سب جڑیں ریوند خطائی۔ گل سرخ۔ سبیل وغیرہ اور جو دوا زیادہ عفو صفت رکھتی ہے وہ معدہ کی رطوبت کو دور کرتی ہے جو مزے میں حریف ہیں وہ معدے اور منہ کی غدودوں سے ہاضم پانی کی منج لاتی ہیں لہذا وہ ہاضم ہوتی ہیں۔ مثلاً مرچ سیاہ۔ زیرہ وغیرہ اور ترش چیزیں بھی سہی کام کرتی ہیں ہر ترش چیز سرد خشک ہوتی ہے اور ہر عفو صفت چیز بھی سرد خشک بار رطوبت فضلیہ

ہوتی ہے ہر پھکی چیز سرد تر ہوتی ہے ہر شیریں چیز عموماً گرم تر ہوتی ہے اور عموماً تلخ چیزیں گرم خشک اور سرخ رنگ والی چیزیں عموماً حالم اور مغلظ خون ہوتی ہیں۔ عموماً تمام جڑیں تمام پتے تمام پھول۔ تمام تخم بے مغز سب دانے سب گوند سب روغن اور درختوں کے دودھ گرم خشک ہوتے ہیں۔ شیر حیوانات مرکب القوی اور چربی اور لعاب اور قشر و پوست خشک ہوتے ہیں۔ سب پنجال سب معدنیات سب حریف اشیاء گرم خشک اور سب مغز دار تخم اور نر خشک خستہ و عصارہا و پوست درختاں تازہ سرد اور سب خستہ سرد خشک جمیع اعضاء حیواناں بر اعضاء انسان تیس کر لین یہ سب کچھ جو کھا گیا ہے کلیہ قاعدہ نہیں بلکہ عموماً ایسا ہی ہوتا ہے۔ اس کے برخلاف بھی چیزیں ہیں مگر بہت کم۔ اکثریت پر قیاس کیا گیا ہے جو اکثر درست ہے۔

ادویاتِ سہلہ :

ہر دو اسہل جو منہ اور حلق میں سوزش پیدا کرتی ہے وہی معدہ میں بھی سوزش پیدا کرتی ہے وہ بلغمِ رقیق کو نکالتی ہے۔ سوزش کو دور کرنے کے لیے طبیعتِ رقیق بلغمِ جسم سے جمع کر کے معدہ میں ڈالتی ہے اس لیے اسہالِ رقیق آتے ہیں جیسے حب الملوک یا دندو دانہ۔ ہر دو اسہل جو مقص ہو وہ منہ اور حلق کو سکیرتی ہے اسی طرح معدہ کو بھی سکیرتی ہے چنانچہ معدہ کو کشادہ کرنے کے لیے ترش سودا کو معدہ میں ڈالا جاتا ہے اس لیے وہ سودا کو یا گاڑھی بلغم کو نکالتی ہے۔ جیسے ہلبہ۔ یا اگر عفونت کمزور ہو تو جگر سے پانی کھینچتی ہے جیسے گل سرخ ہر دو اسہل جو لمیس دار ہو وہ معدہ کو چسپاں کرتی ہے اور اسہال لانے میں کمزور ہوتی ہے اور جلد اثر نہیں کرتی۔ اس لیے اگر رات کو کھائی جامے تو تفتیہ دماغ کرتی ہے جیسے مہر اور سنا جو منہ اور معدہ کو بد مزہ کرتی ہے۔ پانی بہت آتا ہے لیکن وہ سدہ کو خوب نکالتی ہے۔

نباتات کے اجزاء کی خاصیتوں کا قانون

باری تعالیٰ نے اپنی تمام زمینی پیدائش کو زمین سے پیدا کیا ہے اس لیے وہ زمین کا ہی جزو ہیں۔ حیوانات کے قریب الخلفت نباتات ہیں اس لیے حیوانات کی غذا بھی ان سے ہی مقرر کی گئی ہے تاکہ قریب المزاج ہونے کی وجہ سے پرورش میں نقص نہ آئے ہمیشہ مضمٹ خوراک کی خرابی سے ہی امراض پیدا ہوتے ہیں اور ان کا علاج بھی نباتات سے ہی بتایا گیا ہے تاکہ دیدہ شنیدہ اور جانے بوجھے اور مانوس ہونے کی وجہ سے دل میں کوئی خدشہ اور خطرہ نہ ہو جب کہ انسان بھی زمین کا ہی ایک جزو ہے اور جڑی بوٹیاں بھی زمین کا ہی جزو ہیں تو ظاہر ہے کہ زمین سے جس قانونِ فطرت کے ماتحت یہ پرورش پاتی ہیں۔ اسی طاقتِ فطری سے یہ جسم انسانی میں بھی عمل کرتی ہیں۔

ہوشمندی سے کام لینا تو طبیب کا فرض ہے مثلاً نباتات کی جڑیں زمین سے اپنی خدکِ رطوبت کی صورت میں چوستی ہیں اور ڈٹھل تک پہنچاتی ہیں اور یہ خوراک اس کو سخت اور توانا کرتی ہے حیوانات میں اس کی مثال ہڈی ہے۔ جب انسان کے جسم میں ان چیزوں کے جوہر داخل کیے جائیں تو وہاں بھی وہ یہی کام کریں گی یعنی اپنے نسبتی عضو سے یا تمام جسم سے جو رطوبت سے ڈھیلا پڑ کر نا طاقت ہو چکا اس کی رطوبت چوس لیں گی جیسے جڑ کا سنی جگر سے، جڑ سولف معدہ سے، انجبار خونِ رقیق

بہنے والے سے، رطوبت چوس لیتے ہیں اور خون غلیظ ہو کر بند ہو جاتا ہے لہذا سب جڑیں گرم خشک ہی ہوتی ہیں۔ پھال اور پتے تو بمنزلہ گوشت ہیں۔ پتے ہوا سے عذراک حاصل کرتے ہیں۔ ہوا کا زہر یلا حصہ دن میں پتوں کی خوراک ہے اور رات کو زہریلی ہوا کا فضلہ باہر نکالتی ہیں جب ان پتوں کے جوہر بدن انسانی میں داخل ہوں گے تو جسم کے غیر طبعی ریاح کو کھینچ لیں گے۔ اس لیے ریاچی امراض میں پتوں کا استعمال بہت ضروری ہے اور جو جڑی بوٹیاں ریح شکن ہیں ان کے بھی پتے ہی کام آتے ہیں۔

ڈنٹھل کو جڑوں کی طرف سے بھی اور پتوں کی طرف سے بھی غذا ملتی ہے چونکہ یہ غذا میں مشترک ہیں اور تاثیر میں بھی مشترک ہیں اس لیے یہ پتوں اور جڑوں دونوں کا کام دیتے ہیں مگر کمزور سا۔ البتہ ہڈیوں کے امراض میں ان کا استعمال ضروری ہے چنانچہ تھوہر ڈنڈا ہڈیوں کے ٹوٹنے میں کام آتی ہے۔ پھول کی غذا پتوں کی سی ہے مگر نہایت لطیف اور صحت افزا۔ یہی وجہ ہے کہ پھول صبح کی ہوا میں اور جب تک سورج کی صحت بخش شعاعوں میں زمینی بخارات کی ملاوٹ نہیں ہوتی یعنی دس بجے تک کھلتے رہتے ہیں اور پھول نباتات میں بمنزلہ روح حیوانات ہیں اور ان کے جوہر جسم انسانی میں داخل ہو کر روح حیوانی کو طاقت دیتے ہیں جس سے روح قوی ہو کر اخلاط غیر طبعی کو اپنی لطافت اور گرمی سے نضج دیتی ہے یعنی غلیظ قدرے رقیق اور رقیق قدرے غلیظ ہو جاتی ہے اس طرح خلط غیر طبعی رطوبت ملنے کی وجہ سے مختلف القوام ہوتی ہے اگر اس کو بلا نضج مہل دیا جائے تو رقیق خارج ہو کر اور غلیظ باقی رہ کر بیماری کو مستقل کر دیتی ہے۔ پس نضج سے متفق القوام ہو کر سب کی سب مہل سے نکل جاتی ہے۔

پھل نباتات میں بمنزلہ منی حیوانات میں ہے جیسا کہ منی تمام اخلاط و قوی

کاجوہر ہے۔ ویسا ہی تخم اپنے پودے کا جوہر یا نتیجہ ہے۔ چونکہ حیوانات میں خصوصاً انسان نباتات سے لطیف تر ہے اس لیے اس کے بیج کی پرورش کے لیے نہایت محفوظ محل کی ضرورت تھی جہاں بجز روحی تاثرات کے کوئی ضرر نہ پہنچ سکے اس لیے حیوانی بیج کو باری تعالیٰ نے پرورش کے لیے رطوبت شامل کر دی اور وہ بجائے نباتاتی سخت بیج کے لطیف اور آب غلیظ کی مانند بنایا گیا تاکہ بطریق انجکشن ٹپک کر اپنے مخفی محل خاص میں پہنچ کر اور اس محل کو ہر ماہ صاف و شفاف کرتا ہے تاکہ وہ لطیف بیج کی بخوبی پرورش کر سکے۔ اب اگر محل یعنی رحم میں استعداد پرورش موجود ہے تو وہ اس کو سنبھال لیتا ہے اور قدرت کی مدت معینہ تک پرورش کرتا ہے لیکن رحم کا مزاج اگر بلغمی ہے تو پیدائش ناقص یعنی مادہ ہوگی اور اگر گرم ہے تو پیدائش کامل یعنی نر پیدا ہوگا یا اگر مزاج رحم کو خود بدلا جائے تو ویسا ہی پھل ہوگا جیسا کہ اس کا مزاج بنایا گیا ہے۔ اگر رحم میں پرورش کی استعداد نہیں ہے یا خود ادویہ سے استعداد ضائع کر دی گئی ہے تو پھر بچہ ہونا ناممکن ہوگا بعض ارمام میں بوجہ کمزوری کئی مدت تک استعداد نہ ہونے کے بعد پھر پیدا ہو جاتی ہے اور بعض میں یہ استعداد کافی موجود ہوتی ہے اس لیے وہ جلدی سے قبول کر لیتی ہے۔

دینا کے اقالیم کو جنر افیہ سے پڑھ کر دیکھو کہ سرد تر ملک کے باشندے گے خوبصورت۔ قوی دماغ۔ دانا۔ جسم۔ دراز عمر با اتفاق با حوصلہ اور مخفی ہوتے ہیں۔ وہاں بیماریوں کو شربت وغیرہ موافق نہیں ہوتے۔ وہاں خشک دواؤں کا علاج ہی فائدہ کرتا ہے۔ جیسے یورپ دکشمیر وغیرہ۔ اس کے علاوہ گرم تر ممالک کے باشندے سیاہ رنگ پوست قامت چڑچڑ سے بد مزاج بد صورت کم حوصلہ کم عقل آرام طلب اور بے اتفاق ہوتے ہیں۔ ان علاقوں میں بیماری عام ہوتی ہے خصوصاً آتشک سوزاک جذام وغیرہ شربت نقصان دہ اور خشک ادویہ خوب سفوف وغیرہ مفید ہوتے ہیں جیسے مراکس و جزائر جنوبی وغیرہ۔ سرد خشک ملکوں کے باشندے بھورے

رنگ قوی ہیکل قوی دماغ لیکن کم عقل دراز عمر مکار حیوانیت کا مادہ زیادہ بیماری کم
 خشک ادویہ نقصان دہ شربت مفید جیسے سائبریا۔ روس افغانستان وغیرہ گرم
 خشک ملکوں کے باشندے زرد رنگ اور ہر بات میں مختلف رنگ قد و قامت
 عقل ذہانت میں مختلف حصہ میں برابر عمر کم، بے اتفاق باغیرت اور بہادر ہوتے
 ہیں جیسے پنجاب عرب مشرق وسطیٰ پس یہی تاثیر جب رحم میں پیدا ہوگی تو بچہ بھی ویسا
 ہی پیدا ہوگا اور جس قدر رحم مصفا پاکیزہ اور تندرست ہوگا ویسا ہی بچہ خوبصورت
 اور تندرست ہوگا اس کا انحصار خوراک اور رہائش پر بھی ہوتا ہے باقی عادات دلیر
 ذہین عقل مندیہ سب باتیں صحبت اور مجلس پر ہوتی ہیں جس قسم کے تصورات والدہ
 میں پیدا ہوں گے ویسا ہی بچہ بھی ہوگا۔

پہل کی پرورش سورج کی روشنی پر منحصر ہے وہ روشنی سے خوراک حاصل کرتا
 ہے۔ اس لیے انسان کے جسم میں اس کے جوہر وہی عمل کرتے ہیں یعنی روح کو طاقت
 دے کر اخلاط کا نضج کرتے ہیں یعنی روح حیوانی کو یا روح نفسانی کو اور بعض روح طبعی
 کو غرض اپنی اپنی نسبت دالی چیز کو طاقت دیتے ہیں۔ خواہ وہ نسبت رنگ کی ہو
 یا بناوٹ کی یا تاثیر کی۔



بے مبری تکلیف کو کم نہیں کرتی البتہ اجر و ثواب کم کر دیتی ہے

امراض کی مدت اور ان کے گھٹنے بڑھنے کا قانون

ابتداء :- آغاز مرض کا زمانہ تین دن تک ہے اس زمانے میں صرف روادعات کا دینا ہی مفید ہوتا ہے تاکہ مادہ جمع نہ ہونے پائے یا محل مادہ کو تقویت دینا خصوصاً اورام ثبورات دبا میل میں۔

تزام :- یہ زمانہ مرض کے بڑھنے کا ہے اس میں منضجات کا دینا ضروری ہے لیکن ہر مادہ کے نفع کی مدت الگ الگ اور کم و بیش ہے اس لیے مادہ کے نفع پانے کی مدت مقرر نہیں ہو سکتی۔

انتہا :- جب مادہ کا نفع ہو گیا تو مرض ختم ہو گیا۔ اب علامات مرض گھٹنے لگیں گی۔

انقطاع :- یہ زمانہ مرض کے گھٹنے کا ہے اس میں اورام دبا میل کی مہلات ادویہ اور دیگر امراض تپ وغیرہ میں مہلات اور بعد میں تقویات کا استعمال کرنا چاہیے۔

ظاہری اسباب کے اثرات:

دنیا دار قلب ہے اس کا ہر ایک قدم اور ہر لحظہ تنزل کی طرف جا رہا ہے ہر کام جسے آپ شروع کرتے ہیں اس کا انجام تکالیف پر ختم ہوتا ہے جب تک آپ اس کے قوانین پر مستعدی اور نگرانی سے عمل نہ کریں گے تھوڑی سی سستی ہو جانے سے

بھی انجام بگڑ جائے گا یعنی تکلیف اور ریاضت کا نتیجہ اچھا ہوتا ہے اور آرام طلبی کا نتیجہ بہت برا ہوتا ہے۔ مثلاً سب سے ضروری کام عبادت ہے اگر آپ اتباع رسولؐ کی سخت نگرانی کریں گے تو عند اللہ ماجور ہوں گے مگر زبانِ خلق سے ضرور ستائے جائیں گے اگر اتباع میں سستی کی تو شرک کے گڑھے میں جا گریں گے۔ اگر آپ اپنی صحت کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو آرام اور خوش خوردی کو خیر باد کہنا ہوگا۔ موٹا آٹا چکی میں پیس کر بلا چھانے خوب اچھی طرح روٹی پکائیں پھر سخت بھوک کے وقت کھائیں ابھی کچھ بھوک باقی ہو تو کھانا چھوڑ دیں اور بعدِ خوراک تین گھنٹے تک ہرگز پانی نہ پیئیں ہمیشہ موٹا کپڑا پہنیں جو کام آپ کو خدا نے روزی کمانے کے لیے دیا ہے اس کو بڑی محنت اور دیانتداری سے سرانجام دیں اور ہرگز محنت سے دل نہ چرائیں۔ سستی نہ کریں ہم جنموں سے انصاف اور دیانت داری کا برتاؤ کریں۔ بس اسی کا نام ریاضت ہے۔ تکلیف پر صبر کریں۔ ہنسی خوشی سے وقت گزاریں۔ خدائے قسمت کا شکوہ شکایت نہ کریں۔ احکامِ قرآنی و اسوۂ رسولؐ کو مضبوط پکڑیں بیکسر نہ کریں۔ وہ رنج جو شریعت کے حکم کے ماتحت ہو اس کا نام تو غیرتِ ایمانی ہے نفسانی جذبات کا رنج البتہ غصہ ہے جو بالکل حرام ہے۔ حصولِ صحت کے لیے اگر ان باتوں کا اہتمام کیا جائے تو نتیجہٴ صحت ہوگی جو سب سے بڑی نعمت ہے۔ اگر آرام طلبی کریں گے تو نتیجہٴ بیماری ہوگا۔

دنیا کی ہر چیز ازل کی طرف جاتی ہے چار خلطوں میں ازل ترین سودا ہے جو خلط کسی گرمی سے جل جائے یا لیس دار بن جائے تو وہ سودا ہو جاتی ہے۔ جب کہ ہر خلط سودا بننے کو تیار ہے تو نسخہ میں رعایتِ سودا کی ہی ہونی چاہیے۔ اس طرح کائنات کی ہر چیز بوسیدہ ہو کر زمین میں مل جاتی ہے۔ کسی دوسری طرف لے جانا نہیں ہے اور یہی مقررہ قاعدہ ہے۔ ہم اربعہ عناصر سے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم زمین سے پیدا ہوئے ہیں اور اسی سے مکمل مشابہت رکھتے ہیں۔ اس زمین میں خون کی بجائے ہوا ہے اور

بلغم کی بجائے پانی ہے اور صفرا کی بجائے سورج کی گرمی ہے اور سودا کی بجائے خود زمین ہے۔ غرض جو تغیرات زمین پر سورج کے سبب ہونے ہیں وہی تغیرات ہمارے بدن میں بھی ہوتے ہیں۔ ہمارے جسم کے دو اخلاط گرم ہیں دوسرے سرد اور دو تر ہیں دو خشک۔ گرمی اور سردی بیماری پیدا نہیں کرتیں بلکہ تری اور خشکی جو دو کیفیتیں ہیں وہی بیماری کا اصل اصول ہیں۔ ظاہر ہے کہ ہم موسم خشک اور موسم برسات میں ہی بیماری کا دور دورہ اکثر دیکھتے ہیں ہمارے جسم میں بھی رطوبت اور یہوست ہی بیماری پیدا کرتی ہیں۔ یعنی ہضم اول یا ہضم دوم میں کسی خارجی یا غذائی اثر سے کوئی نقص ہو جائے۔ اگر اثر گرم ہے تو یہوست اس کی مدد کرتی ہے اور اگر اثر بلغمی ہے تو رطوبت کی مدد سے مزید رطوبت پیدا ہو جاتی ہے جو نزلہ یا زکام کا سبب بن جاتی ہے۔ بہر حال بیماری گرمی یا سردی میں نہیں بلکہ خشکی اور تری میں ہے۔



جو شخص حق کے خلاف کرتا ہے وہ خدا کا مقابلہ کرتا ہے

بیماری میں تکلیف کا فطری قانون

چونکہ طبیعت مدبر بے شعور ہے اس لیے جب وہ کسی کام میں نقص اور اپنے کام میں رکاوٹ دیکھتی ہے تو جسم سے خراب رطوبت کو جمع کر کے اس جگہ پر پھینکتی ہے تاکہ یہ تکلیف رفع ہو جائے۔ اسی قاعدہ کے مطابق دست اور چیزیں جلاب لاتی ہیں۔ اسی طرح اخلاط میں رطوبت پیدا ہو کر غیر طبعی کیفیت بن جاتی ہے جو بیماری کا حقیقی مادہ ہے اسی لیے نفضج کی ادویہ نزلہ کو دور کرنے والی ہوتی ہیں جو طبیعت کی مدد کرتی ہیں۔ حقیقت میں بیماری کا مقابلہ کرنا اور بیماری کو نکال دینا طبیعت کا ہی کام ہے۔ پس اسی مقابلہ کا نام تکلیف ہے جیسا کہ مثالوں سے ظاہر ہو گا مثلاً طبیعت مادہ غیر طبعی کو دھکیل دیتی ہے تو جو اعضاء صبح المزاج ہوتے ہیں وہ بھی سب اس کو دھکیل دیتے ہیں لیکن جو عضو کمزور ہوتا ہے وہ اسے دھکیل نہیں سکتا۔ لہذا اسے مجبوراً قبول کر لیتا ہے۔ اس طرح دوری امراض پیدا ہو جاتے ہیں اگر مادہ اندرون رگ ہے تو لازمی امراض پیدا ہوتے ہیں۔ ہر روز مادہ جمع ہو ہو کر جب مقدار مقابلہ پوری ہو جاتی ہے تو پھر طبیعت اس کا مقابلہ کرتی ہے اسی کا دوسرا نام تکلیف ہے مثلاً اگر جوڑ کمزور ہیں یا طحال کمزور ہے تو جب طبیعت مقابلہ کر کے مادہ کو نکالنا چاہتی ہے تو درد شروع ہو جاتا ہے ہاں اگر طبیعت مقابلہ سے عاجز آ جائے یا مرض عادی ہو جائے جس کو طبیعت دشمن سمجھتی ہی نہیں تو تکلیف بھی نہیں رہتی جیسے تپ دق

میں یا پھر جب کوئی عضو مردہ ہی ہو جائے۔ تو بظاہر تکلیف محسوس نہیں ہوتی اس لیے کہ طبیعت مادہ کے مقابلے سے دست بردار ہو جاتی ہے اور اس سے مانوس ہو جاتی ہے۔ میری رائے اور تجربہ میں طریقہ نضج سردیوں میں جو شانڈہ اور گرمیوں میں خیسانڈہ اور متوسط آب دہوا میں گرم پانی میں خیسانڈہ سب سے عمدہ علاج ہے جو ہر علاقہ ہر آب دہوا اور ہر عمر اور ہر موسم میں استعمال کیا جاسکتا ہے۔ یہ طریقہ علاج نہایت بے ضرر اور بے خطر ہے البتہ صحیح نسخہ کا تجویز کرنا طبیب پر منحصر ہے۔

طبیعت اور مرض میں فیصلہ کن جنگ۔ بحران:

بحران طبیعت اور مرض کے درمیان جنگ کا نام ہے۔ اگر طبیعت کو فتح نصیب ہو تو وہ اپنے دشمن مرض کو جسم کی حدود سے نکال دیتی ہے اور بیمار تندرست ہو جاتا ہے اس کو جید تام کہتے ہیں لیکن اگر مرض طبیعت پر غالب آجائے تو وہ طبیعت کو فنا کر دیتی ہے اور بیمار مر جاتا ہے۔ اس کو رومی تام کہتے ہیں لیکن اگر دونوں میں مقابلہ برابر رہے تو اس کو واقع فی الواسطی کہتے ہیں۔ اسی طرح بیماری بدستور باقی رہتی ہے اور پھر دوبارہ بحران پڑنے کا یقین ہوتا ہے۔ ایسے معرکوں اور بحرانوں کی تاریخیں بعد تجربہ بار بار کتابوں میں درج ہیں اور بعض تاریخیں تو ایسی بھی ہیں جن میں کچھ علامات ایسی ظاہر ہوتی ہیں جن سے آنے والے بحران کی تاریخ تک معلوم ہو جاتی ہے اس کو یوم انذار یا منذر کہتے ہیں اور بحران کے پڑنے یا نہ پڑنے یا جید یا رومی ہونے پر طبیب کا کوئی دخل یا اختیار ہوتا بلکہ ایسے وقت علاج بند کر دیا جاتا ہے اس لیے کہ یہ قدرتی کام ہے جس پر کسی کا کوئی بس نہیں ہے۔

اگر ہم غور کریں تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ علاج بھی بحران کی ہی نقل یا فطرت کی پیروی ہے۔ یہ بھی ایک مصنوعی بحران ہے۔ طبیعت تو پہلے دن سے ہی مرض کی دشمن ہے

اور اس پر غالب آنا چاہتی ہے اور جو کام طبیعت دشمن کے مقابلہ کے لیے نفع مند مادہ کا کر رہی ہے طیب بذریعہ دوا اس کی امداد ہی کرتا ہے گویا شروع بیماری سے ہی بحران تو موجود ہے اب یہ فیصلہ کن مقابلہ یا بحران کیونکر ہو سکتا ہے۔

اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جو کام طبیعت مرض کو دور کرنے کے لیے پہلے سے کر رہی ہے وہ تدبیر ہے جنگ نہیں ہے اور بحران جنگ ہے یہی وجہ ہے کہ بحران ہمیشہ تیز تپوں میں پڑتا ہے، ہر ایک بیماری میں نہیں پڑتا یا اگر علاج ہی ایسا شروع ہو کہ بیماری فوراً کمی پر آجائے تو بھی بحران نہیں پڑتا جب تیز تپ ہو اور اس کے علاج کی کوئی تدبیر نہ ہو سکے تو تدبیر کارگر نہ ہونے پر مجبوراً طبیعت بحران کی تیاری کرتی ہے۔

میرا تجربہ اور طریق علاج :

میں نے اپنے تجربہ میں دیکھا ہے کہ کبھی شاذ ہی بحران کا موقعہ آیا ہے کیونکہ میں زبردست بیماری کو بھی دیکھ کر کبھی نہیں گھبرا یا اگر بیماری کا پتہ نہ بھی چلے تو علاج کئی شروع کر دیا جاتا ہے جس سے ایک ہی دن میں مرض کے تمام جزئیات کا پتہ چل جاتا ہے۔ میں نے بیمار کو دیکھتے ہی بیماری کے جزئیات تک پہنچنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ چنانچہ میں نے بعض ایسے بیماروں کا علاج بھی کیا ہے جن کے بارے میں لائق طیب فیصلہ سے چکے تھے کہ اب ان کا علاج ممکن نہیں ہے لیکن میں پھر بھی ان کے علاج میں کامیاب ہو گیا۔

میری پچھتر سالہ طبی زندگی کا تجربہ ہے کہ آج تک کوئی بیمار میرے زیر علاج ہوتے ہوئے نہیں مرا ہے۔ میرا طریق علاج صرف یہ ہے کہ میں سب سے پہلے مرض کو بڑھنے سے روک دیتا ہوں۔ اس کے بعد میں نفع اور تنقیہ سے کام لیتا ہوں مرض کو روکنے کا قانون یہ ہے کہ سب سے پہلے ہنم اول کو درست کر دیا جائے اور

قبض نہ رہنے دی جائے اور مریض کو نیند لانے کی کوشش کی جائے پھر اس کے بعد ممکن ہو سکے تو بھوک کو بھی درست کر دیا جائے۔ اس مقصد کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری ہیں۔

ہضم اول کی درستی کا طریقہ یہ ہے کہ پھلکڑی ۲ ماشہ کو ایک بوتل میں حل کر کے چند بار دن میں ۳ تولہ فی خوراک کے حساب سے دیا جائے۔ خراب سے خراب ہضم بھی درست ہو جائے گا۔ قبض ختم کرنے کے لیے حب تنکار ہر روز رات کو کھلائی جائے یہی بھوک بھی لگاتی ہے۔ نیند کے لیے روغن بنفشہ سر پر مالش کیا جائے۔ البتہ اگر بلغمی تپ ہو تو پرہیز کیا جائے۔ اب آسان ترین نفع کا نسخہ بھی بتائے دیتا ہوں۔ یعنی امراض میں سفوف کچلہ دیں جو گرم ہے ایک یا دو رقی عرق سولف سے دونوں وقت دیں۔ دیگر خوراک بند کر دینا بہتر ہے۔

بحران کے بیان میں یہ بات یاد رکھیے کہ بحران قدرتی علاج ہے اور یہ مقابلہ طبیعت اور مرض کا ہے جس پر کسی شخص کا کچھ بھی اختیار نہیں ہے اور ہمیں ہر کام قدرت کی پیروی میں ہی کرنا چاہیے۔ اس میں کامیابی ہے جو جو طریقے کسی کام کے اچھا نتیجہ نکالنے کے لیے قدرت نے مقرر کیے ہیں۔ حل مشکلات کے لیے وہی صحیح ذریعے ہیں ہم بحران سے یہ سبق حاصل کریں کہ قدرت موزی ثمود کو کن راستوں سے باہر نکالتی ہے۔ اگر مادہ سر میں ہے تو نکمیر کے ذریعے سے، اگر سینہ میں ہے تو بذریعہ تپ، اگر معدہ اور امعاء میں ہے تو بذریعہ اسہال اگر جگر یا گردہ و مثانہ یا رحم میں ہے تو بذریعہ پیشاب اگر ہضم چارم کے نقص سے بدن میں درد وغیرہ ہیں تو بذریعہ پسینہ۔ ہمیں بھی یہی قاعدہ یاد رکھنا چاہیے کہ مادہ کو قریب ترین راستہ سے باہر نکالیں۔ بحران سے ہمیں دوسرا سبق یہ ملتا ہے کہ جب تک طبیعت کسی مرض کا مقابلہ نہیں کرتی اور مرض کو دشمن نہیں سمجھتی۔ اس وقت تک علاج فضول ہے۔ مرض بھی دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک

وہ جو طبیعت کو انفعال سے روکنے کے لیے دشمن بن کر آتے ہیں طبیعت بھی ان کو دشمن سمجھ کر ہی ان کے مقابلہ کے لیے تیار ہو جاتی ہے۔ علاج اس کی امداد ہے۔ ہارحیت کا علم صرف خدا کو ہے اس کو غیر مستوی کہتے ہیں۔ دوسرا مرض مستوی ہے جو طبیعت کا دوست ناما دشمن ہے۔ وہ طبیعت کے کسی کام میں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں کرتا مگر ایک خضیہ پالیسی کے ماتحت خضیہ طور پر طبیعت کو کمزور کرنا شروع کر دیتا ہے جس کا طبیعت کو علم نہیں ہوتا اور وہ اسے دوست سمجھ کر سب کچھ قبول کر لیتی ہے اس لیے اس کا علاج مشکل ہوتا ہے جیسا کہ تپ دق و سل اور سوز مزاج معدہ و جگر وغیرہ۔ اب غور طلب بات یہ ہے کہ اگر امراض مستوی میں حکیم اپنی طرف سے طبیعت کو مصنوعی مقابلے کے لیے تیار کرنے جس سے طبیعت دوست ناما مرض کو دشمن جان کر مقابلہ کے لیے تیار ہو جائے تو علاج امراض کا علاج سے صحت پانا بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ البتہ مصنوعی مقابلہ کے لیے تیار کرنا بھی بڑی سوچ بچار کا کام ہے مثلاً تپ دق ایک نہایت باریک تپ ہے جو تیز تپوں کے بقایا یا عمومی لوم میں استفرغ کرنے سے تپ ٹھمن ہو جاتا ہے اس کا خود بیمار کو بھی پتہ نہیں ہوتا۔ سب سے پہلے گوشت میں بیوست پیدا ہوتی ہے یہی درجہ اول ہے گوشت کی رطوبت ختم ہونے پر رگوں پٹھوں رشریا نوں اور اخلاط سے رطوبت جذب ہوتی ہے۔ یہی درجہ دوم ہے اس رطوبت کے ختم ہونے پر ہڈیوں کی رطوبت تحلیل ہوتی ہے۔ یہ درجہ سوم ہے جب یہ بھی ختم ہو جاتی ہے تو بیمار فنا ہو جاتا ہے گو مقابلہ بنانا ممکن نہیں ہوتا البتہ جس بیوست گے ذریعہ سے خضیہ طور پر طبیعت کو کمزور کیا جا رہا ہے۔ اس کا ازالہ یا رکاوٹ تو ممکن ہے ایسی ادویات جو بیوست کو دور کرنے میں ید طولی رکھتی ہوں ان کا استعمال اور اس کے ساتھ ہی غذا رہائش اور مرطوب ہوا کا اہتمام تاکہ موٹاپا شروع ہو جائے اگر موٹاپا شروع ہو جائے تو بس صحت ہو گئی۔ میں نے اکثر بیماروں کو دیکھا ہے کہ تپ دق میں بلغم کا حصہ ضرور ہوتا ہے

میں سمجھتا ہوں کہ طبیعت کے پاس بجز بلغم اور خون کے کوئی رطوبت نہیں ہے جو مقابلہ کے لیے کام آئے۔ جب خون بھی ختم ہو جائے اور بلغم بھی تو طبیعت بلغم کا قبیلہ ساحہ اس اشارہ کے لیے تیار کرتی ہے کہ رطوبت سے میری امداد کرو۔ پس افراط رطوبت ہی اصل علاج ہے۔ مثلاً ۲۲ سال کی عمر سے پہلے اور ہم سال کی عمر کے بعد تپِ دق بالعموم نہیں ہو سکتا اس لیے اس عمر میں رطوبت بہت زیادہ ہوتی ہے۔

تپِ دق کے علاج کے بارے میں چند مشورے:

ناشتہ:-

رات کو ایک پاؤدر دھ میں آٹھ منغز بادام خوب گھوٹ کر اور بہن سفید تولہ۔ گوند کتیرا باریک پیس کر دو دھ میں ملا کر کھیر پکائیں اور رکھ دیں۔ صبح مریض کو ناشتہ میں دیں۔ پھر انبھے تک کچھ نہ دیں اور انبھے روغن کدو کی تمام بدن پر مالش کریں۔ اس کے بعد مریض کی پائنتی ایک فٹ اونچی کر دیں۔ کم از کم ۳۰ منٹ یا زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ تک۔ لیکن سر کے نیچے سے تکیہ نکال دیں۔ اور پشت پر ٹائیس۔ اس کے بعد چار پائی درست کر کے بائیں پہلو پر ۱۵ منٹ لٹا دیں۔ پھر سیدھا کر دیں۔
عام خوراک:-

جو کے کوڑے کا دیا گھی میں چرب کر کے کھلائیں۔ بعد خوراک ۳۰ منٹ گزرنے پر نیم گرم پانی سے جہاں ہوا نہ ہو مریض کو غسل دیں۔
پیس:-

پینے کے لیے بنفشہ ۵ تولہ۔ عناب ۵ تولہ۔ ملٹھ ۲ تولہ کا شربت تیار کریں اور گلو ۶ ماٹھ کو ۲ ماٹھ۔ منغز خیارین ۹ ماٹھ کو گھوٹ کر شربت مذکور میٹھا کر کے پلائیں۔ انشا اللہ دو ہفتہ میں صحت ہوگی۔

طبیعت کی امداد کا قانون

طبیعت کے لیے ضروری ہے کہ وہ علاج میں طبیعت کے اشارات کو سمجھے اور اس کی رہنمائی میں مدد کرے۔

①

آپ دیکھتے ہیں کہ جب جسم پر سخت چوٹ آتی ہے تو وہ جگہ نیلی پڑ جاتی ہے وہاں درد ہوتا ہے اور جگہ گرم ہو جاتی ہے کیوں؟ اس لیے کہ گوشت کے باہمی پیوست اجزا چھٹ جاتے ہیں جس کو تفرق اتصال کہتے ہیں۔ اسی کا نام درد ہے۔ طبیعت چوٹ خوردہ جگہ کو گرمی پہنچا کر درد کو تسکین دینے کے لیے روح گرم کو لاتی ہے۔ چونکہ روح خون پر سوار ہوتا ہے اس لیے خون کے جمع ہونے سے وہ جگہ ماؤف ہو کر نیلی پڑ جاتی ہے۔ پس طبیعت کے اس کام سے پتہ چلا کہ اس ضرب کا علاج ٹکوری سے گرم کرنا ہے۔ اب طبیعت اپنی عقل سے گرم سرد دوائیں یا موسم کو ملحوظ رکھتے ہوئے سادہ ٹکوری یا دوا یا لپ سے علاج کرے ہر تفرق اتصال کا یہی علاج ہے۔ ضما و نطول وغیرہ سب مقامی نفع ہی ہیں۔

②

بدن پر کسی خاص جگہ پر وائٹی دباؤ یا کھردری چیز کے مسلسل ٹکراؤ سے طبیعت وہاں پر بے جان گوشت پیدا کر دیتی ہے جس کو ہم چنڈی (گوشت کی گرہ) کہتے ہیں۔

تاکہ عام جسم تکلیف سے بچ جائے جیسے مائٹھی کے کندھے پر اور چکی پسنے والے کے ہاتھوں پر اور پاپوش گنے سے پاؤں پر ایسی چنڑیاں پڑ جاتی ہیں۔ حکیم بھی علاج میں طبیعت سے ایسا ہی مرض سے مقابلہ کا کام لے سکتا ہے مثلاً کوئی شخص زہریلی چیز سنکھیا افیم شراب۔ تمباکو کا عادی ہے تو طبیعت اس کے مقابلے کے لیے ایک مادہ پیدا کر دیتی ہے جس کی وجہ سے جسم کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی اسی کا نام عادت ہے۔ اسی طرح کسی گرم یا سرد دوا کا عادی ہونا ہے۔ دوا کی گرمی سردی کے مقابلے کے لیے جو مادہ جسم میں پیدا ہوتا ہے اس کے خلاف عمل کرنا ہی علاج ہے مثلاً کسی کو گرم چیزیں کھانے کی عادت ہے تو طبیعت نے اس کے مقابلے کے لیے سرد مادہ تیار کر رکھا ہے جو گرم دوا کے اثر کو روک لیتا ہے۔ اگر طبیعت سرد دوا نہیں شروع کرے تو اب طبیعت کے مقابلے کے لیے گرم مادہ تیار کرنا پڑے گا جس سے طبع گرم ہو جائیگی مگر یہ تندرستی میں عادت کا مقابلہ ہے۔ مرض میں مقابلہ نفع سے اسی طرح لیبیب کی سرد معتدل دواؤں سے مقابلہ کے لیے طبیعت گرم مادہ تیار کرے گی تو طبع خود بخود گرم ہو جائے گی۔ چنانچہ اب مقابلہ نہ رہا۔ بس صحت ہو گئی۔

(۲)

ہر عضو نمیں کے قریب غدودیں ہوتی ہیں جو مادہ غلیظ اور خراب ہو وہ ان کی خوراک ہے۔ گویا وہ گندے مادوں کا خزانہ ہیں تاکہ عضور نمیں کی حفاظت ہو اور غلیظ مواد وہاں جمع رہ کر عمدہ کھا دین سکیں اور بڑے بڑے کام کریں کہیں پانی دیں کہیں طاقت دیں غرض غدودیں گندی غذا کھا کر وہ کام کرتی ہیں کہ جب تک یہ کمزور نہ ہوں آدمی بوڑھا ہوتا ہی نہیں ساسی طرح پیٹو آدمی جو مد سے کبھی پُر رکھتے ہیں۔ ان کے گندے بخار دماغ میں غلیظ مواد کثرت سے پیدا کرتے ہیں۔ غدودیں توان کو سنبھال نہیں سکتیں اس لیے طبیعت نئی غیر فطری مصنوعی غدودیں تیار کرتی ہے۔ جن کا

نام خازیر ہے اگر یہ مواد کثیر سینہ میں ہو تو بخلوں میں کچھاری بن کر اور امعا وغیرہ میں ہوں تو کش لان میں نکلتی ہے۔ اس کے مقابلے کے لیے بھوکا پیاسا رہنا غصہ نہ آنے دینا تاکہ طبیعت کو مصنوعی غدودوں کی ضرورت نہ رہے۔ بہت ضروری ہے۔

(۴)

ایک دوا کئی کئی کالم کرتی ہے۔ جرہ ہم دولہ سے لینا چاہتے ہیں کس طرح لے سکتے ہیں۔ مثلاً بیمار کو ابکائیاں آتی ہیں مگر نکلتا کچھ نہیں، صرف دل متلاتا ہے تو ظاہر ہے کہ کچی بلغم فم معدہ اور نواحی سینہ میں ہے جس کو طبیعت نکالنا چاہتی ہے مگر معدہ وغیرہ میں جمع ہوتی تو تھے سے نکلتی تو معلوم ہوا کہ وہ مذکورہ جگہ میں سرایت کیے ہوئے ہے۔ اب دواؤں میں سے کون سی دوا نفع بلغم کو دے گی اگر مفردات کاظم ہے تو صرف منقہ داد نکالا ہوا ہی کچی بلغم کو نفع کر دیتا ہے یا اگر بیمار کو تھے آتی ہے پیاس بہت ہے جو پلایا جائے تھے کر دیتا ہے تو معدہ پر ایس دار مادہ چسپاں ہے مگر کو پانی نہیں پہنچتا۔ راستہ میں ماسا ریفا کے منہ بند ہیں۔ طبیعت معدہ کو غلاظت سے صاف کرنا چاہتی ہے تو آپ غسل معدہ کے لیے بکھین گرم پانی میں ملا کر امداد کریں۔ بس یہی طبیعت چاہتی ہے سرکہ قاطع لزوجت ہے گرم پانی۔ پیاس اور صفائی معدہ کے لیے ہے ہاں اگر تھے میں کافی مادہ خارج ہوتا ہے تو ہونے دو جب مادہ کم ہو جائے تو پھر غسل معدہ کرنا چاہیے۔ اگر مادہ کم نہیں ہوتا تو معلوم ہوا کہ کسی دوسرے عضو سے گر رہا ہے تو جس عضو سے مادہ گر رہا ہے ضرور وہاں درد ہوگا اس پر ایٹ کریں

۱۔ لیپ کاسو۔ خطی خبازی مگوا سی پیس کر گرم کر کے لیپ کریں۔ اور بلغمی مزاج کو شربت دینا ہو تو بلا پانی تین پیچ دیں اور گرم مزاج کو ہرگز بغیر پانی نہ دیں بھوکہ پانی کو معمولی میٹھا کر کے دیں۔

تاکہ مادہ کی پیدائش اور آمد بند ہو جائے اگر مادہ بند ہونے کے باوجود تھے بدستور ہے تو ثابت ہوا کہ بار بار تھے کرنے سے طبیعت کو عادت ہو چکی ہے۔

ظاہر ہے کہ طبیعت مدبر بے شعور ہے اور وہ اس غلط راستے پر چل پڑی ہے چاہتی تو وہ یہی ہے کہ تھے بند ہو جائے مگر چونکہ بے شعور ہے اس لیے اپنی غلط تدبیر پر زور دے رہی ہے اس لیے اب مالہ کرنا ضروری ہے یعنی اس کا رجوع دوسری طرف کرنے کی ضرورت ہے (پچکاری) تھکنہ کرنے سے مالہ ہو جائے گا۔ جیسے نکیر بندہ ہونے پر نصد کر کے مالہ کیا جاتا ہے کیونکہ کائنات میں قدرت نے خلو کو منع قرار دے رکھا ہے اور طبیعت کی یہی ڈیوٹی ہے کہ جب وہ کسی طرف خلوا پاتی ہے تو وہی مادہ لے کر اس خلو کو پُر کرنے کے لیے دوڑتی ہے بس اس طرح آرام ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک بیمار کو چھش ہے طبیعت چاہتی ہے کہ امعا کی رکاوٹ کو دور کر دوں۔ یہ معلوم کرنا چاہیے کہ رکاوٹ کس چیز کی ہے اگر سدہ ہے تو مین سے طبیعت کی امداد کرو اگر دم امعا کی رکاوٹ ہے جو طبیعت کو سدہ معلوم دیتی ہے تو دم کے لیے تپ لازماً مستقل علامت ہے۔ ٹھوکر نطول ضاد سے دم دور کر دیجیے۔ اگر زخم ہے تو خون آئے گا اگر کسی عضو سے مادہ گر رہا ہے تو اس عضو میں درد ہوگا۔ بذریعہ لیپ مادہ کی پیدائش بند کر دیں اور زخم کے لیے مزوق اشیاء جس سے امعا میں وہ رطوبت پیدا ہو جائے جو امعا میں لگی رہتی ہے اور اس کے چھل جانے سے چھش لے پیدا ہوتی ہے۔ کہ طبیعت یہی چاہتی تھی جو اس کو امداد پہنچائی گئی۔

مثال کے طور پر ایک بیمار کو بخار سے پیاس بہت ہے مگر پانی پینے کو دل نہیں چاہتا۔ بھوک نہیں لگتی یہاں طبیعت کو دھوکا لگ سکتا ہے۔ جاننا چاہیے کہ طبیعت

۱۔ چھش کا نسخہ۔ اسغول تولہ عرق گلاب ۵ تولہ ۲ گھنٹہ بھگو کر کھلائیں۔ آرام ہوگا۔

جو کچھ مانگتی ہے کیا واقعی وہ کام کرتی بھی ہے؟ یہاں اگر طبیعت واقعی پانی مانگتی تو پھر سیر بر کر پانی پیتی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس کی علامت قبض شدید ہے۔ پیاس کا احساس جگر کو ہوتا ہے اور خوراک کا احساس معدہ کو اور جگر معدہ سے پانی طلب کرتا ہے کیونکہ ہر چیز کا خزانہ معدہ ہے اور اسی سے وہ کیلوس مانگتا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جگر میں گرمی ہے اور معدہ میں بلغم ہے جگر کو تو پیاس گرمی سے ہے مگر معدہ کو بلغم کی وجہ سے ضرورت نہیں ہے اور بلغم سے معدہ پر ہے اس لیے ماسا ریفقا اور طحال کا راستہ بند ہے اور مادہ سودا گر کہ جس راستے سے معدہ کو بھوک کا احساس کراتا تھا وہ بھی بند ہے جب معدہ ہی بلغم سے پر ہے تو بھوک کیوں کر لگتی اس لیے اب سکنجبین اور گلقد سے معدہ کو صاف کرو یا سونف کا سنی مع بیج عناب غلطی خجازی منقہ ملٹھ سے نفع کرو تا کہ طبیعت کی خواہش پوری کر دی جائے۔

مثلاً ایک بیمار کو تپ ہے جسم کو ہاتھ سے دیکھو اگر تمام جسم گرم ہے تو تپ صفراوی ہے یہ مادہ آتش ہے۔ سرخ النفوذ ہے۔ اگر بالائی حصہ سے زیریں حصہ کم گرم ہے تو تپ مرکب ہے رطوبت سے۔ اگر بالائی حصہ گرم اور زیریں حصہ و اطراف سرد ہیں تو تپ بلغمی ہے۔ آبی مادہ ہے روح غلیظ کی گرمی اعضا بعیدہ تک پہنچ سکتی ہے۔ اب وقت ملاحظہ کرو اگر ان کے تپ کا چڑھاؤ ہوتا ہے تو تپ صفراوی ہے اور ۲ بجے سے پہلے ٹوٹ جائے تو مادہ رقیق ہے یعنی جس قدر تپ کا وقت دراز ہوگا اسی قدر مادہ غلیظ ہوگا جو خلط غلیظ ہوتی ہے اگر وہ سودا ملنے سے ہے تو نفع میں لعاب دار ادویہ چاہیے۔ اگر بلغم غلیظ ملنے سے ہے تو بلغم کو چھانٹنے والی ادویہ ترش و عفص چیرپ ہونی چاہیے اور رقت مادہ صفرا یا بلغم آبی کے ملنے سے ہوتا ہے ویسا ہی نفع دو جب پہلے لکھا جا چکا ہے اگر تپ کا چڑھاؤ ۴ بجے شام کے بعد ہے تو غالب مادہ سودا ہے۔ گرم تر ادویات کام دیں گی۔ اگر ۱۰ بجے رات کے تپ ہوتا ہے تو وہ

مادہ خالص بلغم ہے اور وقت میں سے وقت غلطت ہے۔ پس مادہ معلوم ہو جائے گا رقت میں محلل اور غلطت میں مرتق ادویہ استعمال ہوں گی اور ۴ بجے صبح دوسری بخار کا وقت ہے چڑھاؤ کا وقت معین مادے کے خالص ہونے پر دلالت کرتا ہے ٹوٹنے کے وقت کی درازی مادے کی غلطت اور کوتاہی رقت پر دلالت کرتی ہے اور جس مادے کے وقت میں سے کوئی دوسرا مادہ وقت لیتا ہے وہی مادہ شامل ہے اور وقت معین سے پہلے رقت مادہ پر اور بعد کئی مادہ پر دلالت کرتا ہے۔

بلغمی تپ میں خشکی اس لیے ہوتی ہے کہ مادہ سرد روح کے مخالف ہے وہ روح کو فنا کرنا چاہتا ہے جس سے طبیعت گھبراتی ہے۔ بعض دفعہ ظاہری تکلیف کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی لیکن یہ صرف فہم اور تشخیص کی غلطی ہوتی ہے ہر کام کا کوئی سبب ضرور ہوتا ہے جب تک کسی تکلیف کا سبب صحیح معلوم نہ ہو اس کے رفع کی کوشش نہ کرنا چاہیے علم العلاج میں دو ہی چیزوں کی معلومات پر پورا زور دینا ضروری ہے۔ ایک یہ کہ مشہور مفرد اشیاء کے افعال و خواص پر ماہرانہ نظر کا ہونا۔ طیب کے لیے ضروری ہے کہ اسے معلوم ہو کہ یہ دوا کیا عمل کرتی ہے اور کیوں کرتی ہے۔ دوسرا تشریح بدین انسانی کی مکمل واقفیت جس سے اعضاء کی بناوٹ شکل محل اور کام جواس کے ذمے قدرت نے لگایا ہے اس کا مکمل علم ہی کیونکہ بعض دواؤں کی نسبت بعض اعضاء سے خصوصاً ہوتی ہے اور وہ دوسری ادویات شمولہ کے اثر کو اس عضو تک پہنچا دیتی ہیں مثلاً کاسنی جگر کے لیے پرسیاوشاں چھیڑے کے لیے مصبرلات کو دماغ کے لیے مرتج سیاہ اور دماغ کے لیے بادام آنکھوں کے لیے سنبل الطیب ریوند خطائی جگر کے لیے سولف معدہ کے لیے کوئی بلماظ رنگت اور کوئی بلماظ خوشبو، اور کوئی بلماظ وقت کے مفید ہیں اور یہ ہد رقمہ کلماتی ہیں اور بعض ادویہ کی نسبت امراض سے ہوتی ہے جیسے مفردات میں گزرا ہے اور بعض ادویہ کی نسبت خلط سے ہوتی ہے جواس کے نوام کو معتدل

کرتی ہے خواہ غلیظ ہو یا رقیق۔

چونکہ بدنِ انسانی کی پرورش کا دار و مدار قدرت نے نباتات پر رکھا ہے اس لیے صحتِ زائلہ کو واپس لانا بھی نباتات ہی کا کام ہونا چاہیے کیونکہ نباتات ہم سے قریب تر ہیں۔ ہاں جب امراضِ کہنہ میں صحتِ بعید ہو جاتی ہے تو اس وقت جمادات سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔

یاد رکھیے کہ ادویات کا اثر بدنِ انسانی میں خوراک کی طرح غلط بن کر نہیں ہوتا بلکہ صورتِ ذمیرہ سے ہوتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ جو غذائیں پرورشِ بدن کے لیے مقرر ہیں مثلاً غلہ، گوشت، بنزی وغیرہ ان میں نشاستہ ہوتا ہے جو جسم کی پرورش کے کام آتا ہے اس میں جوہرِ کالعدم ہوتے ہیں اور ادویات میں جوہرِ زیادہ اور نشاستہ کالعدم ہوتا ہے۔ پس معدے میں داخل ہوتے ہی قدرتی مشین اس کے جوہروں کو الگ کر کے اپنی صورتِ ذمیرہ سے ان کو اپنے نسبتی اعضاء کی طرف پہنچا دیتی ہے اور اپنے اپنے خالص سے یہ ادویہ اپنے افعال پورے کرتی ہیں۔ ٹیکے ایجاد کرنے والوں نے اسی صورتِ ذمیرہ کو مد نظر رکھتے ہوئے ادویہ کے جوہرے کر بذرِ لیچہ الجکشن خون میں داخل کر دینے کا کام شروع کیا ہے تاکہ فوری مرض زائل ہو سکے۔ اصولاً تو یہ بات صحیح ہے لیکن ٹیکہ قدرتی علاج نہیں ہے۔ اول تو ادویہ کے جوہرِ معدہ کی قدرتی مشین جس طرح نکالتی ہے اس کا علم بندوں کو نہیں دیا گیا ہے اور نہ ہی لوہے کی مشین قدرتی مشین کا سا کام کر سکتی ہے اور نہ اس کے سے زائد اجزا ان میں ملا سکتی ہے۔ ٹیکہ جب خون میں داخل کیا جاتا ہے تو طبیعت اس کو غیر طبعی بیگانہ سٹے ہونے کی وجہ سے دھکیلنے کی کوشش کرتی ہے۔ یہی اس کی فطرت ہے اور وہ عفو ماؤف (جو بوجہ کمزور سے دھکیل نہیں سکتا وہ اسے قبول کر لیتا ہے اور اسی قانون کے تحت ٹیکے کا اثر ہوتا ہے اور افاقہ ہو جاتا ہے لیکن جسم میں تحمیل کا عمل شبِ روز

شروع رہتا ہے۔ طبیعت ان بے گانے جوہروں کو جلد ہی تحلیل کر دیتی ہے اور مرض پھر بحال ہو جاتا ہے۔ اگر ٹیکے لگاتار اور مسلسل کرائے جائیں تو طبیعت کو فطری قانون کے ماتحت اس بیگانہ نامانوس چیز کے مقابلے کے لیے خود مادہ تیار کرنا پڑتا ہے جو یقیناً مرض کے مادہ کی مثل ہو گا جو عضو ماؤن سے بنا بنایا جا تا ہے۔ جس کو بدن میں پھیلا دیا جاتا ہے جس سے بیمار دائمی طور پر کمزور ہو جاتا ہے اور بیماری بار بار حملہ کرتی ہے۔ کیونکہ طبیعت کو شعور نہیں ہے اور وہ فطرت انسانی کے ماتحت کام کرتی ہے۔ اسے نفع نقصان کا کوئی شعور نہیں ہے اس لیے مادی اطرائی میں نفع سے بہتر اور سریع الاثر دوسرا کوئی علاج نہیں ہے۔ بالخصوص تپوں میں ٹیکہ لگانے یا بلا نفع جلاب دینے سے تپدی ہو جانے کا احتمال ہوتا ہے آج کل تپدی کا عام ہونا انہیں وجہ سے ہے۔ اور نفع ہی ایک ایسا مفید علاج ہے کہ ہر ملک میں ہر موسم میں اور ہر عمر میں یکساں طور پر مفید ثابت ہو چکا ہے۔

جوشاندہ اور خیساندہ وہ مرکبات ہیں جو مادہ غیر طبعی کو نفع کر کے (یعنی مختلف

القوام مادہ بنا دیتا ہے۔ کیونکہ اختلاف ہی ہمیشہ باعث فساد ہے اور اتفاق ہمیشہ باعث امن ہے اور یہی قانون فطرت ہے) بذریعہ مہل نکال دیا جاتا ہے گویا باغی گروہ کو گرفتار کر کے ملک کے امن وامان کے لیے جلا وطن کر دیا جاتا ہے یہ فوری انتظام ہے اس لیے جوشاندہ۔ خیساندہ فوری انتظام کے لیے وقت پر تیار کر کے دیا جاتا ہے اس کی قوت ایک دن ہی ہے پڑا رہنے سے وہ خراب ہو جاتا ہے باقی تمام مرکبات شربت قرص گولیاں محجون جوارش اطریفل مفرحات وغیرہ بنانے میں دوا کی عمر بڑھ جاتی ہے اور وہ کسی ایک عضو کو یا تمام بدن کو طاقت دیتے ہیں مگر نفع نہیں کر سکتے ہاں مادہ کو رفتہ رفتہ اعتدال پر لے آتے ہیں اور مست اور جوہر کثمتہ جات کی عمر لمبی ہوتی ہے وہ صرف استعمال پر ہی ختم ہوتی ہے چونکہ مفرد اور مرکب سب

ادویات حسب مزاج گرم یا سرد پانی سے ہی کھائی جاتی ہیں لہذا سب مرکب اور مفرد ادویہ جو شاذہ اور خیساندہ کے قبیل سے ہی ہیں۔ البتہ یہ یاد رکھیے کہ نفع اور تنقیہ کے بعد حسب علاج کوئی دوا یا شربت وغیرہ پلانا جاری رکھو تا کہ طبیعت میں طاقت آجائے اگر بعد تنقیہ بے فکر ہو جاؤ تو کچھ مدت کے بعد دوبارہ وہی تپ شروع ہو جائے گا اگر دوبارہ بعد تنقیہ بے فکری ہوئی تو سہ بارہ تپ شروع ہوگا۔ اور کسی کو پہلی دفعہ یا دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ بار بار تپ ہونے سے تپ دق ہو جائے گا بلکہ اگر تپ نا بھی ہو تو مر یعنی کی عام حالت اور کمزوری تپ دق جیسی ہوگی۔ اور کافی مدت بیمار رہ کر جان بحق ہو جائے گا۔ ایسی ہی حالت کافی دنوں تک ٹیکہ گوانے والے کی بھی ہوتی ہے یعنی ام الامراض صرف کمزوری ہے کسی خاص عضو کی ہو یا تمام بدن کی یا بڑھاپے کی۔ اب رہا تپ دق جو نہایت عسر العلاج ہے چونکہ اس میں مادہ نہیں ہوتا اور مادہ جسم دار چیز ہے اس لیے مادہ کا مزاج تبدیل کرنا آسان ہے اور سو مزاج سازج میں خون کا مزاج پیدائش میں ہی تبدیل ہو جاتا ہے یعنی کیلوکس یا کیوس کا ہی مزاج تبدیل ہو جاتا ہے لہذا خون صلح بنتا ہی نہیں اس لیے ہر مرض سازج عسر العلاج ہے۔ تپ دق میں خون ہی گرم خشک پیدا ہوتا ہے جو جسم کی پرورش کے قابل نہیں رہتا۔ چنانچہ بیمار کا کمزور ہونا لازمی ہو جاتا ہے۔ علاوہ اس کے خون کا دورہ ہجارت جو ۳۰ بجے صبح سے ۹ بجے تک ہے۔ ان اوقات میں تپ زیادہ ہو جاتا ہے اور کوئی دوا فائدہ نہیں کرتی۔ اگرچہ میں نے تپ دق کا طبی علاج لکھ دیا ہے جو واقعی صحیح اور مجرب ہے مگر بہت زیادہ محنت طلب اور کم از کم مدت علاج ایک ماہ ہے اس لیے اس سے بہتر ہے کہ اس خشکی کا مقابلہ بلغم سے کیا جائے۔ ریفشہ رنیو فر کاسنی ہمیدانہ ہم وزن کا خیساندہ اس قدر پلایا جائے کہ کیوس ہی بلغمی بن جائے اور بلغم پیدا ہو کر خون کے مزاج کو بدل دے۔ اس طرح تپ بلغمی ہو جائے گا اور اس کے بعد

علاج آسان ہو جائے گا۔ اسی طرح سرد سٹو مزاج سا زج بھی تپدق سے کم عمر العلاج نہیں ہے اس کو بھی خون پیدا کر کے مزاج سرد خشک کو گرم تر مزاج دوسری سے بدل دیں یعنی مرض سا زج کو مادی بنالیں اس طرح اس کا علاج آسان ہو جائے گا یعنی اگر ادویہ مقابلہ نہیں کر سکتیں تو دوسرا مادہ پیدا کر دیں وہ مقابلہ کر سکتا ہے۔

عرق النساء ہو یا درد و کمر یا ذات الجنب سب کے سب درد پانی پینے کی زیادتی سے پیدا ہوتے ہیں علاج میں پانی کافی پرہیز سے پینا چاہیے یوں تو طبی اصطلاحات مثلاً ضماؤ اور نطول وغیرہ سب کے سب مقامی نفع ہی ہیں اور تمام بدن کی کسی خلط کی ادویہ کا نام منضیع ہے۔ جیسا کہ خون کی مصلح ادویہ کو معدل کہا جاتا ہے۔



خدا کی اطاعت اپنے نفس پر جبر کے بغیر ممکن نہیں

منضج اور اس کے تیار کرنے کا قانون

منضج وہ علاج ہے جو مواد غیر طبعی مختلف القوام کو معتدل قوام بنا کر بذریعہ تنقیہ اخراج کے قابل کر دیتا ہے۔ اس کام کے لیے تین شرائط ہیں۔ ہر دو گرم ہو یا سرد درجہ دوم میں ہو۔ اور مقوی معدہ ہو۔ قابض نہ ہو۔ منضج کا اصل اصول عناب اور طٹھ ہیں جو ہر مادہ کو معتدل کر دیتی ہیں خواہ رقیق ہو یا غلیظ یا مختلف القوام ان کے ساتھ بلحاظ عضو ماؤف یا بلحاظ مرض اور مادہ ادویہ شامل کر لیں۔ مثلاً دماغ کے گرم نزلہ کے لیے منفضہ تیز گرم نزلہ کے لیے نیلوفر۔ سردی ہو تو اسطوخودوس، نزلہ رقیق حلق میں گرتا ہو تو خشخاش سینہ کے لیے طٹھ۔ کھانسی کے لیے لسوڑیاں۔ سینے کے پردوں کو بلغم سے صاف کرنے کے لیے خطمی جازی۔ سانس کی تنگی کے لیے السی، کمر کھربٹ حلق و سینہ کے لیے پرسیا دشاں۔ پیاس کے لیے منقہ۔ احتراق مادہ کے لیے بہیلانہ اگر زبان خشک ہو اور ہونٹوں پر سکڑی ہو تو حرارت معدہ اور احتراق موجود ہے یعنی مادہ جل رہا ہے اور جلنا خطرناک ہوتا ہے اور خشک کھانسی ہو تو بہیلانہ اور معدہ کی سردی کے لیے سونف، جگر کے لیے کاسنی۔ رطوبت جگر کے لیے جڑ سونف و کاسنی۔ جوڑوں اور اعناق بدن سے مادہ نکالنے کے لیے ہلیہ، تقویت دل کے لیے گاؤزبان۔ غرض مفرد ادویہ اور منضجات وغیرہ کے خواص جہاں لکھے جا چکے ہیں ان کو دیکھ لیں۔ نیز چاروں انعطاف کے مصلح و معدل گل ٹرخ۔ طٹھ۔ پرسیا دشاں اور عناب

مشترک ہیں۔ اور نزلہ زکام ہر قسم کے لیے عناب، سوڑیاں، حلیمی، خبازی، مشترک ہیں ان سے فائدہ اٹھائیں یہ ہر موقعہ پر کام دے سکتے ہیں کسی نوعیت کی تلاش کی ضرورت نہیں پڑتی۔ نیز واضح رہے کہ دسوی بیماریوں میں تمام شربت پسندیدہ چیزیں اور صفاوی بیماریوں میں خیساند سے بہتر رہتے ہیں اور بلغم اور سودا میں جوشاندے سے ضروری ہیں۔ ویسے تو صرف گرم نمکین پانی بھی جوشاندہ کا کام دے سکتا ہے۔ البتہ ادویات طاقت نفع کو بڑھانے کے لیے ہیں۔ اگر جوشاندہ کو زیادہ موثر کرنا ہو تو اسے گلقد یا شہد سے شیریں کریں اور اگر گلقد کو عمدہ ادویہ بخش دیا جائے تو اور بھی طاقت بڑھ جاتی ہے۔

ادویہ کے اوزان :

جو دوا میں کسی مادہ کو نفع کر کے معتدل کرنے کے لیے اور عضو ماؤف کی قوت نازلہ کو بحال کرنے کے لیے جمع کی جاتی ہیں ان کا وزن خوراک بالعموم وہی ہونا چاہیے جو علم مفردات میں مقرر ہے لیکن بیماریوں کی طبائع مختلف ہوتی ہیں اور اپنی آسانی کو ملحوظ رکھتے ہوئے سب دواؤں کا وزن خوراک بالعموم ایک ہی لکھ دیا جاتا ہے۔ معاجین، سونف، گولیاں، قرص وغیرہ ایک دو یا تین ادویہ منافی مرض ہوتی ہیں باقی ادویہ امدادی یا مصلح ہوتی ہیں جو قبض کشا اور مقوی معدہ ہوں جو اصل دواؤں کے وزن سے کم ہوتے ہیں یعنی اصطلاحی وزن نسخہ نویسی کے وزن ادویہ کا انحصار حکیم کی تشخیص کے مطابق ہونا ضروری ہے، مرض کی شدت و کثرت قلت مادہ کے لحاظ سے۔

۱۔ خیامہ دن میں بار بار دیتے رہنا چاہیے نفع مکمل ہونے تک۔
۲۔ جوشاندہ دن میں دو بار یعنی صبح شام دو کئی دن تک۔

اور بعض نسخے اصطلاحی ناموں پر لکھے جلتے ہیں۔ مثلاً ترکٹہ، ترچھلا وغیرہ کے ماتحت یعنی معدہ امعا کی تقویت اور ریح کے لیے ترکٹہ کے ماتحت محل ریح ادویہ ملانا۔ اگر مواد ہوں تو ترچھلہ کے ماتحت ادویہ ملانا جو وزن میں برابر ہوں گی۔ اگر ایک دوا جو کسی مرض کے لیے مجرب درجہ رکھتی ہے تو اس کو پیس کر ہم وزن چینی اور اوزان کی ترتیب ضروری ہے۔ مثلاً اصولی دوا ہر امدادی دوا کا وزن پہلی سے دوسری کا ایک تولہ یا ۶ ماشہ کم ترتیب دلا ہوتا چلا جاتا ہے یا دو گنا ہوتا جاتا ہے۔

موجودہ زمانے میں عوام چونکہ عادتاً امیر بننا پسند کرتے ہیں اس لیے منہج پینے سے وہ نفرت کرتے ہیں اس کے علاوہ تمام اجناس اب پیوندی ہو چکے ہیں جو بے حد بلغم پیدا کرتے ہیں اس لیے امراض بھی بیشتر یعنی ہی پیدا ہوتی ہیں یا مرکب لہذا منہج بلغم گولیاں حسب شفا ہیں۔ نسخہ تخم جوز مائل ۳ تولہ۔ ریوند خطائی ۲ تولہ۔ سنڈھ تولہ۔ گوند کیکر ۱ تولہ۔ پیس کر گولیاں بخودی بنا کر ایک گولی صبح ایک شام گرم پانی سے دیں۔ نزلہ تپ اور کھانسی نیا ہو یا پرانا دور ہوگا۔ دیگر سفوف کچلہ۔ کچلہ مدبر بردن زرد ۲ تولہ۔ سنڈھ ایک تولہ مرہج سیاہ تولہ۔ گھماں تولہ۔ دار چینی تولہ۔ سوہاگہ بریاں تولہ۔ سفوف بنا کر مرہج منقہ میں یا گرم پانی سے دیں۔ دن میں ایک بار علاوہ نوائے نسخہ بالا کے عرق النساء اور ذات الجنب اور نزلہ کے لیے بھی مجرب ہے۔ ۶ خوراک کافی ہیں۔

نہ آثار نضج کیا ہیں :

مرض کی تکلیف کا عدم ہونا اگر تپ ہو تو ٹوٹ جانا کا عدم ہونا۔ بھوک لگنا ہضم باقاعدہ ہونا۔ قبض کا نہ ہونا۔ اب جلاب سے مواد کا تنقیہ کریں۔ اگر جلاب نہ دیں گے تو مواد چند روز بعد دوبارہ زندہ ہو کر بیمار کر دے گا۔ بہتر جلاب ہر مرض کے لیے بیخ جلاب ہیں۔ قوت بڑھانے کے لیے سرمہ سا پیس کر سولف اور گلفند کے گھوٹے

میں دیں۔

اب گرم غلط یعنی صفرا کے نفع کے لیے ایک بوتل پانی میں ایک ٹکی کا نور ڈال کر مریض کو وقفہ وقفہ سے ایک ایک چھٹانک پلاتے رہیں۔ دن میں کئی بار دو دن میں نفع صفا ہو جائے گا۔ اگر خونی مرض ہو تو ساتھ شربت عناب بھی پلائیں۔ عناب ۱۰ تولہ سورہ ۵ تولہ۔ دھنیا ۲ تولہ۔ بیخ کاسنی ۵ تولہ۔ کھانڈ ۳ پاؤ۔ شربت بنا کر پلائیں۔ مریض کو صحت ہو جائے گی۔ حکماء کو تپ تور کی خسرو وغیرہ مغالطہ لگاتا ہے بیمار کا ایک دم کمزور ہونا اور باقی سب علامات یعنی تپ کے ہونا کیونکہ یہ تپ رطوبت خون سے پیدا ہوتے ہیں۔ ان کے نسخہ جات درج کیے جاتے ہیں۔ جو مجرب ہیں البتہ اگر دست ہوں تو وہ صرف عرق سونف اور پودینہ سے ہی دور ہو سکتے ہیں۔ دونوں کو ہم وزن ملا کر پلائیں۔ نیز خیساندہ کو اگر جوش دے کر رکھ دیا جائے تاکہ پانی کی مانند ہی سرد ہو جائے تو وہ خیساندہ کا کام ہی دیتا ہے اور موسم برسات میں تو جوش دارہ سرد پانی پینا چاہیے۔ خیساندہ تور کی یہ ہے بنفشہ ۶ ماشہ۔ منقہ ۹ دانہ۔ بیخ کاسنی تولہ۔ سونف ۹ ماشہ۔ آلو بخارا ۵ دانہ۔ خوب کلاں ۶ ماشہ۔ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح صاف کر کے خمیرہ بنفشہ سے میٹھا کر کے پلائیں۔

ٹائیفانڈ کا جوشاندہ :

عناب ۵ دانہ۔ سونف ۶ ماشہ۔ مکو خشک ۶ ماشہ۔ تخم کثوت ۳ ماشہ۔ پوٹلی بستہ ملٹھ ۳ ماشہ۔ خوب کلاں ۳ ماشہ۔ منقہ ۱۰ دانہ۔ اگر ضعف قلب بھی ہو تو ابریشم خام ۴ ماشہ۔ گل گاؤزبان ۴ ماشہ۔ یہ سب ایک غولاک سے صبح و شام جوش دے کر شیریں کر کے پلائیں۔

شربت ٹائیفانڈ سرکہ ۲ تولہ۔ گل سرخ ۱۰ تولہ۔ کھانڈ ۳ پاؤ۔ شربت بنا کر پلائیں

مترشس چیز بوجہ درد کرنے لیس دار مادہ کے بے حد مفید ہے تو رک کی کو باہر نکالنی ہے
دیگر نسخہ عناب اولہ تخم کرنس ۲ تولہ وانہ مسور ۵ تولہ۔ کھانڈ ۳ پاؤ۔ شربت بنا کر پائیں۔

تپ مرکب کا علاج :

قرص گل غب غیر خالص اور تمام پرانے تپوں کے لیے بے حد مفید ہے نسخہ
یہ ہے۔

گل سرخ ۲۱ ماشہ۔ ملٹھ تولہ۔ چھڑ گڈی ۳ ماشہ۔ طباشیر ۶ ماشہ بھگو کر قرص بنا کر اور
۴ ماشہ کھلائیں۔ ہمراہ پانی۔ یہ قرص گل اشطرافنب اور مرکب پرانے تپوں کے لیے مفید
اور مقوی معدہ بھی ہیں۔

دوسرا نسخہ :-

گل سرخ تولہ۔ ملٹھ تولہ۔ طباشیر۔ انستین۔ چھڑ گڈی ۲ ماشہ۔ ترنجبین ۹ ماشہ
عرق گلاب میں قرص بنائیں۔ عوراک ۶ ماشہ پانی سے۔

دوسرا نسخہ :-

گل سرخ ۲۱ تولہ ملٹھ ۲۱ تولہ چھڑ گڈی ۹ ماشہ مصطکی۔ طباشیر ۶۔ ۲ ماشہ عرق گلاب
میں قرص بنائیں۔ عوراک ۶ ماشہ۔ اگر اشطرافنب میں اسہال بھی آتے ہوں اور کھانسی
بھی ہو تو چھڑ گڈی۔ عود ہندی۔ زعفران ۹ ماشہ۔ عصارہ زرشک ۶ ماشہ۔ ریوند خطائی
گل سرخ۔ لاکھ۔ طباشیر۔ صمغ عربی بریاں۔ کمر باہر ایک ۱۵ ماشہ۔ خرفہ بریاں ۶ ماشہ
گل ازنی ۲۱ ماشہ پانی میں قرص بنادیں۔ عوراک ۸ ماشہ۔ یہ چاروں نسخے پانی سے
کھانا بہتر ہیں۔ یہ سب مرکب فائدہ میں بہترین اور مجرب ہیں۔

عموماً دیکھا گیا ہے کہ دیرینہ اور کہتہ ایدستوی بیماریوں میں تو سب حکیم ہی پریشان
ہو جاتے ہیں۔ مگر تیز بیماریاں جو چند روز میں بیمار کو تباہ کر دیتی ہیں اور مناسب علاج

سے ہی ان سے چند روز میں ہی صحت ہو جاتی ہے۔ ان کے علاج میں بھی حکیم کامیاب نہیں ہوتے کیونکہ بیماری کو ترقی سے روک دینا وہ نہیں جانتے۔ کتابوں میں علم تو ہوتا ہے مگر خاندانی تجربات کے راز نہیں ہوتے۔ حالانکہ علاج سے پہلے مرض کو روک دینا چاہیے تاکہ وہ ترقی نہ کر سکے۔ روکنے کے بعد پھر فوراً علاج کرنا چاہیے مثلاً مرض کی ترقی روکنے کے لیے جب تنکارتین چار گولیاں مریض کو کھلا دو حسب طاقت بعد میں علاج شروع کر دیا جائے۔ اگر مریض کو دست ہوں تو پھٹکری ۲ ماشہ پاؤ پانی میں حل کر کے ۲ تولہ پلاؤ۔ سرسام یا سردی مرض میں پہلے قبض کشار دو ا کھلاؤ۔ یہ روک زیادہ سے زیادہ ۲۴ گھنٹے تک مرض کو ترقی کرنے نہ دے گی۔ قالوناً معدہ کو طاقت دینا اور قبض کا دور کرنا مرض کی روک ہے۔ خسرو ٹائیفاؤڈ تو رک کی چیچک کا کڑا کے دست میں پھٹکری سب سے بہتر ہے روک کا عمل ہونے پر تین گھنٹے بعد علاج کر دو۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔ اگر نزلہ ہو تو کسٹوپ پہنا دو یا سر کو کانوں سمیت کپڑا لپیٹ دو انشاء اللہ نزلہ رک جائے گا اور ساتھ ہی مرض بھی رک جائے گی۔ ریا چار پائی کی پائنتی ایک فٹ اونچی کر دو۔ تو سرسام بھی رک جائے گا۔ اگر مرگی کا دورہ ہو تو پرانا جوتانا ک پر رکھو بد بو آئے گی تو فوراً دورہ رفع ہو جائے گا۔ اس کے بعد پھر علاج شروع کر دیں۔



حسن کی زبان اس پر حکمران ہو وہی اس کی ہلاکت کا فیصلہ کرتی ہے

خلاصہ طب

عناصر اربعہ اور چاروں اخلاط میں طبعی مناسبت کا قانون

آگ اور صفرا:

آگ یعنی اشعاتِ شمسیہ۔ اس میں قوتِ تحلیل زیادہ ہوتی ہے قوتِ ہاضمہ بھی زیادہ ہے اس کی عادت تکبر اور غصہ ہے۔ علاج خاموشی روحی فائدہ عقل سلیم۔ بدن میں صفرا رنگِ زرد۔ مزہ تلخ۔ قوامِ رقیق۔ تاثیر گرم خشک۔ وزن کل اخلاط کا ۱/۸۔ وقت دن میں ۹ بجے صبح سے ۳ بجے بعد دوپہر تک۔ سال میں خصوصی موسم۔ جون جولائی اگست۔ عمر ۲۰ سال سے ۴۰ سال تک۔ مقام پتہ۔ نبض۔ صلب (طویل ضیق قوی) یعنی صلب طویل ضیق۔ قوی کو کہتے ہیں۔

ہوا جو میں۔ بدن میں خون۔ قوتِ باذہ۔ رنگِ خون سرخ۔ مزہ شیریں۔ قوام مغنزل۔ وزن اخلاط کل جسم کا ۱/۲۔ وزن خون کل اخلاط کا ۱/۲۔ وقت دن میں ۳ بجے۔

صبح سے ۹ بجے صبح تک۔ سال میں خاص موسم۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی۔ مقام عام جسم نبضِ عظیم یا شاہق (طویل عریض قوی) عمر جولائی ۳۵ سال تک عادت شہوت۔ عیش پرستی۔ علاج روزہ رکھنا فائدہ مطہج روحی روشنی۔

پانی میں قوتِ دافعہ بہت ہے۔ بدن میں بلغم۔ رنگ سفید۔ مزہ پھیکا قوام گاڑھا

تاثیر سرد تر و وزن کل اخلاط کا پہلا وقت دن میں ۹ بجے رات سے ۳ بجے رات تک۔
سال میں خاص موسم دسمبر جنوری۔ فروری۔ عمر میں ۶۰ سے آخر تک مقام عام جسم۔ متلی۔
درعیض بلی نصیر، عادت طبع علاج زکوٰۃ صدقہ فائدہ فروتنی۔

مٹی اور سودا :

اس میں قوت ماسکہ بہت ہے۔ بدن میں سودا رنگ سیاہ۔ مزہ کھلا ہٹ
قوام گاڑھا۔ تاثیر سرد خشک۔ وزن کل اخلاط کا پہلا وقت دن میں ۳ بجے بعد دوپہر سے
۹ بجے رات تک سال میں خاص موسم ستمبر۔ اکتوبر۔ نومبر۔ عمر ۴۰ سے ۶۰ تک مقام تلی۔
نبض منخض (قصیر عمیق بلی) عادت ضد۔ علاج استغفار۔



جو شخص اپنے ہر کام کو پسند کرتا ہے اس کی عقل میں فتور ہے

طب کا عملی پہلو ایک نظر میں

- (۱) حقیقی معالج : حقیقی معالج طبیعت ہے۔ طبیب صرف مددگار اور معاون ہوتا ہے۔
- (۲) مرض : کسی خلط کے بگاڑ سے مرض کا آغاز ہوتا ہے۔
- (۳) علاج : خلط کو نفع کریں اور مہل سے خارج کر دیں۔
- (۴) طریق علاج : سب سے پہلے مرض کو بڑھنے سے روک دیں۔
- (۵) تدبیر علاج : ہنم کی درستی۔ قبض کشائی۔ مہوک کی درستی۔ نیند لانے کا اہتمام۔ آدمی بیماری اس سے چلی جاتی ہے۔
- (۶) تقویت روح : روح حیوانی کو تقویت پہنچا کر مریض کی قوت ملاحظت کو بڑھا لیں۔ اسے جو شانہ دار چینی پلائیں۔ یا لونگ جو دار۔ اور کچور۔ ہم وزن پیس کر برابر چینی ملا کر ایک ماشہ خوراک بذریعہ پانی کھلائیں۔
- (۷) ہضم کی درستی : ۲ ماشہ پینکڑی ایک بوتل میں حل کر کے تین تولہ فی خوراک دن میں چار بار۔
- (۸) قبض کشائی اور مہوک کی درستی : حب تنکرات کو سونے وقت ایک عدد ایک ہفتے تک۔
- (۹) نیند لانے کا طریقہ : سر پر روغن بنفشہ کی مالش۔

۱۰) نضج بلغم : حسب شفاویا سفوف کچلہ عرق سونف کے ہمراہ دن میں دو بار۔
 ۱۱) اسہال کی روک تھام : عرق سونف اور پورینہ دن میں تین بار ۳ تولہ۔
 ۱۲) پیچش کا حتمی علاج : اسبغول ثابت ایک تولہ لے کر ۵ تولہ عرق گلاب میں
 بھگو دیں۔ تین گھنٹے کے بعد کھلا دیں۔

۱۳) طویل تپ کا علاج : ۱۵ دن سے زائد تپ ہو جائے تو ساتھ ہی جگر کی اصلاح
 کا انتظام بھی کر لیا جائے

۱۴) علاج بلادوا : مرض کے ابھار کے اوقات میں یا شام کو م سے ۵ بجے کے
 درمیان مریض کی چارپائی کی پائنتی کم از کم ایک فٹ اونچی کر دیں۔ ایک گھنٹہ یومیہ۔



جو شخص احسان شناس نہیں وہ محروم ہو جاتا ہے

علاج بذریعہ پانی

پانی کی اقسام:

پانی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شیریں دوسرا بد مزہ۔ شیریں پانی وہ ہے جو نباتات اور
حیوانات کی خوراک کے کام آتا ہے۔ غذا کو رقیق کرتا ہے۔ احتراق سے بچاتا ہے
مادہ غلیظ کو رقیق کرتا بدنی گرمی اور خشکی دور کرتا اور سب اعضاء کو تروتازہ رکھتا ہے
پانی کی دوسری قسم بد مزہ پانی ہے۔ یہ کانوں کا پانی بھی ہوتا ہے۔ مثلاً
(۱) لوہے کی کان کا پانی:

یہ پانی امراض جگر طحال امعاء اسہال معدی اور ضعف باہ کے لیے بہت مفید ہے
(۲) چھٹکری کی کان کا پانی:

یہ پانی ہر قسم کے جریان خون وغیرہ کے لیے بے حد مفید ہے۔

(۳) گندھک کی کان کا پانی:

یہ پانی امراض فاش خشک یا تر نقشہ جلد استرخا و جمع مفاصل ریاح سرد عظیم
طحال۔ کھانسی تر نقعد عصب بچھو وغیرہ کے زخم وغیرہ کے لیے بے حد
مفید ہے۔

(۴) سونے یا چاندی کی کان کا پانی:

یہ دونوں پانی تفریح قلب، قوت روح و بدن کے لیے نہایت مفید ہے۔

(۵) سوہاگہ اور نمک کی کان کا پانی :

یہ پانی درمِ رطوبی تے کرانے ضیقِ النفسِ رطوباتِ حلق و ہنجرہ وغیرہ کے لیے مفید ہے۔

(۶) تانبے کی کان کا پانی :

یہ پانی امراضِ لہاس و لوزتین بثر و خم اور دروگوش کے لیے مفید ہے۔

(۷) نوشادری پانی :

یہ پانی صفائی جلد و زخمِ خارشِ چشم کے لیے مفید ہے۔

(۸) قلعی کی کان کا پانی :

سمن مفراطِ کرم شکم کے لیے مفید ہے۔

یہ بات واضح رہے کہ کانوں کا پانی تول نہیں سکتا اس لیے ہر ایک معدنی

پانی گھر پر ہی تیار کیا جاتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ لوہا چاندی، سونا اتانا، قلعی

جس پانی کے بنانے کی ضرورت ہو اس کو تیز گرم کر کے پانی شیریں میں بار بار ڈالیں

تاکہ جل کر پانی نصف رہ جائے۔ بس اب استعمال کریں۔ نمک نوشادری سوہاگہ

اور ٹھیکری کا طریقہ یہ ہے کہ ۷ ماشہ سے ۱۴ ماشہ تک ۳ پاؤ پانی میں جوش دیں تاکہ

پانی کا تیسرا حصہ جل جائے یعنی ۳ پاؤ کا دو پاؤ رہ جائے۔ پھر سرد کر کے استعمال

کریں۔ گندھک کا پانی بنانا ہو تو گندھک ۲ ماشہ سے ۳ ماشہ تک بدستور سابق پانی

تیار کر لیں۔ یہ وزن پینے یا حقنہ کے لیے ہے۔ نطول اور غسل وغیرہ کے لیے وزن

دگن کر دیں۔

شیریں پانی کے استعمال کے نقصان و اوقات :

بعد غذا۔ نہار منہ علی الصبح۔ بعد ریاضت یا سحت حرکت کے بعد۔ بعد حمام

بعد سہل۔ قوی۔ بعد کھانے ہر میوہ کے اور ہر پھل کے خصوصاً تربوز۔ کھیر اور گکڑھی کے سونے کے وقت یا خواب سے بیدار ہو کر اور بعد جماع۔ ان اوقات میں پانی پینے سے نہایت پرہیز کرنا چاہیے۔

خراب پانی جو امراض پیدا کرتے ہیں؛ سیم کا پانی۔

وہ پانی جو دریاؤں کے کنارے خود بخود نکلتا ہے معدہ میں جلد تعفن ہو کر طوبت اور ارواح کو فاسد کرتا ہے۔ بخار، طیر یا، سینہ اور ضعف جگر پیدا کرتا ہے۔
تالاب کا پانی۔

یہ پانی امراض اور ام و ثبور۔ دو چشم۔ پتھری اور ناروا پیدا کرتا ہے۔
برفانی پانی اور تخی بستہ پانی۔
یہ پانی امراض اعصاب، ضعف جسمانی اور دانتوں کی بیماریاں پیدا کرتا ہے۔
چاہی پانی اور چشمہ کا پانی۔

ان دونوں کو بیک وقت پینا مضر ہے۔ اس کے علاوہ جھوٹی پیاس میں بھی پانی نہ پینا چاہیے۔ غذا، تھیل، کھانے سے اور بزمِ غلیظ کے سبب پیاس کا ذب لگتی ہے۔

پانی صاف کرنے کا طریقہ؛

اگر کوئیں میں کیڑے پڑ جائیں تو بھری کا دودھ کوئیں میں ڈالیں۔ یا کچھوا کنوئیں میں ڈال دیں۔ یا فلٹر کریں۔ بارش، دریا اور نہر کے میلے پانی کو صاف کرنے کے لیے گل ارستی یا پشکر ٹھی کو پیس کر ڈالیں۔ برفانی پانی کو صاف کرنے کے لیے عود ہندی ڈال کر پکا لیں۔ کھلے تالاب یا سیم کا پانی جو شش دینے سے صاف ہوگا۔

پانی تلخ اور شور تین بار عرق کشید کرنے سے صاف اور شیریں ہو جاتا ہے اور مٹھی
سوختہ کا انگارا اور دکھتا ہوا کوئلہ اور اینٹ یا پتھر تیز گرم کر کے ڈالنے سے بھی پانی کی
ہر قسم کی خرابی دور ہو جاتی ہے۔ پانی پینے کے بعد پیاز یا مر باہلیہ کھا لینا بھی منہ
تریاق ہے۔

سرد پانی کے اور گرم پانی کے چار درجے ہوتے ہیں۔
درجہ اول یہ ہے کہ جب پانی کی گرمی یا سردی بدن کو غیر محسوس ہو۔
دوم درجہ یہ ہے کہ جب پانی کی سردی یا گرمی بدن کو اچھی طرح محسوس ہو۔
درجہ سوم یہ ہے کہ پانی کی سردی یا گرمی بدن کو متعفن کر دے لیکن قابل برداشت ہو
درجہ چہارم یہ ہے کہ پانی کی وہ سردی یا گرمی بدن کو متعفن کر دے اور قابل
برداشت نہ رہے اور جسم سرد کر دے یا جلادے یا سُن کر دے یہ درجہ چہارم سرد
ہو یا گرم قابل استعمال نہیں ہے۔ عموماً درجہ دوم ہی علاج میں مستعمل ہوتا ہے۔ ہر
بیمار کے لیے بھی چار ہی درجہ ہوتے ہیں اور ادویہ مفرد کے بھی چار ہی درجے
ہوتے ہیں۔ جن کا ذکر ادویات کے حصہ میں گزر چکا ہے۔

منفع اخلاط بندر لبعہ پانی :

منفع پکانے والی ہر چیز کو کہتے ہیں۔ اخلاط کے پکنے کا مطلب یہ ہے کہ اگر
مادہ رقیق ہے تو معتدل غلیظ ہو جائے اور اگر غلیظ ہے تو معتدل رقیق ہو جائے تاکہ
مختلف القوام سے متفق القوام ہو کر مسہل وغیرہ سے آسانی خارج ہو سکے۔ بات یہ
نہیں ہے کہ دوا خلط کو پکا دیتی ہے بلکہ پکانا تو طبیعت کا کام ہے۔ دوا تو صرف
طبیعت کو مدد دینے والی چیز ہے۔

پانی کا منفع دو قسم کا ہوتا ہے کیونکہ اخلاط اربعہ بھی دو کیفیت ہی رکھتی ہیں۔

خون اور صفرا گرم ہیں۔ معدل ان کا سرد پانی ہے۔ بلغم اور سودا سرد ہیں منضج ان کا گرم پانی ہے۔ سرد پانی خلط رقیق کو غلیظ کرتا ہے اور دورہ اخلاط کی تیزی کو کم کرتا ہے اور حدت و عفونت اخلاط کو روکتا ہے۔ اور گرم پانی خلط غلیظ کو رقیق کرتا ہے۔ شکم کو نرم اور ریاح کو تحلیل کرتا ہے اور دوران اخلاط کو تیز کرتا ہے۔ درد کو روکتا ہے اور یہی کام ادویہ سرد یا گرم کا ہے۔ بلکہ ایک فائدہ پانی کے منضج میں زیادہ ہے وہ یہ کہ اگر مرض زور میں ہو تو دو اخلاط موذی سے متاثر ہو کر فائدہ نہیں کرتی لیکن یہ خوف پانی کے منضج میں نہیں ہوتا۔

طریقہ منضج خون و صفرا:

حدت اور عفونت اور رقت اور دوران کو کم کرتے کیسے صبح و شام تیسرے درجہ کا سرد پانی حسب برداشت پیئیں اور بدن پر سرد پانی کی مالش بذریعہ اسفنج یا تولیہ سے کریں اور پیاس کے وقت وہی سرد پانی پیئیں اور غسل بھی کریں تو گرم امراض میں مارے کا منضج تین دن سے پانچ دن تک بجائے گا اور اس کے بعد سہل سے مادہ خارج کیا جاسکے گا۔

منضج بلغم و سودا:

چونکہ یہ دونوں خلط غلیظ ہوتی ہیں اس لیے صبح و شام دوسرے درجہ کا گرم پانی حسب برداشت پیئیں اور بدن پر مالش گرم تولیہ تر کر کے کریں۔ دن میں دو دفعہ غسل کریں تاکہ اخلاط کا دورہ جو سردی کی وجہ سے کم ہو چکا ہے۔ اخلاط میں تحلیل اور رقت پیدا ہو کر اس کی روانگی تیز تر ہو جائے گی۔ اس عمل سے بلغم و سودا کا منضج پانچ دن سے سات دن تک ہو جائے گا۔ پھر حسب دستور سہل سے دیز۔ کیونکہ اگر سہل نہ

دیا جائے تو مادہ غیر طبعی دوبارہ زندہ ہو کر چند روز بعد پھر بیمار کر دیتا ہے اور اگر بلا نفع
 مسہل دیا جائے تو مادہ رقیق مسہل سے نکل جاتا ہے۔ اور غلیظ نہیں نکلتا وہ مرض
 کو مستقل کر دیتا ہے جو قابل علاج نہیں رہتی۔ بالعموم تپدق اسی طرح پیدا ہو جاتا ہے
 ورنہ ابتداً اپنے آپ کبھی تپدق پیدا نہیں ہوتا۔ ایسی ہی بے احتیاطیوں سے پیدا
 ہو جاتا ہے۔



دین کی درستی دنیا کے نقصان سے حاصل ہوتی ہے

علاج بلا دوا یا فطری علاج کا قانون

خشک امراض:

خشک امراض خواہ گرم ہوں یا سرد یعنی خشک امراض کی مددگار خواہ گرمی ہو یا سردی مریض کو چار پانی پر چیت لٹا کر سر کے نیچے سے تکیہ بھی نکال دیں۔ چار پانی کی پائینتی کے پالیوں کو کم از کم ایک فٹ بلند کر دیں۔ ایک گھنٹہ تک مریض سے کوئی بات چیت نہ کریں۔ اگر تپ ہے تو انشاد انڈیٹوٹ جائے گا اور سر سام یا سردی کی وجہ سے یہ تپ تھا تو پھر بعد میں جلاب بھی دے دیں اگر کوئی مرض اور ہو تو صحت ہو جائے گی۔ یہ عمل اس وقت کریں جب خوراک کھائے۔ ۳ یا ۴ گھنٹے گزر چکے ہوں۔

ترامراض:

ترامراض گرم ہوں یا سرد۔ دن کو وہی عمل بالا کریں فائدہ ہو جائے گا البتہ مکمل صحت نہ ہوگی پھر رات کو مریض جس چار پانی پر سوئے اس کے سر ہانے کی طرف کے پائے ۴ انچ یا ۶ انچ بلند کر دیں۔ البتہ تکیہ سر کے نیچے ہونا ضروری ہے۔ تمام رات ہر روز مریض اسی طرح سوئے آسان امراض تپ اور درد وغیرہ تو تین دن میں ہی دور ہوں گے البتہ جن مریضوں کا علاج مشکل ہے مثلاً بولیا سیر۔ موٹا پا۔ قبض۔ نزلہ وغیرہ۔ ان کے لیے ۴۰ دن تک یہ کورس اسی طرح کریں۔ مرض دوبارہ عود نہ کرے گی۔ ورنہ

صحت تو ۳ یا ۴ دن میں ہو ہی جائے گی۔ دن کو کونے والا عمل ساتھ ہی کرنا ہو تو تین دن ہی کافی ہیں۔

مزید ہدایات :

گرم مزاج آدمی کو صبح سویرے پاخانہ جانے کی اوزنی مزاج آدمی کو بوقت عشاء جانے کی عادت ڈالنا زبردست عمدہ صحت ہے۔ اگر کسی مریض کو خشکی ہو تو بائیں پہلو پر لٹا دیں فوراً ہوش آجائے گا یا جس پہلو میں درد ہوا اس کو نیچے کر دو اور اسی پر سو جاؤ فوراً آرام ہوگا۔ یعنی بیمار عضو کو نیچے اور صحت مند کو اوپر کی طرف بلند کر دیں۔ فوراً صحت ہوگی یعنی ناف سے اوپر ستر تک جس عضو میں تمام بدن میں مرض ہو عمل بالامر تو مہرے پر عمل کرنے سے سب نکالیف دور ہوں گی مواد کا نفع ہو جائے گا اور ناف سے نچلے حصے میں یعنی اسمار سے پاؤں تک تو عمل بالاعراض پر عمل کریں۔ فوراً آرام ہوگا۔ اگر مرض عسر العلاج ہو یا لا علاج ہو تو ضرورت کے مطابق ہفتہ بھر کر سکتے ہیں مثلاً تپ دق۔ لاغری۔ خفقان وغیرہ کے ساتھ دوا بھی شامل رکھیں رتپ دق سے صحت ہو جائے گی۔ اگر زندگی ختم ہے تو بحالت صحت ختم ہو جائے گا مرض کوئی نہ ہوگا۔ اوزنی مزاج مریض کو اور گرم مزاج آدمی کو ہرگز بلا پانی شربت نہ دیں بلکہ پانی کو معمولی میٹھا کر کے دیں۔ لیکن وجع المغاسل کے لیے ہر چوتھے دن عمل بلا عا اور عمل عا کریں۔ یہ مقوی جملہ اعضاء اندرونی ہے رفنا نہ۔ تین ہفتہ میں صحت ہوگی واضح رہے کہ اگر مرض سادہ ہے تو ایک یا دو بار عمل عا کا پورا کورس کرنے سے صحت کلی ہوگی اور اگر مرض مادی ہے تو دو تین روز میں نفع مکمل ہو جائے گا اور صحت ہو جائے گی۔ جلاب دے کر مادہ نکال دیں۔ تپ سب کے سب مادی ہوتے ہیں بجز شوق کے اس لیے تپ دق کا علاج علیحدہ لکھا جا چکا ہے۔ بس عمل عا منفع اخلاط ہے اور عمل عا قبض کش اور مقوی جملہ اعضاء اندرونی ہے۔



نکاح کے لیے موزوں عورت کے انتخاب کا قانون

خالق الخلق نے زمینی کائنات کو جوڑا جوڑا پیدا کیا ہے لہذا یہ فطری اور ضروری امر ہے نکاح سے مراد شہوت رانی نہیں ہے بلکہ دنیا میں ایک اور گھر کا اضافہ کرنے کے لیے ایک مرد اور عورت کو عوام کے سامنے ان دونوں کی رضا مندی سے زندگی کا ساتھی بنانا ہے تاکہ عوام کو ان پر کوئی اعتراض نہ رہے اور ان دونوں کو عوام سے کوئی جھجک نہ ہے اور مرد جو طاقت ورجس ہے۔ بیرونی کاروبار سے روزی کما لے۔ کیونکہ یہ کام عورت کا فطری نہیں ہے اور عورت خانگی انتظام پھول کی پرورش کو جو مرد کی فطرت نہیں ہے۔ دونوں کے اپنے اپنے کام سنبھال لینے سے گھر آباد ہو جائے گا۔ یہی منشاء الہی ہے۔

انسان کو اللہ تعالیٰ نے زمین کو آباد کرنے کے لیے اپنا خلیفہ بنا کر بھیجا ہے اور تمام کائنات کو اس کا خادم بنا دیا ہے تاکہ اللہ تعالیٰ جو اصلی مالک اور بادشاہ ہے انسان مالک کے احکام جاری کرے۔ عورت طبعاً بلغمی مزاج رست و شریلی اور کم گو ہوتی ہے تاکہ باحوصلہ ہو مرد کی تابعداری اور بچوں کی پرورش کر سکے اور عورت کو والدین کے گھر سے ہجرت کر کے نجانہ مرد اس لیے جانا پڑتا ہے کہ ہجرت تابعداری اور ہرشیاری میں اضافہ کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ نے میاں بیوی کے درمیان سے

جہاں اس لیے اٹھا دیا ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے جانثار و فادار، خیر خواہ اور ہمزبان سکیں اس لیے ساتھی کی دیکھ بھال بہت غور و فکر کا کام ہے چونکہ استاد اول والد ہے اس سے بلاصحت سیکھا ہوا تمام علم نہیں بھولتا اور صحیح ہدایت تہذیب اخلاق، خدا پرستی ہر شخص سے نیک برتاؤ صرف مذہب ہی سکھاتا ہے لہذا عورت کو مذہبی تعلیم کی اشد ضرورت ہوتی ہے اور جو تعلیم مادر ہی زبان میں حاصل کی جائے اس میں دماغ حیرت انگیز طور پر ترقی کرتا ہے اور پھر بھی کمزور نہیں ہوتا کسی غیر زبان کی تعلیم دماغ کو کمزور کرتی ہے۔ اس سے بچنا اشد ضروری ہے اور جدید مغربی تعلیم سے عورتیں گھر بنانے کے قابل نہیں ہوتیں۔

یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ عورت میں کوئی متعدی اور جدی مرض نہ ہو۔ کیونکہ اولاد عورت کی مثل ہوتی ہے، شکل و صورت، عقل، عادت، قسمت امراض سب عورت کی طرف سے آتے ہیں۔

جب نکاح کر لیا جائے تو عورت کے ساتھ ایسا سلوک ہونا چاہیے کہ اس کو حتمی یقین ہو جائے کہ خاندان سے بڑھ کر میرا ہمدرد دنیا میں اور کوئی نہیں ہے اور اس کو سابقہ والدین کا گھر معہ متعلقین سب بھول جائیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو اپنے پاس بٹھا کر باتیں سننے کی عادی بناؤ۔ اپنے اندر اس کی دلچسپی پیدا کر دنا کہ کسی اور کی بات ہی اسے پسند آئے۔ تو اب تمہاری ہدایات کا اثر اور اس پر پورا پورا عمل ہو گا اور وہ تابعداری کا پتلا بن جائے گی۔ عورت کا استاد صرف خاندان ہی ہو اور کوئی نہیں ہو سکتا۔

خانگی آمدنی سے ہی آرام کا آغاز ہوتا ہے۔ گھر کی آمدنی اور خرچ سب اس کے ہاتھ میں سے دیں اور کبھی کبھی ایسی طرز سے محاسبہ کریں کہ اس کو یہ ثابت نہ ہو کہ میرا حساب لیا جا رہا ہے۔ بس منہ مذاق اور خوش طبعی میں ہی اندازہ لگائیں مثلاً

آپ نے سوال کیا کہ گھر میں کچھ پیسے ہیں۔ وہ جواب دے گی کہ چار دن ہوئے آپ نے اتنے پیسے دیے تھے جن سے غانا چیز خرید لی۔ یہ کام کیا وہ کام کیا۔ باقی اتنے میرے پاس موجود ہیں۔ وہ غرور بخود ہی تمام حساب سنا دے گی اور اسے امتحان کا علم ہی نہ ہوگا۔ علمی اور فلسفیانہ گفتگو کی عادی کرنے سے وہ عقل مند ہو جائے گی اور فضول عورتوں سے متنفر ہو جائے گی جو بالعموم بانی فساد ہوتی ہیں۔ جب باتیں کرتے ہوئے رغبت کے آثار دیکھیں بات بکارت خدای کی توحید اور خدا اور رسول کی تابعداری کی طرف پھیر دیں عبادت اور اس کے فوائد اور اصول پر درشس بچکان بنائیں اور ایسی باتوں سے پرہیز کرنا سکھائیں جو بر اور یوں میں اختلاف پیدا کریں اور رسومات غیر شرعی سے نفرت دلائیں اور ہر شخص سے اچھے سلوک سے پیش آنا سکھائیں۔

مخلوق پر اعتماد رسوائی ہے

انسانی پیدائش کا قانون

انسانی پیدائش کا قانون بھی موسم کا پابند ہے۔ ہر پیدائش اپنے اپنے موسم میں ہوتی ہے۔ عورت کا موسم ہر حیض ہے۔ حیض سے تین دن پہلے اور تین بعد موسم حمل ہے۔ سان دونوں میں جماع کرنے سے عمل بالعموم ضرور ہو جاتا ہے لیکن ان چھ دنوں کے علاوہ عینہ کے باقی دنوں میں جماع کرنے سے ہرگز حمل نہیں ہوتا۔ انسانی پیدائش میں سات مائیں تبدیل ہوتی ہیں اور چار انتقال وجودی ہوتے ہیں۔ پہلی تبدیلی نطفہ سے علقہ یعنی منجھ خون جو ۴۵ دن میں بنتا ہے۔ دوسری تبدیلی علقہ سے مصنفہ یعنی گوشت کا ٹکڑا یہ بھی ۴۵ دن میں بنتا ہے۔ تیسری تبدیلی مصنفہ سے پچھ بننا۔ یہ بھی ۴۵ دن میں ہوتا ہے۔ یہ کل ۱۳۵ دن ہیں جو نصف مدت عمل ہے۔ پھر روح پیدا ہوتا ہے بلکہ نصف مدت عمل پر روح پیدا ہونے کا قانون تمام حیوانات میں رائج ہے۔ چوتھی تبدیلی پچھ سے جوانی تک ہوتی ہے۔ اس عرصہ میں تبدیلی کے کئی مدارج ہیں یعنی روح سے فیض یاب ہونے کے بعد ۱۳۵ دن گزرنے پر دنیا میں آتا ہے پھر ۱۳۵ دن گزرنے پر دانتوں کی جگہ بنتی اور بیٹھنا سیکھنے لگتا ہے۔ پھر ۱۳۵ دن گزرنے پر ذات نکل آتے ہیں۔ پھر ۱۳۵ دن میں بائیں کرنا سیکھتا ہے یعنی ہر ۱۳۵ دن پر کچھ تبدیلیاں سات سال تک ہوتی رہتی ہے۔ یہ پچھن اول ہے پھر سات سال بعد یعنی ۱۴ سال تک پچھن اوسط ہے۔ پھر سات سال یعنی ۲۱ سال تک ہر پچھن ختم اور جوانی شروع ہو جاتی ہے اسی طرح جوانی کا حصہ اول ۲۸ سال کی عمر تک ہے۔ ہر حصہ اوسط ۳۵ سال کی

عمر تک ہے اور ۴۲ سال پر جوانی ختم ہو کر سن وقوف شروع ہو جاتا ہے۔ پانچویں تبدیلی جوانی سے کہوت تک کی ہے اس کے تین حصے ۶۳ سال کی عمر پر ختم ہوتے ہیں اور بڑھا پانچواں شروع ہو جاتا ہے اس کے بھی تین حصے ہیں جو ۶۳ سے ۸۴ کی عمر تک ہیں۔ ساتویں تبدیلی ارذل العمر ہے جو ۸۴ سال کی عمر سے ۱۰۵ سال کی عمر پر ختم ہوتی ہے اور نیا دور بچپن سا ہوتا ہے مگر طاقیتیں پیدا نہیں ہوتیں۔

انسان کی عمر دنیا سات پر تقسیم ہوتی ہے۔ ہر سات برس میں ترقی کے وقت میں ترقی اور تنزل کے وقت میں تنزل بڑھتا رہتا ہے اس سب تبدیلیوں میں جو امراض پیدا ہوں ان کا علاج بھی ہو سکتا ہے۔

چار انتقال وجودی ہیں پہلا انتقال لطفہ صلب پدر سے رحم مادر میں جاتا ہے دوسرا انتقال رحم مادر سے منتقل ہو کر عالم دنیا میں آنا ہے تیسرا انتقال عالم دنیا سے منتقل ہو کر عالم برزخ میں جانا ہے۔ چوتھا انتقال عالم برزخ عالم عقبے میں جانا ہے جو تقاضے کسی عالم میں پیدا ہوں ان کا علاج بھی اسی عالم میں ہو سکتا ہے۔ بعد انتقال دوسرے عالم میں جا کر علاج ممکن نہیں ہے۔

مثلاً لطفہ کا علاج صلب پدر میں تو ہو سکتا ہے رحم مادر میں آ کر نہیں ہو سکتا اور رحم میں پیدا شدہ امراض کا علاج رحم میں تو ہو سکتا ہے لیکن دنیا میں آ کر نہیں ہو سکتا اور دنیا میں آ کر جو روحانی امراض گنہ اور خلاف ورزی احکام الہی سے پیدا ہوتے ہیں ان کا علاج بھی دنیا میں ہی تو بہ۔ عمل صلح، ترک بغاوت اور اطاعت خداوندی سے ہی ہو سکتا ہے لیکن عالم برزخ میں جا کر نہیں ہو سکتا اور عالم برزخ میں جو معیار مقرر ہو گا۔ عالم عقبے میں اسی معیار کے مطابق اوزان اعمال ہو کر جزایا سزا کا مستحق قرار پائے گا۔ عالم عقبے آخری اور دائمی قیام گاہ ہے لہذا وہاں جزا و سزا بھی دائمی ہے۔

یہ دنیا:

یہ دنیا بھی ایک فرد کی مثل ہے۔ دنیا کی ابتداء میں عمر انسان کی کئی سو سال ہوتی تھی کیونکہ دنیا کا بچپن تھا جس میں بچہ کے پورے کفیل والدین ہی ہوتے ہیں اور بچہ کا کل بھروسہ انہی پر ہوتا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام تک سب آدمی بے ریش نوجوان ہوتے ہیں اس دور میں انسان کو فن شریف تیسر کر دار سکھایا گیا ہے۔ درختوں کے پھل اور نرم پتے اس کی خوراک تھی اور چمڑا پہننے کو تھا۔ بس خدا ہی کفیل تھا اس پر بھروسہ تھا۔ سفر اور ریاضت کا زمانہ تھا دنیا کا بچپن تھا اور دنیا میں ابھی کوئی عذاب الہی نازل نہیں ہوا تھا۔ حضرت نوح سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک دنیا کی جوانی کا وقت تھا۔ سب آدمی سیاہ ریش جوان رہتے تھے وہ دنیا کی دور جوانی کی غفلت اور بد کرداری اور غرور کا زمانہ تھا لہذا عذاب الہی آتے رہے لیکن دنیا پھر بھی نہ سمجھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک سن وقوت کہوت کا وقت تھا۔ یہ زمانہ تجربہ کاری کا زمانہ ہے۔ لہذا تمام فنون ہوائی سفر آسمان پر جانے کی خواہش ظہور میں آئیں اور کفار پر عذاب الہی نازل بھی ہوتے رہے اور خدا پرستوں کی بخوشی امداد کی جاتی رہی۔ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا پر بڑھا پا شروع ہوا اب دنیا بوڑھی ہو چکی ہے اور اس کا آخری وقت ہے چونکہ بوڑھا قابل رحم ہوتا ہے اس لیے اب اس پر عذاب الہی نازل نہیں ہوتے۔ بوڑھا عمر کے اس زمانہ میں لامٹی کے سہارے چلتا ہے محنت مشقت کے قابل نہیں ہوتا عقل اور تجربہ کا دور ہے لہذا دنیا والوں کے لیے بوڑھوں کے مناسب حال خوراک لباس اور سواری موجود ہے۔

یہ قانون قدرت ہے کہ مخلوق کو اس کے مناسب حال گزارہ دیا جاتا ہے جس قدر

بوجھ اٹھا سکیں اسی قدر اس پر لادا جاتا ہے جس قدر اپنے آرام کے طریقے سے وہ خود
پیدا کر لیں اسی قدر بیرونی فطرت کی امداد کم کر دی جاتی ہے جن کاموں کو عوام ترقی سمجھ رہے
ہیں یہ درحقیقت دنیا کا تنزل ہے امداد ربانی کم ہو رہی ہے حکومت و دولت - آرام
طلبی عیش پرستی اور افلاس چاروں اس دور میں گمراہی کے سامان بن گئے ہیں۔

بچوں کی پرورش کا قانون

انسان میں جو بہر انسانیت پیدا کرنا اور اسے ترقی کے زینہ پر کھڑا کرنے کا یہی زمانہ ہے مگر افسوس کہ جاہل مائیں بچے کی پرورش کے قوانین سے ناواقف ہونے کی وجہ سے اپنے پیارے بچے کو بد عادات کا مجسمہ بنا دیتی ہیں۔

میں نے اپنے ابتدائی زمانہ تعلیم میں علم التعلیم کی ایک کتاب میں ایک دانا انگریز کا یہ قول پڑھا تو نہایت متاثر ہوا کہ والدین اپنے بچہ کو ۸ ماہ کی عمر ہونے تک جو کچھ سکھاسکتے ہیں پھر وہ تمام عمر اسے نہیں سکھاسکتے ہیں۔ اس ماہر تعلیم کے اس فقرہ نے مجھے حیران کر دیا کہ اس عمر میں بھلا کیا سکھایا جاسکتا ہے۔ مدت تک اس کا یہ قول میرے دل میں کھٹکتا رہا۔ پورے سات سال کے بعد اس کا حل مجھے ایک قرآنی آیت سے معلوم ہوا۔

بہت غور و فکر کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا جس کی طرف اس مردوانا نے

اشارہ کیا تھا۔ اس سے مجھے پرورشِ اطفال کا ایک انوکھا سبق ملا اور میں نے اس موضوع پر بہت کچھ سوچا اور لکھا۔ ایک لطیف کی حیثیت سے میں جس نتیجے پر پہنچا ہوں وہ یہ ہے کہ جب یہ یقین ہو جائے کہ عورت حاملہ ہو گئی ہے تو مریخ سیاہ ۵ تولہ اور جمائے دیسی ۵ تولہ ملا کر موٹا سفوف بنایا جائے اور ہر روز بقدر ایک ماشہ صبح پانی سے نگل لیا جائے۔ اس عمل سے لازماً اولاد زینہ ہی ہوگی۔ ہاذن اللہ تعالیٰ اور ساتھ ہی اولاد ہر شیار اور ذہین ہوگی۔ دورانِ عمل عورت یا وہ گو عورتوں کی مجلس سے پرہیز کرے۔ صاف ستھرا سفید لباس پہنے۔ رہائشی کمرہ مصفا سفیدی کردہ ہو۔ حاملہ کی خوراک مصفیٰ خون اور زود مصفم ہو۔ گھر کے ہلکے کام کاج میں وہ مصروف و مشغول ہے۔ فارغ اوقات میں دین اور علمی اور تفریحی کتابوں کا مطالعہ کرے۔ اس کا شوہر اکثر اوقات اس کے پاس بیٹھ کر اس کا حوصلہ بڑھائے اور اس کے سامنے بہادریوں اور نیک خردیوں کی گفتگو اور کہانیاں بیان کرے۔ صالحین کے حالات پڑھنے سننے سے اس کے جسم میں اثر اور دماغ میں تصور اور خیالات میں امنگ پیدا ہوگی۔ بہتر ہے کہ ہر کام کے لیے خواہ وہ گھر کے ہوں یا پڑھنے سننے یا مطالعہ کتب وغیرہ کے۔ ان کا ایک پروگرام مرتب کرے اور ہر کام نہایت سیتے سے اپنے مقررہ وقت پر کرے۔ اس سے بچے میں نظر ثبات پابندی وقت محنت اور نیک خیالی مرکوز ہو جائے گی۔ عورت دن کو چار پائی پریٹنا چھوڑ دے اور ہر کام محنت اور سلیقہ سے سسل کرتی رہے کسی وقت بھی رنج اور غصہ طبیعت میں نہ آنے دے۔ خوش رہنے کے تمام جائز وسائل بسیار رکھے۔ فرحت قلب کے لیے کوئی عمدہ ہانسخہ مفرح قلب تیار رکھے۔

جب ولادت کے دن قریب آئیں تو بدن کے پھلے حصہ کو روزانہ مالش کرے۔ اس سے ولادت کی تکلیف بالکل نہ ہوگی جس وقت بچہ پیدا ہو تو اسے اوندھا

لٹا کر نازو کو خوب بھینچ کر صاف کیا جائے اور نازو کو چار گروہ کے فاصلہ سے کاٹ دیا جائے اور زچہ کو زود ہضم غذائی جلے مثلاً دلیا، گندم میٹھا پکا کر اور ضرورت کے مطابق مناسب گھی ڈال کر کھلایا جائے۔ کوئی دیر ہضم و قابض اور طاقت ور غذا نہ دی جائے زچہ کا معدہ ایسی چیزوں کو ہضم نہیں کر سکتا۔ صبح کے وقت ناشتہ میں اور ۳ بجے بعد دوپہر گرم چائے پلائی جائے۔ چار روز گرنے کے بعد پھر زود ہضم اور مقوی غذا شروع دی جائے۔ مثلاً دودھ، گوشت، مرغ و بطیر وغیرہ۔ ۱۵ دن کے بعد ہر قسم کی مقوی غذا دی جائے پھر اس کے بعد کسی چیز کی پیمیز کی ضرورت نہیں ہے مگر ایسی چیز سے لازماً پرہیز کیا جائے جو خون نفاس کو بند کرے وہ ہرگز نہ دیں اور گاجر مولیٰ یا ایسی چیزیں جو مصنف معدہ اور قابض ہوں۔ ان سے پنچے کے دودھ کی مدت تک پرہیز کریں۔

بچے کی پرورش کے بنیادی اصول:

(۱) بچہ کی پرورش کا پہلا اصول یہ ہے کہ بچہ کو ایک علیحدہ چھوٹی چار پائی پر لٹا کر والدہ کی حفاظت میں دے دیا جائے جب بچہ کو بھوک لگے گی تو ماں کا دودھ بھی جوش کرے گا بس اس وقت ماں بیٹھ کر دودھ پلائے یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کبھی لیٹ کر دودھ نہ پلایا جائے۔ جب تک دودھ جوش نہ کرے یعنی بچہ کو بھوک نہ لگے ہرگز دودھ نہ پلائے۔ کبھی بچہ کو اپنے پیلو میں نہ سلائے کہ بخارات آدمی کے زہریلے ہوتے ہیں۔

(۲) جب تک دانت نہ نکلیں دودھ کے سوا اور کوئی غذا نہ دے اگرچہ والدہ کا دودھ کم ہی کیوں نہ ہو۔ اگر دودھ بہت کم ہو تو اس کا علاج کیا جائے مگر علاج سے بھی دودھ کی کمی پوری نہ ہو تو پھر گائے کا دودھ بہتر ہے جس میں برابر کا پانی ملا کر ایک جوش دیا گیا ہو اور تھوڑا میٹھا بھی ملا ہوا ہو کسی حالت میں بچہ کو گود میں بار بار

نہیں اور نہ کھلائیں۔ ظاہری پیار کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ بچہ کو پڑا ہوا خود ہی ہاتھ پیر مار کر کھیلنے دیں۔ اس فطرتی ورزش میں ہرگز دخل نہ دیں جو قدرت اس سے کرداتی ہے ورنہ بچہ کو رونے کی عادت پڑ جائے گی اور یہ رونے کی عادت بچہ کو بزدل اور ہر بد عادت کا گہوارہ بنا دے گی۔ بچہ کو ہمیشہ پیٹ کے بل لٹایا کریں۔ اس سے اس کا ہضم قوی ہوگا اور قبض نہیں ہوگی۔ اور اس کی ریڑھ کی ہڈی جو ستون بدن ہے مضبوط ہو کر دماغ اور اعصاب بھی قوی ہو جائیں گے اس طرح بچہ سال کے اندر ہی چلنے لگ جاتا ہے۔ اس کے اندرونی اعضاء قوی ہو جاتے ہیں وہ بیمار نہیں ہوتا۔ اور اگر رونے کا عادی ہو گیا ہو تو بھی اس کا رونا ختم ہو جاتا ہے اور پھر تمام عمر کمزور نہیں ہوتا کیونکہ ستون بدن مضبوط ہو جاتے ہیں۔ اب نہ اس کا دماغ کمزور ہوگا اور نہ دیگر امراض ہوں گے اور اگر پشت کے بل لٹایا جائے تو تمام فوائد مذکورہ بالا معدوم ہو جاتے ہیں۔

یاد رکھیے کہ تمام بیماریاں اور کمزوری اعضاء اور بسے خصائل والدہ کی گود سے ہی نکلتے ہیں اور زیادہ لاڈ پیار سے ہی پیدا ہوتے ہیں تہذیب ریلیفہ اور ہدایت صرف رعب اور خوف سے ہی آسکتی ہے اس لیے بچوں پر باپ کا رعب ہونا چاہیے اس لیے باپ کو بچوں کو اٹھانا، کھلانا اور لاڈ پیار اور والدہ کی سی شفقت نہ کرنا چاہیے ورنہ باپ کا رعب جاتا ہے گا۔ اور آگے چل کر بچہ نافرمان اور بد عادت ہو جائے گا اور پھر اس کا کوئی علاج نہ ہوگا۔

والدہ کے لیے لازم ہے کہ وہ بچے کو روزانہ غسل دے اور کپڑے بدلے اور اسے صاف ستھرا رکھے۔ ضرورت کے مطابق تھوڑی دیر بعد پاخانہ پیشاب کروا کر لٹا دیا کرے۔ صرف تین چار دن کی کوشش سے ہی بچہ زمین پر مٹی پیشاب کرنے کا عادی ہو جائے گا اور حاجت کے وقت وہ خود نتھنے پھلائے گا اور ہاتھ

پیر مارے گا جن سے والدہ کو خود بخود معلوم ہو جائے گا کہ بچے کو حاجت ہے چنانچہ وہ اسے اٹھا کر حاجت کرا دے اور پھر بستر پر لٹا دے۔ گو وہیں ہرگز نہ لے۔

جب بچہ زمین پر گھسٹنے لگے تو پھر اس سے صرف زبانی پیار کیا جائے جب اس کے دانت نکل آئیں اور وہ بیٹھنے لگ جائے تو روٹی کھاتے وقت والدہ اسے اپنے ساتھ بٹھائے تاکہ وہ روٹی کھانے کا نمونہ دیکھے مگر اس سے یہ نہ کہا جائے کہ کھا۔ رفتہ رفتہ جب وہ خود ہی ہاتھ بڑھانا شروع کرے تو روٹی کا ٹکڑا پکڑا دیا جائے اور جب وہ کھانے لگے تو اسے اپنے ساتھ کھلایا جائے مگر اپنے ہاتھ سے ہرگز نہ کھلائیں۔ البتہ بہت چھوٹے چھوٹے ققمے بنا کر اس کے پاس رکھ دیں۔ کیونکہ والدہ کو اس کی بھوک کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ جب وہ خود کھائے گا تو سیر ہو کر خود ہی چھوڑے گا نیز شروع پرورش سے ہی اسے سویرے جاگنے یعنی چار بجے صبح سے جاگنے کا عادی کر دیا جائے تاکہ اس کا دماغ طاقت ور اور دانشمند بن جائے۔

یاد رکھیں کہ رات کو روٹی کے بعد کبھی پانی نہ پلایا جائے اور نہ بچے کو پلائیں اس سے نزلہ پیدا ہوتا ہے اور بچوں کی آنکھیں پانی پینے پلانے سے ہی دکھتی شروع ہوجاتی ہیں۔ ان فطری قوانین پر عمل کرنے سے بچہ خود بخود دو سالہ ہونے پر دو دو چھوڑے گا۔ البتہ جب ابھی دو سال میں سے بھی تین ماہ باقی ہوں تو رات کو دو دو دینا بند کر دیا جائے اور صبح اور تین بجے شام کا وقت مقرر کر دیا جائے۔ چند روز بعد پھر صرف صبح رہنے دیا جائے۔ پھر کچھ دن اس کی یہ عادت ہی جاتی رہے گی۔ یہی طریقہ بچوں کی پرورش کا ہے۔ اس پر جوں جوں عمل کیا جائے گا اور تجربات ہوں گے بچوں میں جو جو عادات نیکی فرمانبرداری۔ سلیقہ۔ سعادت مندی۔ خدمت شعاری اور شرافت پیدا کرنا مطلوب ہو گا وہی عادات ہم پیدا کر سکیں گے۔

۱۵ سالہ عمر تک بچوں کو معمولی خوراک دی جائے پھر ۱۵ سے ۲۰ سال کی عمر

تک عمدہ مرغن اور طاقت ور غذا دی جائے۔

اس کے بعد پھر وہی پہلے جیسی غذا دی جائے رسادہ معمولی اور زود ہضم کسی علم و ہنر یا معرفت الہی میں ترقی کرنے کے لئے بچپن سے ہی بچہ کی پرورش میں ایسے خیالات و عادات پیدا کرنے ضروری ہوتے ہیں۔ بچہ کو چار چیزوں سے تو قطعی ناواقف کر دینا ضروری ہوتا ہے۔ (۱) غم (۲) غصہ (۳) فکر اندیشہ اور (۴) غیر ممکن خیالات کی سوچ بچار۔ غیر ممکن خیالات تو مرضِ محق کی علامت ہے مگر ممکن خیالات جن کے کرنے کا بھی کوئی مصمم ارادہ نہ ہو وہ بھی غیر ممکن میں ہی داخل ہیں یہ جائز ہوں یا ناجائز یا ایسے خیالات جن میں عقلِ انسانی کے احاطہ علم سے باہر ہیں یا وہ علم انسان کو نہیں دیا گیا ہے مثلاً ذات رب العالمین میں غور کرنا حدِ عقل سے باہر ہے چونکہ اللہ تعالیٰ غیر محدود ہے جو چیز حدِ عقل میں آسکتی ہے وہ غیر محدود نہیں ہو سکتی صرف وحدانیت اور پیدائشِ عالم کی کاریگری پر جو حدِ عقل میں ہے غور کرنا جائز ہے اور اس کی ذات کو غائبانہ بلا دلیل بلا چون و چراں تسلیم کرنا ضروری ہے۔ بچے کو پرہیزگاری اور خدا پرستی سے خواہشاتِ نفسانی پر مکمل قابو پا کر ان کو شریعتِ اسلام کے قوانین کے ماتحت چلانے کا بچپن سے ہی عادی کرنا چاہیے کیونکہ بچپن کی عادت پختہ ہو کر پھر فطرتِ ثانیہ بن جاتی ہے اور انسان صحیح مسلمان ہو کر نجاتِ اخروی کا امیدوار ہو جاتا ہے۔ اور اعمالِ قبیحہ سے متنفر ہو کر شیطان کے پنجہ سے نکل جاتا ہے اگر اس سے غلطی ہو بھی جائے تو روحِ ملامت کرتی اور دل کو شرم آتی ہے خوفِ خدا غالب ہونے پر انسان توبہ کرنے سے مطمئن ہوتا اور معافی ہونے سے دل میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے کیونکہ دنیا میں انسان ہی خلافت کا عمدہ اور اشرف المخلوقات کا خطاب لے کر آیا ہے یہ عمدہ انسان کے سوا کسی نوری کو یا ناری کو نہیں ملا ہے۔ کیونکہ کرہ ارض سب سے نیچے ہے یہ متکبر نہیں ہے عاجز ہے۔ زمین سب کے

پاؤں تلے روندی جاتی ہے ماجزی ہی خدا کو پسند ہے اس لیے کائنات کے حقیقی مالک کے توابعین سے انحراف یا تامل کرنا نہ ہی کسی کو ذریعہ دینا ہے اور نہ ہی ان سے انحراف کر کے دنیا کے لوگ ترقی کر سکتے ہیں۔

خدا کے بند و اللہ تعالیٰ کے ایسے تابع دار بنو کہ اللہ واحد کی محبت کے سوا کوئی دوسری بات تمہیں کسی سے نہ ہے تاکہ دنیا کی باتوں کی طرف سے بے نیازی اور خاموشی اور ایسی تنہائی تم اختیار کر سکو کہ جہاں کوئی آواز نہ آئے وہاں تمہاری توجہ مود ایسی عبادت کرنے سے تم اپنے مالک کی طرف سے بشارات کے ذریعے مطمئن ہو جاؤ گے البتہ یاد رکھو کہ یہ موقعہ بھی شیطانی وساوس سے یکسر خالی نہیں ہے۔ انسان کے احساس کے کانوں میں کسی بات سے متعلق کوئی آواز آنا حدیث النفس بھی ہوتا ہے اور مکالمہ الہی بھی۔ لیکن حدیث النفس تو الہام شیطانی ہوتا ہے جو سرا سر گمراہی ہے۔ اور جس کے کوئی معانی بھی صحیح نہیں ہوتے البتہ بشارات صحیح بات کی خبر دیتے ہیں اور انسان کا دل ان پر مطمئن ہو جاتا ہے۔ اللہ کے انعامات پر غور کرنا سیدھا راستہ اور صحیح نور و فکر ہے۔



سخی کا کھانا دوا ہے اور نخیل کا کھانا مرض ہے

نفسِ امارہ پر قابو پانے کا قانون

انسان کے جسم کو اس کی روح سے الگ کر کے نہیں رکھا جاسکتا۔ نفسِ امارہ روح کا دشمن ہے۔ نفسِ امارہ یا شیطان جس نے انسان کی روحانیت کو سلب کرنے کے لیے اس کے دل پر بیخبر مارا ہوا ہے اس کی پیدائش کے چار عنصر ہیں۔ روح کی صحت جسم کی صحت پر اثر انداز ہوتی ہے اس لیے اسے بھی نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ان عناصر کا چارٹ اور علاج اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں۔

البتہ اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ روح کو جسم پر بہتری حاصل ہے۔ اس لیے کہ روح نہ ہو تو جسم مردہ اور فانی ہے اور روح کو فنا نہیں ہے وہ عالم بالا میں حکم ربانی سے موجود ہے۔ دوسرے انسان کا حقیقی تشخیص روح سے ہے جسم سے نہیں ہے۔ روح نکل جانے کے بعد لوگ کہتے ہیں کہ فلاں آدمی مر گیا ہے اور اس کا جسم دفن کر دیا جاتا ہے۔ اس لیے روح کی اہمیت اور بالاتر می شہہ سے بالاتر ہے۔ نفسِ امارہ روح کو پراگندہ کرتا ہے۔ اس لیے اس پر قابو پانے سے انسان روحانی اعتبار سے بلند ہو جاتا ہے۔ نفسِ امارہ پر قابو پانے کا چارٹ ملاحظہ کریں۔

۵	۴	۳	۲	۱
روحانیت کو کیا فائدہ علاج میں ہوتا ہے	اس کا علاج صحت بخش اور موجب	انسان کو کیا نقصان ہوتا ہے	کن وجوہات سے طاقت درہوتا ہے پیدائش کے اسباب	نفس امارہ کے یا شیطان کے اثرات
روحانیت ترقی کر کے طاقت ور ہوتی ہے۔	استغفار زیادہ کرنا ناز میں لب تیاام اور کلمہ تجمید	دنیا کی نظروں میں ذلیل اور بے عزت اور غربت	دنیا کی زنانہ رسومات عورتوں کی معرفت قبضہ کرنا ہے	(۱) تکبر اپنے آپ کو بڑا سمجھنا
عقل سلیم اور خوشنودی فردتمی اور اللہ کے ساتھ معجز	خاموشی اور دل میں کلمہ تجمید اُتر کر میہ	عقل سے دوری اور مختلف جرائم کا ارتکاب	خود سے بڑھنا ہے اس میں بھی عورت کا دخل ہے	(۲) غصہ غیر شرعی رنج
رزق میں اور ہر کام میں برکت اور عزت بڑھتی ہے	توکل اور صبر کی عادت کرنا۔ اپنی کمانی پر تکیہ کرنا	دروغ گوئی اور ہر شخص سے مرعوب رہنا	لوگوں کی کمائی پر نظر رکھنا۔ مفت خورہ بننا	(۳) طمع حرص و ہوا یعنی خواہشات نفسانی
روشن جمیری۔ امد اللہ سے تعلق اور راخ الاعتقادی	روزے کثرت سے رکھنا۔ عورتوں کی مجلس سے پرہیز کرنا اور لاجل کا درد کرنا	بزدلی۔ روح کو سیاہ۔ مکرو فریب کرتا ہے	راگ اور عشقیہ ناول۔ تماشہ و سینما سے لگاؤ	(۴) شہوت عورتوں سے اختلاط

حالیق مالک بادشاہ کائنات خدا تعالیٰ کے احکام کا اتباع مخلوق کا فرض اور حق ہے جو خواہشات احکام الہی کے اتباع سے بغاوت پیدا کرتی ہیں انہیں کا نام شیطان ہے جس کو مجسم کر کے آدمی کے سامنے پیش کیا گیا تھا۔

نفس امارہ ایک غیر تربیت یافتہ گھوڑے کی طرح ہے اگر اس کے منہ میں لگام شریعت دے کر اس پر مضبوط سواری کی جائے تو یہ عرش معلیٰ پرے جاتا ہے اور اس پر قابو نہ پایا جائے تو وہ دوزخ میں سے جاتا ہے۔ آدمی کی پیدائش کا یہی راز ہے نفس امارہ درست شدہ کا نام ہی نفس مطمئنہ ہے جو نور محض ہے۔ یہی تابع شدہ وہ براق ہے جس نے جناب سرور کائنات کو معراج کرایا تھا اس کی شکل کسی عارف نے نہایت صحیح بنائی ہے۔ تکبر اور پرکھڑھنا اس کا خاصہ ہے۔ جستی تیزی غصہ کا خاصہ ہے چار پاؤں کا جسم طمع کی علامت ہے۔ چہرہ، سینہ خوبصورت عورت کا شہوت کی علامت ہے مگر شاہ سوار کے نیچے تابع اور مسلمان ہو چکا ہے اس لیے جبریل وہاں نہ پہنچ سکا۔ جہاں وہ لے کر چلا گیا اور معراج کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں۔ جو شخص ان خصائل اربعہ میں مشغول ہو کر ان کا تابعدار ہوا وہ دو جہاں میں ذلیل اور بے عزت اور خوار ہو گیا جس شخص نے ان کا مقابلہ کر کے ان کو تابعدار بنا لیا اور شریعت اسلام کے ماتحت ان سے خوب کام لیا وہ نور علی نور ہو گیا جو شخص مقابلہ چھوڑ کر بھاگ کر تارک دنیا ہو گیا وہ اپنے آپ کو تو بچائے گیا مگر ببادری کا منہ اور عالی مرتبہ سے محروم رہا۔

ولایت و کرامات

یاد رکھیے کہ انسانی مرثت میں نیکی کے ساتھ بدی بھی ہے اور اس کی نظرت میں یہ چاروں خصائل آتشی ہیں۔ جب تک جسم میں مادہ منویہ بڑھتا ہے یہ بھی بڑھتے ہیں اور جب کم ہونا شروع ہوتا ہے تو یہ بھی کم ہوتے چلے جاتے ہیں اور ظہری اسباب دینا مثلاً خاندانی دولت و حکومت بھی یہی کام کرتی ہے۔ انسان کی گمراہی کے سہی دو بڑے سامان ہیں اس لیے فرقہ صوفیاء نے ان کے قلع قمع کے لیے مختلف طریقے ایجاد کیے ہیں جن میں بہت سے غیر شرعی ہیں۔ اگرچہ کشف و کرامات بھی ظاہر ہونے لگتے ہیں لیکن یہ سب کچھ دنیا کے لیے مشقیں ہیں جن کا سمریزم سے بھی کچھ تعلق ہے۔

دلی کے لیے کشف و کرامات لازمی نہیں ہیں ولایت تو یہ ہے کہ ان خصائل پر خدائی اصولوں کے ماتحت ضبط نفس کے ذریعے قابو پایا جائے اور ان سے خدائی احکام کی تابعداری کا کام لیا جائے تاکہ ان میں برائی کی طاقت نیکی سے بدل جائے اور انسان مقرب بارگاہِ الہی ہو جائے۔ خدا کی قربت سے ہی انسان کے ہاتھ خدا کے ہاتھ اور اس کے پاؤں خدا کے پاؤں بن جاتے ہیں۔ یہی قانونِ قدرت پر حاوی ہونا ہے اور اسی سے انسان تقدیر یزداں بن جاتا ہے۔



۲۱۳

ضمیمہ

مہتممین مطب

مرحوم حکیم سید غلام رسول شاہ گیلانی اپنے معمولات زیادہ تر زبانی رکھتے تھے ان کے طریق علاج کا اہم ترین جزویہ تھا کہ وہ ہر گھر میں موجود اشیاء سے مرین کا علاج کرنے کی کوشش کرتے تھے۔ چند مرکبات اپنے پاس رکھتے تھے جو ہنگامی اور فوری ضرورت کے وقت ان کے کام آتے تھے۔ انہوں نے دوکانداری نہیں بلکہ خدمتِ خلق کا راستہ اختیار کیا تھا۔ ان کا مطب بیشتر ان کا حافظہ اور لوگوں کے گھروں میں موجود مختلف گھریلو ضرورت کی اشیاء ہوتی تھیں۔

پھر بھی ان کی بیاض میں بعض نسخے درج تھے۔ ان کے گھر میں بعض ادویہ تیار رہتی تھیں جن کو وہ ہنگامی طور پر استعمال کرتے تھے اور جہاں ضرورت ہوتی ان ادویہ اور مرکبات کو بھی استعمال کرتے تھے۔

میں یہ نسخے ان کی بیاض میں سے لیے ہیں اور ان کے صاحبزادے حکیم سید مرتضیٰ احسن گیلانی سے لیے ہیں جو وہ اپنے مطب کے معمولات میں استعمال کرتے ہیں چونکہ طبی کتب میں بالخصوص جب وہ کسی طبیب سے متعلق ہوں معمولاتِ مطب بھی اس کا ایک حصہ شمار ہوتا ہے اس لیے میں نے یہ چند نسخے جمع کر کے یہاں درج کر دیئے ہیں تاکہ یادگار کے طور پر ان کی کتاب میں ضمیمے کے طور پر منسلک رہیں۔ ان کو ضمیمہ میں نے اس لیے قرار دیا ہے کہ یہ ان کی تالیف "فطرت اور صحت" کا حصہ نہیں ہے۔ یہ میں نے محض اس لیے شامل کیا ہے تاکہ ان کے معمول کے نتیجے میں بھی مطالعہ کرنے والوں کے سامنے آجائیں۔

معمولاتِ مطب

سفوفِ مسکن:

سوڈائیسی سلاس ۲ تولہ فینستین تولہ۔ سورنجان تلخ ۹ ماشہ۔ جوہر لو بان ۶ ماشہ
بیش مدبر ۳ ماشہ۔

۲ رتی سے ایک ماشہ پانی سے یا چائے سے دیا جائے۔
ہر قسم کے جسمانی دردوں کے لیے مفید ہے۔

اکیر قلب:

تباشیر اصلی۔ و صنیاء۔ صندل سفید۔ الاچی خورد۔ کبریا۔ زہر مہرہ خطائی۔ ہر ایک
۵ تولہ۔

۱ ماشہ سے ۳ ماشہ تک ہمراہ شربت۔
اختلاج قلب بوجہ گرمی۔ اینجیاء۔ گجرات گرمی یا حاملہ کے اضطرابی علامات
ضعف قلب و دماغ، گجرات۔

دیس عرق ہاضم:

نوشادر ۳ ماشہ۔ میٹھا سوڈا تولہ۔ چار عرق ابوتل۔ سکریں ارتق۔
بقدر ضرورت بعد غذا۔

ترباق الصبیان:

برگ پودینہ ۵ تولہ۔ پوست ہیلہ ۵ تولہ زرد یا کابلی۔ تربد ۵ تولہ۔ ستونبہ تولہ۔
پھول کاپیٹ دروہ جلاب کے لیے مفید۔ یعنی مواد کو صاف کرتا ہے۔ فیض کثاف
مقدار خوراک ۱ ماشہ۔

سفوف تبخیر:

بادیان ۶ ماشہ۔ کشنیز خشک ۶ ماشہ۔ دانہ الائچی خورد ۶ ماشہ۔ لبا شیر ۶ ماشہ
کوٹ کر سفوف بنالیں۔
تبخیر معدہ کے لیے مفید ہے۔
۳ ماشہ بعد خوراک۔

دائمی نزلہ:

۱) سہاگہ بریاں (توسے پر) کے ایک رتی چائے یا گرم پانی سے دن میں
تین بار۔

۲) مسبر اولہ رتربد اولہ۔ رب السوسن (جرمنی) اولہ رکتیرہ گوند اولہ۔
سب ادویہ پیس کر پانی سے گوندھ کر بقدر نحمد گویاں بنائیں۔ سوتے وقت گرم

پانی سے ۲ گولی۔ جب طرے میں نزلے کے سبب درد ہو تو گرم تیل مل دیں۔

موسمی نزلہ :

عرق طیر یا نزلہ : اجوائن دیسی ہر ۲ تولہ۔ پودینہ ہر ۲ تولہ۔ سونف ہر ۲ تولہ۔ سنا
ہر ۲ تولہ۔ پانی ہر ۱ بوتل سے ایک بوتل عرق نکالیں۔
ایک چھٹانک پلانے سے نزلہ ٹھیک ہوگا۔ طیر یا تپ ہو تو دن میں ۲ بار پلائیں

بائی کا درد نزلہ۔ ضعف معدہ :

سفوف کچلہ : کچلا ہر ۲ تولہ۔ مرتج سیاہ اولہ۔ دارچینی اولہ۔ سوٹھ اولہ۔ مہاگہ
بریاں اولہ۔ مغال اولہ۔
دکھلہ مدبر کر لیں۔ ہم وزن گھی میں ڈال کر سرخ کر کے ڈرا کوٹ لیں، بعد میں دیگر
اشیاء کو ہار یک کر کے ملائیں۔
خرداک۔ ارتق منقہ کے دانہ میں ڈال کر چائے کے ہمراہ صبح یا شام ایک وقت

دبح المفاصل :

اسگند ناگوری۔ سودنجان بریاں ہم وزن پیس کر رکھ لیں۔
خرداک۔ تین ماشہ بکری کے دودھ کی کچی لسی کے ساتھ دیں۔ بعد آرام سفوف
کچلہ دیں۔

خسرہ پتی اچھلنا :

عقاب ۸ دانہ۔ تخم کرنس تولہ۔ سورسالم ۲ تولہ۔ جوش دے کر پیئیں۔

جنون:

پھلکڑی ۲۱ ماشہ باریک پیس کر ۳-۳ ماشہ کی پڑیاں بنائیں۔
صبح دہی میں ملا کر مریض کو دیں۔ روٹی مکھن سے کھلائیں۔ مکھن زیادہ کھائے۔

یرقان:

دہی میں ۲ ماشہ پھلکڑی ملا کر دیں۔ بریاں کر لیں۔ ہمراہ مکھن دیں۔

نفخ۔ سوء ہضم:

سوڈا بائیکا ب۔ نوٹ اور۔ نمک سلیمانی۔ ہم وزن سفوف۔ ۳ ماشہ بعد غذا۔

علاج اختناق الرحم (ہسٹیریا۔ جنونی کیفیت)

تخم بھنگ۔ عرقہ۔ کاہو۔ ہر ایک ۵ ماشہ۔ نیو فر پل ۲ تولہ۔
خوراک سفوف ۹ ماشہ۔
یہ نسخہ جذبات کے ہیجان کو فرو کرنے کے لیے ہے۔

تپ مرکب:

زنجبیل تولہ۔ دھنیا ۵ تولہ۔
باریک پیس کر سفوف بنالیں۔ خوراک ۶ ماشہ
صفراوی بخار کے لیے _____ سرد پانی سے
بنفی کے لیے _____ گرم پانی سے

ذیابیطس:

انبہ بلدی ۵ تولہ۔ اجوائن دیسی ۵ تولہ۔ تخم جامن ایک عدد۔
پیس کر گویاں بنائیں۔
ابتدائی حالت میں نمولہ تولہ رات کو بھگو کر صبح پانی نتھار کر تخم خیارین میں گھوٹ کر
پلائیں۔

قلت طمت:

۱) سہاگہ ۳ ماشہ۔ زعفران ۲ رتی۔
دونوں کو باریک رگڑ کر گرم دودھ کے ساتھ دیں۔
۲) ریوند خطائی تولہ۔ نوستا در ۶ ماشہ۔ قلعی شورہ ۳ ماشہ۔ تینوں کو باریک کر کے
۲ رتی گرم پانی یا دودھ کے ساتھ رات میں بارون میں دیں۔
۳) شگرف، نمک ہم وزن پیس کر خوراک ۲ رتی۔ گرم پانی سے روزانہ ایک بار
غذا۔ دودھ چاول دونوں وقت دیں۔

شربت ہاضم:

اٹلی کا شربت۔ منقشی۔ معدہ درست کرنے والا۔
اٹلی ۱۰ تولہ۔ اجوائن ۲ تولہ۔ پودینہ ۲ تولہ۔ سولف ۲ تولہ۔ پانی ایک میٹر ڈال کر
جوش دیں۔ نصف رہ جائے تو نتھار لیں۔ ۳ پاؤ چینی ڈال کر شربت بنالیں۔
خوراک۔ صبح ۱۰ بجے شام ۳ بجے۔

دانت کا درد :

- (۱) آک کی جڑ کی مسواک۔ ، ادن مسلسل۔ ہر قسم کا درد ہمیشہ کے لیے نہ ہوگا۔
- (۲) ٹیکر کے پھول سایہ میں خشک کر کے سفوف بنالیں۔ کھانے کے بعد منجن کریں۔

ریاح البواسیر :

انتڑیوں۔ پیٹ میں مسلسل گھاگڑا ہٹ اور ہوا۔
 گوگل۔ تخم پیازی۔ رسونت۔ ہم وزن گولیاں بنا لیں
 خوراک۔ کھانے کے بعد دونوں وقت ایک گولی۔

نسخہ اطہراہ و اولاد نرینہ :

- (۱) مرچ سیاہ ۵ تولہ، اجوائن دیسی ۵ تولہ۔ دونوں کو ٹھیس کر کھجان کر لیں۔
 خوراک اماشہ بعد غذا ہمراہ تازہ پانی۔
- (۲) اگر خون آنے لگے یا درد ہو تو دن میں ۲-۳ بار دیں۔
 اگر حمل جگہ چھوڑ چکا ہو تو خارج کر دیں۔ لا علاج ہے۔
- (۳) تعویذ۔ رَبِّ لَا تَزِدْنِي قُرْدًا وَاَنْتَا خَيْرُ الْوَارِثِيْنَ۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ
 عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ
- (۴) سفوف پر دم کر کے دیں۔ سورت "والشمس" ۴ بار پڑھ کر دم کریں۔

احتباس طمث :

- (۱) تیزاب گندھک ۳ ماشہ۔ سادہ پانی ۹ چھٹانک حل کر کے عرق بنا لیں۔ صبح دوپہر

شام بقدر ۲ تولہ۔

پورا ماہ یہ عرق پلائیں ایک بوتل بنا کر دیں۔

۲۵ دیرینہ اور شدید درد کیلئے انتہائی موثر نسخہ۔

کلونجی تولہ۔ گڑیسی ۳ تولہ۔ ریانی پلاسٹین۔

پانی میں گڑا اور کلونجی جوش دیں نصف رہنے پر ۲ تولہ گھی ڈال کر پلائیں۔ فوراً

آرام ہوگا۔

ننزلہ:

نخم دھتورہ۔ اجوائن خراسانی۔ ہم وزن کوٹ کر رکھ دیں۔

کالی مرچ ۲ رتی۔ اسپرین رتی۔

طراک۔ ۳ رتی چائے سے۔

سفوف اصلاح معدہ:

زیرہ سیاہ ۶ تولہ۔ سوٹھ ۶ ماشہ۔ زیرہ سفید ۶ ماشہ۔ تروی ۶ تولہ۔ سماق ۶ تولہ۔

پوست ہلیہ زرد ۶ تولہ۔ ہلیہ ۶ تولہ۔ انار دانہ ۴ تولہ۔ نمک لاہوری ۴ تولہ۔

خداک بڑے — ۶ ماشہ
چمکے — ۱ ماشہ

دو بار تازہ پانی سے بعد غذا
عمدہ منفع ہے۔ نظام انہضام کی خرابیاں دور کرتا ہے۔

بچوں کے معدے کی تکالیف:

پوست ہلیہ زرد ۲ رتی۔ تروی۔ پودینہ ہم وزن۔

خوراک - ۲ رتی دن میں ۳ بار -
بچوں کی تمام بیماریوں میں مفید ہے۔

زیادتی پیشاب - کم درد و گردہ - ذیابیطیس :

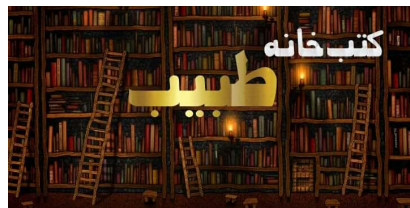
فزالی کارب ۲ ماشہ - کونین ۳ ماشہ - سم الفار ارتی - جنطیانہ ۳ ماشہ - افیون پرا ماشہ
پیس کر ۳ گولیاں بنا لیں۔
خوراک - صبح دوپہر شام - ہمراہ پانی۔

دانت کا منجن :

مصطکی رومی - مازوسبز - عقرقرحہ - پھنگڑی بریاں - کتھا - سنگ جراح - پوست
ہیلہ زرد - دانہ الاچی کلاں - گیرو - ہر ایک تولہ - کافور ۶ ماشہ - ہیر منٹ ۳ ماشہ
طوطیا بریاں ۳ ماشہ - چھالیہ سوختہ ۲ تولہ - چھلکا بادام سوختہ ۲ تولہ - لونگ اتولہ - مرچ
سفید ۲ ماشہ۔

سب کو پیس کر منجن بنا لیں۔

ترکیب :- رات کو سوتے وقت انگلی سے دانتوں اور سوزھوں پر ملیں۔ کلی
کیے بغیر سو جائیں۔ صبح اٹھ کر کلی کر لیں۔ اللہ اللہ آرام ہوگا۔



شفا خاتی کی طرف سے ہے۔ دوامرفتدبیر ہے